ہم اور ہماری حکمرانی

مولانا عبدالقیوم

لاہور تاج کمپنی
۱۳۷۱ھ

اور دو جلدوں اور آٹھ بابوں میں پوری دنیائے اسلام کا حال بتایا
مؤلف اس سے پہلے بہت سے مذہبی، اصلاحی، تاریخی، اور تبلیغی مضامین
چکے ہیں۔ اور وہ اردو رسالوں میں چھپتے رہے ہیں۔ متعدد مستقل کتابیں
لکھی ہیں جو ملک میں شوق سے لی گئیں۔ اور قدر سے پڑھی گئیں۔

ہندوستان و پاکستان کے موجودہ دور میں، اس کی بڑی ضرورت
کہ اردو میں، مختصر اور عام فہم کتابیں لکھی جائیں، تاکہ وہ اس کو پڑھ کر اپنے
پہچانیں اور اپنے بزرگوں کے بڑے بڑے کاموں کو یاد رکھیں۔ اور اپنی
کے اس آئینہ میں، اپنے مستقبل کا چہرہ دیکھیں۔

مؤلف نے میرے پاس اپنی کتاب کے اجزا بھیجے ہیں جن سے
ہوا کہ مصنف نے فن کی بڑی اور مستند کتابوں کو سامنے رکھ کر، ان سے
اٹھایا ہے۔ اور بڑے بڑے واقعوں کو اختصار کے ساتھ حوالۂ قلم کیا ہے
اس کا خیال رکھا ہے، کہ مفید نتائج کی طرف جو آئندہ کے لئے مفید ہو
اشارے ہوں، تاکہ ناظرین، اپنے مطالعہ سے فائدے اٹھا سکیں
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے
[illegible] خیر عطا ہو!!

ہیچمدان
سید سلیمان ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دیباچہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسکرانے کے لئے بے چین ہے صبحِ وطن
اور چندے ظلمتِ شامِ غریباں ہے تو کیا

یہ بالکل واقعہ ہے، مسلمان جب عروج میں تھے، اور اسلام کی
ت کا دور دورہ تھا تو کائنات کا ہر ذرہ اور روئے زمین کا ہر چپہ
کائنات کی فضل گستری کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے
لمانوں اور اس کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کے زوال سے آج سارا
زوال پذیر ہو گیا ہے۔ ہر روز نئی نئی تدابیر سوچی جاتی ہیں۔ نئی نئی
لیں بنتی ہیں۔ کبھی سوشلزم کو انسانیت کی ترقی کا ضامن قرار دیا جاتا ہے
ی کمیونزم کو دنیا کی فلاح کا ذمہ دار کہا جاتا ہے کبھی یورپ کو دنیا کا
ت دہندہ مانا جاتا ہے تو کبھی کسی اور کو ثابت کیا جاتا ہے۔
زیادہ ... یان کیا گیا ہے ،

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

لیکن انسانیت ہے کہ اس کا لاشہ برابر فرشِ خاکی پر تڑپ رہا ہے۔ دنیا ہے کہ تیزی کے ساتھ ہلاکت کی طرف بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ ہر تدبیر زہر ہے ہر انجمن ہلاکت ہے اور ہر تحریک بربادیٔ عالم کا ... جیسے

ڈھونڈھ لاتے تمہیں اس بُت کو خدارا اے شیخ
تم خدا ترس لئے اک کام ہمارا کرتے

اس وقت دنیا کا ہر رہنے والا اور کائنات کا ہر فرد، بے پریشانی، مصیبت، اور تکلیف کا نشانہ بنا ہوا ہے، جو بظاہر آرام سکون میں دیکھے جاتے ہیں۔ وہ بھی سچی مسرتوں سے محروم ہیں۔ جو سونے چاندی کے انبار میں کھیل رہے ہیں۔ وہ بھی حقیقی راحتو سے دور ہیں۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا خوفناک منظر پھر سے ... ہو چکا ہے اب آسمان و زمین کی متفقہ صدائیں فضائے بسیط میں ہو رہی ہیں۔

تجھے اے مسلمِ خوابیدہ پھر بیدار ہونا ہے
بہارِ شوق بننا ہے گل و گلزار ہونا ہے

اب وقت ... دیکھو ...

نہ سُن سکتے ہوں وہ بھی سُنیں جو پاؤں چل نہ سکتے ہوں وہ بھی چلیں۔
جو ہاتھ اُٹھ نہ سکتے ہوں وہ بھی اُٹھیں اسی غرض کے لئے چودہ سو سال
پنی تاریخ اور اس کے کارنامے پیش کئے جاتے ہیں اور ماضی کے
ے میں مستقبل کا چہرہ دیکھا جائے۔"

خدا کا شکر ہے کہ آج دس سال کی محنت کے بعد ہم اور ہماری
رفی کا یہ مجموعہ قوم و ملک کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا
ں۔ اگرچہ ہماری زبان میں کئی اور بھی کتابیں اس موضوع پر ہیں۔ لیکن وہ
ر حاضر کے مطالبات پورے کرنے سے عاجز ہیں، یا تو اس قدر طویل
کہ لوگ دیکھ نہ سکیں یا اس قدر مختصر کہ مقصد پورا نہ ہو یا صرف چند حکومتوں
حالات تیں ہیں یا صرف جنگی واقعات پر مشتمل ہیں جن سے تاریخ اسلام کے
العہ کا اصل منشاء پورا نہیں ہوتا ہے۔

یہ کتاب دو حصوں میں ہے، پہلا حضرت آدمؑ سے خلافت عباسیہ
ک۔ دوسرا عباسیہ سے ۱۹۵۰ء تک۔ دوسرے حصے میں مسلمانوں کی
تعمیری، علمی اور تمدنی و دیگر خدمات پر جامع تبصرہ بھی ہے۔ ان باتوں
زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

۱) جنگوں کی تفصیلات کم کرکے تعمیری اصلاحی اور اخلاقی کارناموں کو
زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

(۲) ہر دور کے آخر میں اجمالی تبصرہ یا اہم واقعات و کارنامے عنوان سے ساری تفصیل جامعیت سے پیش کی گئی ہے

(۳) واقعات نہایت مستند اور محققانہ درج کئے گئے ہیں۔

(۴) ہر بلند مرتبت ہستی کے حالات کے آخر میں اس کے اقوال پیش کئے گئے ہیں جس سے اس کی روح کا اندازہ ہو اور عمل کا صحیح جذبہ پیدا ہو۔

(۵) حضرت آدمؑ سے حضورؐ تک اور حضورؐ سے بترتیب ۱۹۵۰ء تک کے تمام ضروری حالات دورِ رسالت، خلافت راشدہ، بنوامیہ، خلافتِ عباسیہ، خلافت عباسیہ مصر، خلافت تر... حکومتِ اندلس، حکومتِ مصر، حکومتِ ایران، حکومتِ خورستا... حکومتِ طبرستان، حکومتِ ہندوستان، سلطنتِ اتابکہ... حکومتِ ساسانی، حکومتِ دیالہ، حکومتِ غزنی، حکومتِ ا... وغیرہ وغیرہ جملہ مسلم حکومتوں کے حالات درج ہیں۔ غدر کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت ۱۹۲۳ء کے بعد زوالِ خلافت سے مسلمانوں کی حالت ۱۹۴۷ء کے انقلاب کا مسلمانوں پر اثر، ہندوستان، پاکستان، کانگرس، مسلم لیگ، جمعیتہ علماء، خلافت، اسلامستان، کی تحریکوں کی کیفیت، ان...

کی نئی جمہوریہ کا قیام اور تمام عالمِ اسلامی کے حالات، اقتصادی معاشرتی، تمدنی اور سیاسی کیفیات وغیرہ وغیرہ پر تبصرہ، زوال کے اسباب اور عروج کی راہیں درج کی گئی ہیں۔

(۶) سیرتِ حضورؐ کے آخری حصّہ میں ڈیڑھ سو کے قریب چیدہ احادیث کا ترجمہ درج ہے۔ اور اس کے بعد قرآن حکیم کی بعض اہم ترین آیات کا ترجمہ ہے۔ ساتھ ہی سیرت نبویؐ پر جامع تبصرہ درج ہے۔

(۷) اس کتاب کا مقصد بچوں اور نوجوانوں میں اسلامی روح ڈالنا ہے تاکہ اس دور میں مسلمان اپنے اسلاف کے کارناموں سے اپنی زندگیوں کو دنیا کے لئے مشعلِ راہ بنا سکیں۔

(۸) اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ہر تذکرہ صرف قصہ نہ رہے بلکہ ہدایت و غیرت کے سبق یاد دلائے گئے ہیں کہ ان سے پوری نصیحت حاصل کی جائے۔

(۹) ہر تذکرہ کے آخر میں کوشش کی گئی ہے کہ اس کا خلاصہ درج کر دیا جائے،

(۱۰) اختلافی واقعات اور مسائل سے قطعی پرہیز کیا گیا ہے،

(۱۱) واقعات و سوانح کے انتخاب میں تفصیل کے بجائے جامع اختصار

کو ترجیح دی گئی ہے۔اس طرح پر کہ تصویر کا ہر رُخ سامنے آجائے اور دیکھنے والا اُکتانے کی جگہ مشتاقانہ جذبہ رکھ سکے۔

(۱۲) آخر میں نہایت جامعیت سے کل تاریخ اسلام کا مکمل خلاصہ درج ہے۔

(۱۳) زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ سہولت کے لئے سنہ ہجری کے ساتھ سنہ عیسوی بھی لکھے گئے ہیں ان کوششوں کے باوجود ایک ناچیز بشر کی کوشش ہے سیکڑوں خطاؤں اور لغزشوں کا ڈر ہے امید کہ اصحاب نظر از راہِ کرم متنبہ فرما کر اجر دارین حاصل کرینگے۔

اس کتاب کے پیش کرنے سے صرف یہ غرض ہے کہ شاید کسی دل میں اس کا کوئی واقعہ اثر کر جائے جس کے عوض خدا پاک مجھ کو حضورؐ اور صالحین امتؒ کے طفیل بخش دے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو قبول فرما کر نفع عام کا ذریعہ بنائے۔ اور مجھ حقیر پر تقصیر کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ آمین بجاہ سید المرسلین والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وسلامٌ علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین۔

طالب رحمت۔ فقیر عبد القیوم ندوی
قصبہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی۔ یو۔ پی

ملک عرب کے قدرتی حالات

عرب جزیرہ نما ہے، اس کے ایک طرف بحرِ ہند دوسری طرف بحرِ احمر تیسری طرف خلیج عمان اور چوتھی طرف دریائے فرات ہے۔ یہ پانچ بڑے حصوں پر منقسم ہے۔ ان کا رقبہ ۱۲ لاکھ مربع میل ہے جو جرمنی اور فرانس سے چوگنا ہے۔

حجاز۔ نجد، تہامہ، یمن۔ عروض، حجاز سو میل کے چوڑان میں کوہ سرات سے شام تک چلا گیا ہے، اس کے مشہور شہر مکہ، مدینہ، جدہ طائف ہیں رابغ بھی اب شہرت پا رہا ہے۔ سلطان ابن سعود کی حکومت سے اس کو بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس کی زرخیزی کی کوشش ہو رہی ہے۔

نجد کوہ سرات کے مشرقی حصہ کو کہتے ہیں جو یمن سے عراق تک پھیلا ہے، اس کا مشہور شہر ریاض ہے جہاں موجودہ سلطان ابن سعود رہتے ہیں۔ اس میں دہنا نام بڑا چشمہ ہے۔

تہامہ وہ حصہ ہے جو بحرِ قلزم سے لے کر کوہ سرات تک پھیلا ہوا ہے۔

یمن وہ ٹکڑا ہے جو نجد کے جنوب سے بحرِ ہند کے ساحل تک

مشرق میں حضرموت اور عمان تک پھیلا ہوا ہے۔

عروض یمامہ اور بحرین کے علاقوں کے مجموعہ کا نام ہے، عرب کو بوجہ فصیح و بلیغ کم کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ اس میں صحرا و میدان ہے۔

عرب میں بارش کم ہوتی ہے زیادہ علاقہ پہاڑی اور ریگستانی ہے۔ پیداوار کم ہوتی ہے۔ پہاڑ سیاہ ہیں یمن کا علاقہ نسبتاً زرخیز ہے جہاں گیہوں چاول وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ بقیہ علاقوں میں چشموں کے کنارے اور ساحلی خطوں میں کچھ کچھ پیداوار ہوتی ہے۔ اونٹ محبوب ترین جانور ہے جو سواری بھی ہے۔ اور غذا بھی ہے۔ دودھ اور گوشت زیادہ تر غذا ہے۔ لوگ پانی کی تلاش میں ایک دوسرے مقام پر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

بارش کے پانی کو تالابوں کی صورت میں جمع کر لیتے ہیں۔ جس سے سال بھر تک فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ذریعہ معاش | اُون، کھالیں، کمبل، قالین، خیمے، چمڑے کے برتن، اور دوسری چیزیں تجارت کرتے ہیں کھیتی باڑی اور محنت مزدوری عام طور پر ذریعہ معاش ہے۔ شہر کے لوگ اچھی اچھی تجارتوں کے مالک ہیں جہاں ہر ملک کی چیزیں بھی ملتی ہیں خصوصاً مکہ مکرمہ حج کے

ایام میں خاصی بڑی منڈی معلوم ہوتا ہے۔

طائف میں پھل اور میوہ جات خوب پیدا ہوتے ہیں کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے خدا نے شام کا یہ زرخیز قطعہ حجاز میں بھیج دیا تھا۔ اس نے آکر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا جس سے اس کا نام طائف ہوگیا۔ لیکن کسی زمین میں زمین کے خواص پیدا کر دینا تو عقل کے بھی خلاف نہیں۔

پیداوار | اونٹ بھیڑ بکریاں۔ دُنبہ گائے وہاں کے جانور ہیں گائے کم اور بھینس بالکل نہیں ہوتی ہے، گیہوں بمکئی باجرہ کھجور طائف میں میوے اور یمن میں اناج وہاں کی پیداوار ہیں۔

مصنوعات | بدوؤں کی لڑکیاں، کمبل قالین خیمے، مشکیزے اور دوسری ضروری چیزیں تیار کرتی ہیں۔ شہر میں کپڑے بننے کے کارخانے قائم ہو گئے ہیں جہاں دریاں شال، جانمازیں بنتی ہیں اور ایام حج میں ساری دنیا میں پہنچتی ہیں۔

اہل عرب | عرب کے باشندے حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی اولاد سے ہیں۔ ان سے تین شاخیں چلیں۔ (۱) عرب بائدہ (۲) عرب عاربہ (۳) عرب متعربہ۔ عرب بائدہ وہ جو پہلے تھے اب مٹ گئے جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ (۲) عرب عاربہ قحطان کہلائے جو یمن میں آباد ہوئے اور

(۳) عرب متعربہ عدنان کہلائے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور انہیں میں ہمارے سرکار پیدا ہوئے۔ قحطان یمن میں آباد تھے۔ مآرب کا ایک بڑا بند ان لوگوں نے باندھ رکھا تھا۔ جس سے کھیتی سیراب کرتے تھے لیکن حضورؐ سے بہت سال پہلے اتفاق سے وہ ٹوٹ گیا جس سے بڑا نقصان ہوا اور یمن کے کئی قبیلے ملک میں ادھر اُدھر آباد ہو گئے۔ ان میں ایک قبیلہ مدینہ میں آباد ہوا جس کی دو مشہور شاخیں اوس و خزرج ہیں جو بعد میں انصار کہلائے۔ حضورؐ کا ننھال انہی میں تھا۔

نظامِ عرب قبل از اسلام | اسلام سے پہلے عربوں کی جو حالت تھی اس کا تذکرہ اپنی جگہ پر آئے گا۔ اس جگہ اسلام سے پہلے جو ان کا نظام تھا۔ اس پر ایک مختصر سا تبصرہ ضروری ہے۔ عرب عموماً قبائل پر منقسم تھا۔ جو قبیلہ کا سردار ہوتا وہی گویا بادشاہ ہوتا تھا۔ جنگ و صلح۔ فیصلہ جات قبیلہ کی سود و بہبود اس کے ذمہ ہوتی تھی وہ جو کہتا قبیلہ کے لوگ اس پر عمل کرتے تھے۔ کہیں بادشاہی نظام بھی تھا۔ مثلاً یمن، حیرہ، شام میں ایران اور روم کی ماتحتی میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں۔

مکہ مکرمہ | خانہ کعبہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ کو مرکزیت حاصل تھی۔ اور قریش چونکہ اس کے متولی تھے اس لئے سارے عرب میں وہ معزز شمار کئے

جاتے تھے مکہ میں ایک بڑا گھر تھا جس کو دار الندوہ کہتے تھے اور اب مسجد حرام میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس میں باہمی مشورے ہوتے۔ اور بڑے بڑے امور کا فیصلہ ہوتا تھا گویا یہ ان کا کونسل ہال تھا۔

عرب کے بازار | سال میں کئی میلے ہوتے تھے اور بڑے بازار لگتے تھے جہاں پہلوان کشتی لڑتے، خطیب تقریر کے جوہر دکھاتے تاجر خرید و فروخت کرتے اور دوسرے لوگ دوسری ضرورتیں پوری کرتے۔ ان میں عکاظ، ذی المجنہ، عرفات جو سب کے سب مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں تھے۔ خاص طور سے مشہور ہیں۔

قومی کردار | عرب جاہلیت درندوں سے کم نہ تھے لیکن بعض خوبیاں بھی تھیں۔ مہمان نواز تھے۔ وعدے کے پابند تھے۔ بہادر تھے۔ شاعری نجوم۔ طب۔ قیافہ شناسی۔ نسب دانی اور قوتِ حافظہ میں ممتاز تھے۔ دینی معاملات میں مختلف تھے۔ مشرک زیادہ تھے۔ لات۔ عزیٰ۔ منات یغوث۔ نسر و ود جیسے بتوں کی پرستش میں سرشار تھے۔ یہود و نصاریٰ اور موحدین بھی تھے لیکن موحدین کی تعداد انگلیوں پر گننے کے قابل تھی۔ ان میں ابوبکر صدیق رضؓ۔ زید بن عمرو رضؓ، ورقہ بن نوفل رضؓ، عبداللہ بن جحش رضؓ خاص طور سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ ایک گروہ نیچریوں کا بھی موجود تھا جن کے نزدیک حشر و نشر مذہب اور دین کوئی چیز نہ تھا۔

ستارہ پرست بھی تھے جو ستاروں کی پوجا کرتے، کارگاہ عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے خالق ستاروں کو بتاتے تھے۔ کاہن بھی تھے۔ جو مقفیٰ اور مسجّع عبارتوں سے لوگوں کو اپنا متوالا بنائے اور دعوے کرتے کہ ہم کو آسمان کے کاموں میں خاص دخل ہے۔

باب اوّل

ازابتدائے آفرینش تاختم سیرنبوی

تاریخ | قوموں اور ملتوں کے حالات اور واقعات معلوم کرنے کو تاریخ کہتے ہیں۔

اغراض ومقاصد | اس علم سے غرض یہ ہے کہ دنیا کے لوگ گزشتہ حالات سے سبق حاصل کریں۔ اُن کی بُری باتوں اور اس کے بُرے انجام سے بچیں اور اچھے حالات سے نصیحت پکڑتے ہوئے اپنی زندگیوں کو کامیاب بنا دیں۔

اسلام کی تاریخ | اسلامی تاریخ کی خصوصیت یہ ہے جو بات ہے روایت وسند کے ساتھ ہے۔

کائنات کی پیدائش | جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالےٰ کی ذات گرامی تھی۔ جب اس کی مشیت ہوئی تو اُس نے لفظ کُن فرمایا اور کائنات پیدا ہو گئی۔!

انسان کی پیدائش | پھر جب خدا کی مرضی ہوئی تو اُس نے مٹی کے پتلے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا ان سے حضرت حواؑ پیدا ہوئیں اور ان دونوں

سے تمام انسانی دنیا وجود میں آئی!

اسلامی تاریخ کی ابتدا | در اصل تمام کائنات اور موجودات کو خالق حقیقی کے بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت اُن کے مقاصد زندگی اور فرائض سپرد کرنا اسلام کا اصل مقصد ہے۔ اس لئے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے اگرچہ انسانی تاریخ کی ابتدا ہوتی ہے۔ مگر اصل میں یہی اسلامی تاریخ کی ابتدا ہے۔

اللہ کا پیغام | اس تمام کائنات کی اصلاح و درستی اور خالق حقیقی کے بنائے ہوئے قوانین کے تحت زندگی گزارنے کے طریقے سکھانے کے لئے اللہ تعالے نے ہر زمانے ہر قوم ہر نسل اور ہر جگہ میں اپنا پیغام بھیجا یہ پیغام شریعت کے نام سے پکارا گیا۔ اور اسی کو نبوت اور رسالت اور وحی بھی کہا گیا۔

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ،

یعنی ہر گروہ میں ڈرانے والا بھیجا گیا۔ اور ہر قوم کے لئے راہ نما ہوا۔ (قرآن حکیم)

پیغام لانے والے | اس پیغام کو جو لوگ لاتے رہے ان کو شارع نبی اور رسول کہا گیا۔

سب سے پہلا نبی | جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو سب سے

پہلے ان کی اولاد اور کائنات کی رہنمائی کے لئے آپ کو چُنا گیا۔ آپ نے اس وقت کے حالات اور ضروریات کے مطابق کائنات کو خدائی پیغام پہنچایا۔ معرفت الٰہی۔ لباس اور خورونوش کے احکامات تک آپ کا پیام محدود تھا۔

آپ جمعہ کو پیدا ہوئے ۹۳۰ نوسوتیس سال کی عمر میں جمعہ کے دن وفات پائی یعنی حضورؐ سے ۶۱۴۵ سال پہلے۔

حضرت نوح علیہ السلام اس کے بعد جو جو انسانی آبادی بڑھتی گئی اور ان کی ضروریات زندگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ اسی کے مطابق وقتاً فوقتاً نبی آتے اور لوگوں کو خدا کا پیغام سُناتے رہے ان میں حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدمؑ کے بعد سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا تذکرہ بار بار قرآن شریف میں آیا ہے اور آپ کے نام پر خاص طور پر ایک سورت موجود ہے۔ آپ کے واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے زمانے کے لوگ کتنے سرکش اور کس قدر باغی تھے۔ اور ان کی اصلاح کے لئے آپ نے کتنی کوششیں کی تھیں۔ ہدایت و رہنمائی کے کیسے کیسے طریقے آپ نے اختیار کئے تھے۔ یہ سب قرآن شریف کے دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ آپ نے ساڑھے نوسو سال تک خدا کا پیغام پہنچایا۔ لیکن لوگوں نے آپ کی ایک بات نہ سُنی۔ آخر ایک

شدید طوفان آیا جس سے ساری دنیا غرق ہو گئی۔ آپ اور آپ کے چند ساتھیوں کی حفاظت کے لئے خدا نے کشتی بنانے کا حکم دیا تھا اس میں بیٹھ کر آپ اور آپ کے ساتھی جن کی تعداد اسی بتائی جاتی ہے خدا کے عذاب سے محفوظ رہے نوسو پچاس سال کے بعد آپ نے انتقال فرمایا۔ حضورؐ سے ۴۹۰۳ سال پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ بت پرستی کی تردید اور توحید خاص کا پیغام تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام | حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پھر نئے سرے سے دنیا آباد ہوئی آپ کے بعد پھر نبوت کا سلسلہ قائم ہوا۔ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے زیادہ مشہور ہوئے آپ نمرود کی راجدھانی مقام اُور جس کو کوسی بھی کہا جاتا تھا۔ پیدا ہوئے۔ یہ مقام ملک عراق میں تھا اور اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے تمام دنیا میں بے نظیر تھا۔ مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون نے اس وقت کے اس شہر کی تعریف لکھی ہے۔ یہ واقعہ حضورؐ کی پیدائش سے تین ہزار سال پہلے کا ہے۔ نمرود نے خدائی دعوےٰ کیا تھا تمام لوگ بت پرستی۔ بادشاہ پرستی۔ دولت پرستی چاند اور سورج پرستی میں مصروف تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے پیدا ہو کر خالص توحید کا اعلان فرمایا کہ عبادت کے لائق صرف ایک اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی پرستش کسی حال میں

روا نہیں ہے یہ اعلان ان لوگوں کے لئے موت تھا اس لئے انہوں نے آپ کو تباہ کرنے کی ہر طرح کوشش کی۔ آپ کو ایک بہت بڑی آگ میں زندہ ڈال دیا۔ لیکن خدا نے آپ کی مدد کی اور آپ کو بچا لیا۔ پھر ان لوگوں نے آپ کو وطن سے نکال دیا۔ آپ نکل گئے۔ مصر کے بادشاہ نے آپ کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر اپنی ایک خاص عزیزہ یا بیٹی حضرت ہاجرہؑ کو آپ کے نکاح میں دے دیا۔ آپ کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے بڑے کا نام حضرت اسماعیلؑ اور چھوٹے کا نام حضرت اسحٰقؑ تھا۔ چھوٹے ملک شام میں آباد ہوئے اور ان سے حضرت یعقوبؑ۔ حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ وغیرہم انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے جن میں حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داؤد اور حضرت یحییٰ صاحبِ کتاب رسول گذرے ہیں۔ کل بیٹوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کہی جاتی ہے، جن میں ۲۵ کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کے بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیل جب پیدا ہوئے تو دشمنوں نے بھی آپ کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش منظور ہوئی۔ حضرت اسماعیل کی نسل سے ہمارے آقا کی پیدائش منظور تھی۔ اس لئے حکم ہوا کہ وہ حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو عرب کے اس بے آب وگیاہ

مقام پر چھوڑ آئیں، جہاں آج مکہ آباد ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کی پرورش | خدائی حکم کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اُن کو چھوڑ کر چلے آئے حضرت ہاجرہؑ نے دیکھا کہ یہاں نہ کوئی انسان ہے نہ کوئی حیوان نہ کوئی کھانے کی چیز ہے نہ پیاس بجھانے کا ذریعہ ہے ننھے معصوم اسماعیل کا ساتھ اور یہ مصیبت، تو چیخ اٹھیں اے ابراہیمؑ ہمارے ساتھ ایسا ستم کیوں کر رہے ہو حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا خدا کی یہی مرضی ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا "تب ہم کو خدا ضائع نہ کرے گا" (البدایہ والنہایہ جلد اول تذکرہ ہاجرہؑ)

خانۂ کعبہ | روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے سے پہلے جہاں آج خانۂ کعبہ کی یہ عمارت ہے، ایک جنتی عمارت خیمہ کی شکل میں تھی جس کا فرشتے طواف کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت آدم پیدا ہوئے اور جنت سے دنیا میں بھیجے گئے۔ جنتی نشان کے طور پر خدا نے حجر اسود آپ کو عطا کیا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن بنی آدمؑ کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ اس کے بعد طوفان نوحؑ میں یہ بہ گیا۔ نشانات باقی تھے۔ اسی جگہ حضرت ہاجرہؑ نے قیام فرمایا۔

آب زمزم | غرض حضرت ابراہیمؑ کے جانے کے بعد سخت بھوک اور پیاس محسوس ہوئی ننھے اسماعیل پیاس سے تڑپنے لگے۔ حضرت ہاجرہ بے چین

ہوکر قریب کی دو پہاڑیوں صفا اور مروا پہ پانی کی تلاش میں دوڑنے لگیں۔ اس انتہائی بے چینی کے وقت بھی آپ کی زبان پہ خدا کی پکار تھی آپ نے سات چکر پہاڑی کے لگائے تھک کر چور ہو گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت اسماعیلؑ کے پاؤں کی رگڑ سے پاؤں کے نیچے ایک چشمہ بہہ رہا ہے آپ بے قرار ہو کر دوڑیں اور فرمایا زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر یہ پینے کے لئے بہترین پانی کھانے کے لئے بہترین غذا اور گرمی بچانے کے لئے بہترین علاج تھا۔ آج بھی جو حضرت ہاجرہ جیسا توکل رکھے اس کو ایسا ہی پاتا ہے۔

بنو جرہم | کچھ دنوں کے بعد عرب کا ایک شریف قبیلہ اُدھر سے گزرا اس نے پانی کا چشمہ دیکھا اور حضرت ہاجرہ کی اجازت سے وہاں آباد ہو گیا۔

حضرت اسماعیلؑ کی قربانی | جب حضرت اسماعیل کچھ بڑے ہوئے تو ایک مرتبہ حضرت ابراہیم پھر آئے بیٹے کو دیکھا محبت نے جوش مارا اور چاہا کہ ہمیشہ ان سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے رہیں لیکن خدا کو یہ دکھا دینا منظور تھا کہ خدا کی محبت سب سے زیادہ نبیوں کے دلوں میں ہوتی ہے۔ اس لئے خواب میں حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اسماعیل کو ذبح کرو۔ چنانچہ آپ نے منیٰ کے مقام میں ان کو لے جا کر ذبح کرنے کا عزم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض جنت سے دُنبہ بھیجا اور حضرت

اسماعیل کی نسل میں برکت اور عظیم الشان نعمت مقدر فرما دی۔

خانۂ کعبہ کی تعمیر | حضرت اسماعیلؑ جب اور بڑے ہوئے تو باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ کو بنانا شروع کیا۔ حضرت اسماعیلؑ اینٹیں لاتے اور حضرت ابراہیمؑ معماری کا کام کرتے تھے۔

مقامِ ابراہیم | جب دیواریں ذرا اونچی ہوئیں تو سیڑھی کی ضرورت ہوئی خدا نے اپنے بوڑھے دوست ابراہیم کا خیال کرتے ہوئے جنت سے ایک پتھر بھیجا جس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں اور جس کا تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے جس کا خاصہ یہ تھا کہ وہ حسب ضرورت خود بخود اونچا اور نیچا ہو جاتا اب خانہ کعبہ کے پاس ایک الگ عمارت میں وہ مقفل ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ابھی تک باقی ہیں۔

حضرت اسمٰعیل کا نکاح | جب حضرت اسماعیل جوان ہوئے تو قبیلہ بنی جرہم کی ایک سعادت مند لڑکی سے آپ کا نکاح کر دیا گیا۔ آپ کے بارہ لڑکے پیدا ہوئے اُن سے آپ کا سلسلہ نسل چلا۔

قریش | انہیں میں ایک نامور شخص قصیّ ابن کلاب ہوئے ہیں جن کو قریشی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ بہت ہی سخی اور فیاض تھے آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے بہت زیادہ شہرت اور عظمت حاصل کی۔ مکّہ کی آبادی میں باقاعدہ سلطنت کی بنیاد ڈالی اور بہت سے تعمیری

خانہ کعبہ کی تولیت | قریش میں جو بزرگ خاندان ہوتا وہی خانہ کعبہ کا متولی ہوتا حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے حج فرض تھا۔ عرب کے اکثر قبائل حج کو آیا جایا کرتے تھے اس لئے قریش کی عظمت تمام عرب میں مسلم ہوچکی تھی۔

عمرو بن لحی | لوگ اب تک ملت ابراہیمی پر قائم تھے لیکن ہمارے سرکار کی پیدائش سے تین سو سال پہلے مکے میں یہ شخص پیدا ہوا اور اس نے بت پرستی کی بنیاد ڈالی۔ رفتہ رفتہ تمام مکے کی اور پھر سارے عرب کی حالت خراب ہوگئی۔

حضورؐ کی پیدائش سے قبل عرب کی حالت | اس وقت عرب کا ملک ہر قسم کی بدی اور ہر قسم کے گناہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ چوری عیب نہ تھا۔ بڑے بڑے گھرانے کے لوگ زنا کرنے کو فخر خیال کرتے تھے۔ پڑوسیوں کمزوروں اور لاچاروں کے ساتھ ہر قسم کا ظلم روا رکھتے بات بات پر تلواریں نکل آتیں اگر ایک بار بھی کہیں معمولی لڑائی شروع ہوجاتی تو صدیوں تک اس کا سلسلہ ختم نہ ہوتا تھا جوا اور شراب ان کی گھٹی میں پڑی تھی ان کی جہالت اور بدبختی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ لڑائی میں پورے پورے گھرانے کو قتل کر ڈالتے یعنی کہ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا پیٹ کو چیر کر بچے کو قتل کرتے تھے۔ ان میں

بعض قبیلے ایسے بھی تھے کہ جو اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قبر کھود کر زندہ گاڑ دیتے تھے۔ اسی سے اُن کی دوسری بداخلاقیوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

دنیا کی حالت | اس وقت تمام دنیا کی حالت خراب تھی۔ ایران میں آگ پوجی جاتی تھی۔ بادشاہ کو خدا کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ اس کا نام لینا جرم اور اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا باعث قتل تھا۔ بادشاہ اور اس کے نائب جو کچھ بھی کرتے کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

روم | روم کے اندر ایک بڑی زبردست حکومت قائم تھی لیکن وہ بھی ہر قسم کی بداخلاقی ظلم اور جہالت سے بھری ہوئی تھی وہاں بت پرستی عام تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا مانا جاتا تھا۔ ایک انسان دوسرے انسان کا غلام تھا۔ غریب اور کمزور کے لئے دنیا جہنم تھی ظلم و ستم کی کوئی انتہا نہ تھی۔ زنا، فحش، عیاشی، شراب خوری، ظلم، عیاری کا مرکز بنا ہوا تھا۔

ہندوستان | ہندوستان کی حالت بھی نہایت بدتر تھی۔ تین کروڑ دیوتا اور بت پوجے جاتے تھے۔ اونچ اور نیچ کے سوال نے انسانیت کو روپوش کر دیا تھا۔ اچھوتوں پر ایسے ایسے ظلم ڈھائے جاتے تھے جس کی کوئی انتہا نہ تھی تمام ملک بے شمار بداخلاقیوں کا مرکز تھا۔

یہاں کے راجے خدائی کرتے تھے۔ یہاں کے سانپ خدا تھے، یہاں کے درخت اور پانی اور آگ اور کیڑے اور گائے اور بعض دوسرے جانور خدا تھے۔ انسان حیوان کا غلام تھا۔

یورپ | یورپ جو آج تہذیب وتمدن اور علم کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے اس وقت جہالت اور بدکرداری کا عین مرکز تھا عبادت گاہوں کے اندر زنا ہوتا تھا۔ معصوم مریمؑ کا لباس پہن کر تین ناجائز بچے پیدا کرتی تھیں۔ وحشت درندگی خونخواری اور دوسری بدکرداریاں عام تھیں۔

حضورؐ کی پیدائش | اسی زمانے میں زمین وآسمان کے مالک نے بڑا کرم کیا۔ اس نے ہمارے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ آپ مشہور روایت کے مطابق اور تحقیق روایت سے ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ صبح صادق کے بعد ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ سنہ بکرمی کو پیدا ہوئے۔ پیدا ہونے سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا تھا اس لئے آپ یتیم پیدا ہوئے۔

نسب از والد مرحوم | محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ابن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن

نزار بن معد بن عدنان بن اد بن مقوم بن ناخر بن برح بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بن ناحوش بن شاروح بن راعو بن خالخ بن بحر بن شالخ بن افخشید بن شام بن نوح بن لمک بن منوشلح بن اخنوخ بن یارد بن مہلیل بن قینان بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام (سیرت ابن ہشام متوفی ۲۱۸ھ)

نسب از جانب والدہ مکرمہ | آمنہ بنت وہب بن عبد مناف یہاں سے آپ کا سلسلہ آبائی سلسلے سے مل جاتا ہے۔

رضاعت | پیدائش کے وقت آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے گود لیا۔ انہیں کے حکم سے بی بی حلیمہ سعدیہؓ آپ کو دودھ پلانے کیلئے اپنے قبیلے میں لے گئیں۔ راستے میں عجیب عجیب کرامات دیکھیں مثلاً دن بھر ابر سایہ کئے رہا وغیرہ جب آپ میں قوت آ گئی حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کر دیا جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے مدینہ کے راستے مقام ابوا میں وفات پائی۔ اور دادا کے ظل عاطفت میں پرورش پانے لگے ابھی آپ آٹھ سال دو ماہ دس یوم ہی کے تھے کہ دادا نے بھی وفات پائی۔ اور اب آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کے کفالت ذمہ داری لی۔ (زاد المعاد ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ)

حالات قبل از بعثت | ٹھیک چار سال بعد یعنی جب آپ کا سن شریف

بارہ[۱۲] سال دو[۲] ماہ دس[۱۰] دن کا ہوا تو آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کیا راستہ میں بحیرہ راہب ملا۔ اس نے شکل اقدس دیکھی۔ نور نبوت کے آثار ہویدا تھے۔ چچا سے کہا کہ انہیں خدا کے لئے شام نہ لے جائیں وہاں کے یہودی ان کے دشمن ہیں۔ مبادا کہیں گزند نہ پہنچائیں اس پر وہ مکہ لوٹ آئے۔ (تاریخ ابن کثیر و ابن جریر طبری)

نکاح | جب آپ کا سن مبارک پچیس[۲۵] سال کا ہوا تو حضرت خدیجہ رض بنت خویلد نے آپ کی پاکیزگی اخلاق اور عادات شریفہ کو دیکھ کر نکاح کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمایا۔ مجمع عظیم کے درمیان ابو طالب رض نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ اور ایک زبردست خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنا کے بعد بتایا کہ میرا یہ بھتیجا اگرچہ غریب ہے مگر اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر سب سے بلند ہے۔ اور عنقریب یہ دنیا میں بلند ترین ہستیوں میں شمار ہو گا۔ (ارشاد الباری شرح صحیح بخاری قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ)

سفر شام | اسی سال آپ نے دوبارہ سفر شام کیا راستہ میں ایک اور راہب ملا اور اب اس نے پہلے سے بھی زیادہ بشارتیں دیں حضرت خدیجہ کے مال میں اس قدر ترقی ہوئی جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۲)

تعمیر کعبہ | پچیس سال کی عمر میں جب کہ خانۂ کعبہ بوسیدہ ہو گیا تھا۔ اسکی

پہلی اینٹ رکھنے کا جھگڑا تھا۔ آپؐ نے اسے اس طرح چکایا کہ اپنے دست مبارک سے ایک چادر میں پتھر رکھ دیا اور سب سرداروں کو اس کے کونے پکڑوائے اس طرح ایک بڑے فتنے کا حل ہو گیا۔ اور اس دن کے بعد آپ کی پاکیزگی اخلاق کے علاوہ امانت اور اصابت رائے بھی قریش میں مسلّم ہو گئی۔ (تاریخ مسعودی ۳۲۶ھ)

اعلانِ نبوت | نبوّت سے پہلے آپ غار حرا میں اکثر عبادت و ریاضت کرتے تھے۔ آخر جب سن مبارک چالیس سال ایک دن کا ہوا تو دو شنبہ ۹ ربیع الاوّل یا ۱۳ ربیع الاول سنہ ۴۱ میلادی مطابق ۱۲ فروری سنہ ۶۱۰ء کو نبوت کے اس مرتبہ پر فائز ہوئے جس کے بعد پھر کوئی درجہ نہ تھا۔ آپؐ نے آج پہلی بار حضرت جبرئیلؑ کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔ گھر آئے۔ بی بی خدیجہ سے فرمایا۔ مجھے کمبل اُڑھا دو کمبل اڑھا دو۔ جب ذرا پریشانی کم ہوئی تو سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے دلاسا اور تشفی دی کہ آپ غریبوں کی حمایت کرتے ہیں۔ قرض داروں کا قرض ادا کرتے ہیں۔ وہ آپ کو ہرگز ہرگز اکیلا نہ چھوڑے گا اور خود ایمان لے آئے گا۔ (بخاری شریف جلد اول)

سب سے پہلے مسلمان | اعلانِ نبوّت کے سب سے پہلے جو ایمان سے مشرف ہوئے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت بی بی خدیجہؓ حضرت

علیؓ۔ اور حضرت زیدؓ ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ سب سے زیادہ جو آپ کے ظاہری و باطنی حالات سے واقف تھے وہی حضرات تھے اور یہی سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر پیغمبر اسلام کی صداقت کی اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے۔ پھر آپ نے عام دعوتِ تبلیغ فرمائی تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و حضرتِ عثمانؓ و حضرتؓ زبیرؓ و طلحہؓ وغیرہم اسلام لائے۔

قوم کی دشمنی | اب آپ کی قوم آپ کی دشمن بن گئی اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو طرح طرح کی مصیبت و تکلیف دینے لگی کہ اس کے تذکرہ سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن آپ نے ہر تکلیف مصیبت کو برداشت کیا۔ اور ذرہ برابر بھی دعوت اسلام میں کسی حال میں کمی نہ فرمائی۔ آپ کے ساتھی بھی کفار کی ایذا رسانیوں سے ذرہ برابر آزردہ خاطر نہ ہوئے گو ان کو گرم ریت پر گھسیٹا گیا۔ چٹائی میں لپیٹ کر آگ لگائی گئی

ظلم کی انتہا | حضرت خبابؓ بن ارت، حضرت بلالؓ۔ سمیہؓ۔ فکیہؓ عمارؓ یاسرؓ وغیرہ خاص طور سے مسلسل پتھروں کی بارش کی جاتی تھی۔ تیروں اور تلواروں کے وار کئے جاتے تھے۔ کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا۔ سب کچھ ہوا تھا لیکن خدا و رسول کے یہ سچے عاشق اب بھی ایمان کے

اسی مقام پر تھے۔ بلکہ عشق حقیقی میں پہلے سے کہیں زیادہ اضافہ تھا۔

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

ہجرت حبشہ | آخر جب مصیبت حد سے تجاوز کر گئی تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے ساتھیوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم فرمایا اولاً گیارہ حضرات جن میں حضرت حذیفہؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت مصعب ابن عمیرؓ حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں نے ہجرت کی یہ رجب ۵ھ نبوی کا واقعہ تھا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری علامہ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ)

اس کے بعد حضرت جعفر طیار بھی ہجرت کر گئے اور آہستہ آہستہ بہت سے مسلمان وہاں پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے میں مہاجرین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی۔ (ابن کثیر)

اسلام کیا ہے | اس سلسلہ میں حضرت جعفر نے نجاشی اور اس کے بھرے دربار کے سامنے ایک پرجوش تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم لوگ بت پرستی کرتے تھے، کمزوروں پر ظلم ڈھاتے تھے۔ شراب پینے اور بدکاری میں مبتلا تھے کہ ہم میں سے ایک نبی پیدا ہوا جس کو ہم اچھی طرح جانتے و پہچانتے ہیں۔ اس نے ہم کو ایک خدا پر ایمان لانے

کہا اور یوم آخرت پر یقین دلایا جنت و دوزخ سے باخبر کیا نماز روزہ حج و زکوٰۃ کی تاکید کی اور بُت پرستی، شرک، شراب، زنا ظلم و ستم اور بے راہ روی سے روکا اور ہر حال میں خدا کی اطاعت کا حکم دیا ہیں ہم ایمان لے آئے۔ نجاشی اور اس کے دربار پر اس خطبہ کا بہت اثر ہوا اور سارے دربار پر سناٹا چھا گیا۔

کفار مکہ نے اگرچہ ہر طرح روکنے کی کوشش کی اور حبشہ کو اپنی سفارت بھیج کر شاہ حبشہ نجاشی کو بھی اکسانے کی کوشش کی مگر ان کی ایک تدبیر بھی نہ چلی۔ شاہ موصوف نے مسلمانوں کے ساتھ نہایت عمدہ اور برادرانہ برتاؤ کیا اور آخر میں مسلمان ہو گیا۔ ان میں سے بعض حضرات چند برسوں کے بعد واپس آگئے مگر زیادہ تر ۶ھ میں جب صلح حدیبیہ ہوئی تو ۷ھ میں مدینہ منورہ واپس آگئے۔ اور نجاشی کے روانہ کئے ہوئے تحائف بھی ساتھ لائے۔ چودہ پندرہ سال کے بعد حضور کے یہ جاں نثار رفقاء ملے مسلمانوں میں بے حد خوشی ہوئی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ حضرت جعفر کو سینے سے لگا لیا۔ اور پیشانی کا بوسہ لے لیا (مسلم جلد اول)

شعب ابی طالب | عام مسلمان تو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے، مگر حضور اور آپ کے بعض ساتھی مکہ ہی میں دعوت و تبلیغ کے لئے حسکم

خداوندی سے رہ گئے تھے۔ کفار نے اُن پر اپنے مظالم کی حد کر دی۔
آخر جب اس پر بھی حضور تبلیغ سے باز نہ آئے تو آپ کے چچا ابو طالب
کے پاس وفد لے گئے کہ اگر محمد صلعم شادی چاہتے ہیں تو اپنے ہیں سے
حسین ترین لڑکی دینگے اگر ریاست چاہتے ہیں تو ہم ان کو اپنا بادشاہ تسلیم
کریں گے۔ اگر مال چاہتے ہیں تو ہم ان کو زر و جواہر سے مالامال کر دینگے۔
مگر ہمارے معبودوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں جب حضور آئے تو ابو طالب
نے ان کا پیغام سنایا۔

حضور کا عزم | آپ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم اگر وہ میرے ایک ہاتھ میں
سورج اور دوسرے میں چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں اپنی تبلیغ سے
باز آنے والا نہیں۔ اس جواب سے وہ سب مایوس ہو گئے۔ اور آخر
نبوت کے ساتویں سال آپ کو اور آپ کے کل ساتھیوں کو شعب
ابو طالب جو ایک گھاٹی تھی ـــــ میں قید کر دیا ہر قسم کے تعلقات الگ
کر لئے۔ یہ زمانہ بڑا ہی تکلیف دہ تھا تین تین دن صحابہ کرام کو کھانا نہ ملتا تھا
جوتے کا چمڑا آگ پر بھون کر کھاتے جس سے ان کے منہ پک گئے تھے۔
(ابن الاثر متوفی ۶۳۰ھ)

حضرت خدیجہ کا انتقال | آخر تین سال کے بعد یہ معاہدہ بڑی مشکلوں سے
ختم ہوا ـــ اس سال آپ کے شفیق چچا ابو طالب نے وفات پائی۔ یہ

آپ کے لئے شدید الم انگیز واقعہ تھا اور ابھی زخم مندمل نہ ہوا تھا کہ چند ہی دنوں کے بعد جب کہ آپ کا سن مبارک ۴۹ سال آٹھ ماہ گیارہ دن کا تھا۔ تو آپ کی محسن و محبوب بیوی حضرت خدیجہ نے بھی وفات پائی یہ غم پر غم اور صدمہ پر صدمہ تھا۔ اس لئے اس سال کا عام الحزن نام پڑ گیا (طبری و ابن خلدون)

جنوں کا قبول اسلام | پچاس برس تین ماہ کا جب سن مبارک ہوا تو کے جن آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ ہے۔ اور منیٰ جاتے ہوئے مسجد جن ابھی تک بنی ہوئی ہے جہاں پر یہ واقعہ ہوا تھا

معراج | اکیاون برس نو ماہ کی عمر میں چاہ زمزم اور مقام ابراہیم اور بعضوں کے نزدیک حطیم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے بیت المقدس کی طرف معراج کے لئے لے جایا گیا۔ جہاں آپ نے تمام انبیاء کرام کی امامت فرمائی اور امام الانبیاء والرسل کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ پھر وہاں سے سات آسمانوں کی سیر کرائی گئی جنت و دوزخ دکھائی گئی اور آخر میں رب العزت کے دربار میں حضوری کا شرف حاصل ہوا اور اس قدر تقرب حاصل ہوا جو کسی کو بھی حاصل نہ ہوا تھا (البحر المتین قرشی ص۵۲)

نماز پنجگانہ | وہیں نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔ یہ ستائیس رجب کا واقعہ تھا۔ واپسی پر کفار نے سخت مذاق اڑایا مگر حضرت ابوبکرؓ نے تصدیق کی۔ اللہ رب العزت نے آپ کا لقب صدیق رکھا (اسد الغابہ فی تذکرۃ الصحابہؓ)

طائف کا سفر | جب آپ مکہ والوں کو تبلیغ کرتے کرتے تھک گئے تو طائف کی طرف گئے مگر وہاں اس سے زیادہ ناکامی ہوئی۔ ان نابکاروں نے اس قدر ستایا کہ آپ تنگ آگئے لڑکوں نے پتھروں سے بارش کی سر مبارک سے خون بہا اور سارا بدن لہولہان ہوگیا۔ حتیٰ کہ جوتے خون سے بھر گئے مگر آپ نے اس پر بھی بددعا نہ کی بلکہ دعا خیر کی۔

مدینہ میں اسلام | اب آپ نے موسم حج میں دعوت کرنی شروع کی سب سے پہلے مدینہ کے چھ انصاریوں نے دعوتِ اسلام قبول کی۔ دوسرے سال ان میں سے پانچ اور سات ان کے علاوہ بارہ آدمی آئے۔ اور بیعت کی خواہش کی۔ اس بار ان کی خواہش پر آپ نے مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم رضی صحابی کو احکامِ دین اور تعلیمِ قرآن کے لئے ساتھ کر دیا انہوں نے خوب تبلیغ کی یہاں تک کہ مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جس میں اسلام کا چرچا نہ ہو گیا ہو۔ دوسرے سال تہتّر انصاری آئے اور اسلام قبول کیا۔ رفتہ رفتہ مدینہ میں اسلام کی نشر و اشاعت ہوتی گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بہت سے خاندان مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اب حکم ہجرت ہوا۔ پہلے آپ نے صحابہ کرام رضی کو ہجرت کرنے کا حکم دیا اور آخر میں آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہو گیا۔ (تاریخ مسعودی)

تیرہ سالہ مکی زندگی پر تبصرہ | اگرچہ حضورؐ کی نبوت کا زیادہ زمانہ مکہ میں ہی

میں گزرا لیکن مسلمانوں کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ ہو سکی۔ البتہ یہ عجیب ماجرا ہے کہ جو بھی اس دور میں مسلمان ہوئے وہ بعد میں دنیا کے قائد اور انسانوں کے امام ہوئے حضور کی شبانہ روز صحبتوں اور کفار کی ہمہ دم کی ایذا رسانیوں نے ان بزرگوں کی زندگیوں کو چمکا کر صیقل کر دیا تھا، جنہوں نے مجلس عالم میں نبوت کے انوار سے ایسی جگمگاہٹ پیدا کر دی جس سے آج بھی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔

اس دور میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمانؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ پیدا ہوئے جس کی مثال دنیا نے پیش نہیں کی۔ حضرت ابوعبیدہؓ جعفر بن طیار۔ مصعب بن عمر پیدا ہوئے جن سے اسلام کا دیا سورج بن گیا۔ اور اسلام مکہ بلکہ عرب سے نکل کر نجران اور حبش تک پہنچ گیا۔ عبداللہ بن مسعود۔ عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوذر غفاری پیدا ہوئے۔ جنہوں نے کارگاہِ عالم کو عشق و محبت اور علم و تفقہ کے انمول خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ حضرت زبیر و طلحہ ہیں جن کی شجاعت اور جانثاری پر آج بھی دنیا محو حیرت ہے، حضرت بلال۔ حضرت سمیہ حضرت یاسر حضرت خباب اور حضرت صہیب ہیں جن کے ایمان اور استقلال و استقامت نے دنیا کے تمام حق پسندوں کا ریکارڈ ماند کر دیا، حضرت لبید اور سوید ہیں جن کی دل کش تقریروں نے اور عشق سے

بھری ہوئی باتوں نے پورے پورے مجمع کو اسلام کے قدموں میں گرا دیا تھا۔

ان تیرہ سالوں میں اسلام دور دراز ممالک تک پہنچ گیا حضرت ابوذر غفاری کے بھائی انیس کے ذریعہ آدھا قبیلہ مسلمان ہوا حضرت طفیل دوسی کے ذریعہ یمن میں اسلام پہنچا حضرت تمیم و نعیم کے ذریعہ ملک شام میں اسلام پہنچا۔ حضرت جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں نے حبش کو اسلام سے منور کیا۔ اسی طرح قبیلہ بنی آہل قبیلہ ضماد نجران کے عیسائی اور دوسرے علاقوں میں اسلام کا آوازہ پہنچا اور بہت سے خاندان جلد یا بدیر حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

قیمتی سبق | مکی زندگی سراپا مغلوبیت کی زندگی ہے مسلمانوں کو سبق دیتی ہے جب تم پر کوئی جابر حکومت مسلط ہو جائے تو تم کو کس طرح کی زندگی گذارنی چاہیئے تعلیمات قرآن سے عشق۔ صبر و ضبط استقلال، سچائی، پارسائی، خدا سے اجر و ثواب کی امید تقویٰ محبت الٰہی۔ خوف خدا قیامت پر مضبوط عقیدہ صفات و افعال الٰہی پر یقین اور نماز پر ثبات و دوام اس دور کے خاص نشانات ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں مسلمانوں کے لئے یہ چیزیں فرض ہیں لیکن جب وہ مغلوبیت میں ہوں تو فرض تر ہیں پس ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور انہی قوتوں سے مغلوبیت کا علاج کرنا چاہیئے۔ خدا مدد کرے گا۔

ہجرت مدینہ منورہ

۱۸؍ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوی مطابق ۱۶؍ستمبر ۶۲۲ء

جب مکہ کے کفار نے آپ کی سچائیوں اور آپ کے بلند ترین دین کو گوارا نہ کیا اور مکہ میں کسی صورت سے آپ کا قیام ممکن نہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم عنایت کیا۔ رات کا وقت تھا حضور چپ چاپ اُٹھے اور حضرت ابوبکر صدیق کے ہاں گئے۔ اور سارا ماجرٰی کہہ سنایا۔ حضرت ابوبکرؓ فوراً پکار اُٹھے اور مجھ کو رفاقت نصیب ہوگی"؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں اس پر فرط مسرت سے آپ رو پڑے (سیرت ابن ہشام جلد اول ص۱۷۳)

غرضیکہ جلدی جلدی سامان سفر تیار ہوا۔ حضرت ابوبکر کی دوسری صاحبزادی حضرت اسمٰؓ نے اپنے دادا ابو قحافہ سے جو ابھی کافر اور اسلام کے سخت دشمن تھے اور نابینا ہو گئے تھے چھپا کر گھر کا دفینہ حضورؐ کے اور حضرت صدیق اکبر کے ساتھ کر دیا اور اسلام کی خدمت میں اُنکی مطلق پروا نہ کی کہ آخر ہم لوگ کیا کھائیں گے۔ غرضیکہ دو اونٹنیاں مہیا ہوئیں حضرت ابوبکر نے لاکھ چاہا کہ حضورؐ اُن کے دوسرے اونٹ پر سوار ہوں لیکن اللہ کا یہ مسافر غیر اللہ کا شرمندۂ احسان ہونا اس موقع

پر نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے باصرار حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میرے لئے کرایہ ہی کی اونٹنی کر دو۔ غرضیکہ جب سب سامان سفر مکمل ہو گیا تو ایک رات حضور اپنے بستر پر حضرت علی مرتضٰی کو لٹا کر اور لوگوں کی امانتوں کی ادائیگی کا حکم دے کر نیز ہر قسم کی حفاظت کا یقین دلا کر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ یہ دوشنبہ کا دن اور ۸ ربیع الاول ۱۳ھ کی تاریخ تھی۔ اس وقت ہمارے آقا کا سن مبارک ۵۳ سال کا تھا (زاد المعاد جلد اول ص۳۰)

غار ثور | سب سے پہلے مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر غار ثور میں آپ نے قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جلدی جلدی غار کو صاف فرمایا۔ حضورؐ رات بھر کے جاگے ہوئے نیند کا غلبہ تھا اس لئے حضرت ابوبکر کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے غار کے تمام سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا تھا صرف ایک سوراخ رہ گیا تھا۔ اس میں پاؤں کا انگوٹھا لگا دیا۔ زہریلا سانپ تھا ڈس گیا۔ جس سے آپ کا سارا جسم سیاہ ہو گیا۔ اور فرط تکلیف سے آنسو جاری ہو گئے۔ چند قطرے حضورؐ کے چہرہ مبارک پر گرے۔ حضورؐ بیدار ہوئے تو فرمایا تم نے مجھے جگا کیوں نہیں دیا اس وقت اس سچے مومن کامل نے جو جواب دیا وہ ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا۔ آپ نے عرض کیا حضورؐ مجھ کو یہ گوارا تھا کہ میں مر جاؤں لیکن

یہ میرے لئے ممکن نہ تھا کہ حضورؐ کے آرام میں خلل ڈالوں۔

غرضیکہ حضور نے اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور سارا جسم مثل سابق ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول ص۳۴۲)

صبح ہوتے ہی کفار مکہ آپ کو تلاش کرتے غار ثور آ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کو کچھ فکر ہوئی اور فکر کی بات بھی تھی کہ ہر طرف سے غار بند تھا۔ صرف ایک دروازہ تھا ادھر سے کفار مکہ ننگی تلواریں لئے آ رہے تھے۔ اس پر حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو تسلی دی کہ تم گھبراؤ نہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (ابن ہشام جلد ۱ ص۱)

اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا کہ وہ غار کے دروازے پر جالا تن دے۔ کفار آئے لیکن یہ کہہ کر چلے گئے کہ اگر اس میں کوئی گیا ہوتا تو یہ جالا نہیں رہ سکتا تھا ـــــ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ان کے جان نثار ساتھی کی حفاظت فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کے حامیوں کی یونہی حفاظت فرمایا کرتے ہیں۔

مصلحتاً تین دن آپ وہیں مقیم رہے اس کے درمیان حضرت ابو بکرؓ کا غلام مالک بن فہیرہ بکریاں چراتے چراتے غار تک لے آتے تھے اور حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ بکریوں کا دودھ نوش فرما لیتے تھے، تین دن

کے بعد عبداللہ بن لقیبت جیثی کی نشان دہی میں مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جب تک آپ غار میں رہے۔ وہ اونٹنیاں اور سامان سفر حضرت اسماء ہی کے پاس رہا۔ جب چلنے لگے تو وہ دے گئیں، اس کے درمیان ابوجہل نے کئی بار حضرت اسماء سے سارے حالات معلوم کرنے چاہے مگر انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا جس پر اس نے اسماء کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ کان کی بالیاں گر گئیں (تاریخ طبری ص۲۴۷)

راستے کے عجیب واقعات | راستے میں ایک خیمہ نظر آیا یہ عرب کی مہمان نواز خاتون ام معبد کا خیمہ تھا اس میں آپ نے قدرے آرام فرمایا۔ دیکھا کہ ایک کونے میں ایک لاغر بکری بندھی ہوئی ہے۔ ارشاد ہوا۔ یہ بکری اکیلی کیوں بندھی ہے۔ ام معبد نے عرض کیا کہ بیمار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اجازت ہو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں انہوں نے کہا یہ دودھ نہیں دیتی ہے اس پر حضور نے بسم اللہ فرما کر دودھ دوہا اور برتن دودھ سے لبریز ہو گیا (زاد المعاد جلد اول ص۳۰۲)

بریدہ کا اسلام | راستہ میں بریدہ اسلمی اپنے ستر ساتھیوں سمیت کفار کے کہنے اور ان سے ایک ہزار اونٹ ملنے کے لالچ میں آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے۔ لیکن جیسے ہی حضور کے چہرۂ اقدس پر نگاہ پڑی اور حضور کا پیارا کلام سنا دل نرم ہو گیا۔ اور سب ساتھیوں

سمیت اسلام لے آیا۔ حضورؐ نے اس موقع پر ان کو بڑی بڑی بشارتیں دیں۔ جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہوئیں۔ راستہ میں حضرت زبیرؓ ملے جو شام سے تجارت کئے واپس آ رہے تھے۔ آپ نے حضور کی خدمت میں اچھے اچھے کپڑے پیش کئے (بخاری شریف جلد دوم ص۱۲۹)

اسی طرح سراقہ بن جعشم نے بھی آپؐ کو کفار کے لالچ دلانے سے گرفتار کرنا چاہا لیکن جمال اسلام کا خود ہی گرفتار ہو گیا۔

قبا میں تشریف آوری | بروز دوشنبہ ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو آپ قبا میں تشریف لے آئے۔ یہ مدینہ منورہ سے قریب دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ یہاں کے لوگ اور مدینہ کے باشندے ہر روز جمال جہاں آرا کے لئے استقبال کے لئے باہر نکلتے لیکن مایوس ہو کر واپس چلے جاتے اس روز بھی سب انتظار کر کے واپس ہی جانے والے تھے کہ ایک یہودی نے آواز دی کہ جن کا تم انتظار کرتے تھے یہ آ گئے۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع واپس آ گیا اور فرطِ مسرت سے تکبیر کا ایسا نعرہ مارا کہ دشت و جبل گونج اُٹھے۔

یہاں آپ نے تین دن قیام فرمایا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے مدینہ منورہ کا رُخ فرمایا۔ اب حضرت علیؓ بھی

پا پیادہ چل کر حضورؐ سے مل گئے۔ حضور بہت خوش ہوئے (تفسیر علامہ ابی سعود جلد صـ۱۵۲)

اسلام میں پہلا جمعہ | راستہ میں بنو سالم کا خاندان آباد تھا یہاں آپؐ نے سو مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا فرمائی یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا اس موقع پر آپؐ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جو سیری کتاب دربار رسالت کے خطبات میں درج ہے۔ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کبریائی بیان فرمائی اپنے آنے کا مقصد اور مسلمانوں کو تقویٰ اور خوف خدا کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ تم اگر اپنے اور خدا کے معاملات درست کر لو گے تو خدا تمہارے معاملات درست کر دے گا۔ خدا بندوں کا مالک ہے اور بندوں کو اس پر کچھ قابو نہیں۔ خدا ہی سب سے بڑا ہے (طبری صـ۹۵۹)

نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آپؐ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

سارا مدینہ خوشی سے اچھل پڑا یہاں تک کہ مریض اور ناتواں لوگ بھی بستروں پر سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ اور پردہ نشین خواتین چھتوں پر چڑھ کر جمال نبوت کے دیدار کے لئے بے تاب نظر آنے لگیں۔

لڑکیاں خوشی سے اچھل اچھل کر یہ گیت گاتی تھیں جو سارے مدینہ کی آواز تھی۔

طلع البدر علینا ۔ من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا - ما دعیٰ للہ داعی

ترجمہ:- ماہ کامل ثنیات کی پہاڑیوں کی طرف سے نکل آیا ہے۔
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ کیسا اچھا دین ہے۔ اور کیسا اچھا
پکارنے والا ہے۔

حضور نے اپنے آنے کے آٹھ ماہ بعد مہاجرین اور انصار میں
بھائی چارہ کر دیا۔ اس کے پانچ ماہ بیس دن بعد حضرت فاطمہ اور حضرت
علیؓ کا نکاح فرمایا۔ کفار مکہ نے یہاں بھی شرارتوں کا سلسلہ کیا اس پر آیت
جہاد نازل ہوئی۔ آپ نے مدافعت کے لئے اکیس غزوات لڑے۔
جن کی فہرست یہ ہے۔

(۱) غزوہ ودّان (۲) غزوہ بدر صغریٰ (۳) غزوہ بدر کبرے۔
(۴) غزوہ بنو قینقاع۔ (۵) غزوہ سویق (۶) مقام کدیر میں غزوہ بنو
سلیم (۷) غزوہ غلفان (۸) غزوہ احد شوال ۳ھ میں ہوا۔

غرضیکہ ان تمام غزوات کا مقصد راستہ سے ان رکاوٹوں
کا دور کرنا تھا۔ جو دینِ حق اور انسانیت کی نجات اور عالم کے بقا
میں سدِ راہ تھے۔ اور تاریخ کے صفحات خود بتاتے ہیں کہ یہ سب
کے سب جارحانہ کی بجائے مدافعانہ تھے۔ آج یورپ اور غیر مسلم
کچھ اس باب کو دیکھ کر بہت چراغ پا ہے اور اسلام اور پیارے اسلام

اور اس کے مقدس شارع صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے الزامات رکھتے ہوئے نہیں تھکتا ہے لیکن آپ یہ دیکھ کر اور معلوم کر کے سخت حیرت میں پڑ جائیں گے کہ دس لاکھ مربع میل کے اس ملک عرب میں ان اکیس جنگوں میں اور دس سالہ مسلسل لڑائیوں اور آویزشوں میں مقتولوں کی تعداد صرف اٹھارہ سو ہے، اور حضور صلعم کے ہاتھ سے صرف ایک بدنصیب حارث بن صمہ کے اور کوئی قتل نہیں ہوا۔ یہ ہے تعداد دس سالہ جنگوں کے مقتولین کی جس پر کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی ہے۔ حالانکہ نیو یارک کی سڑکوں اور لندن کی شاہراہوں پر روزانہ جو موٹروں سے کچل کر مرتے ہیں ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور پھر "رحمت و رافت" کے پتلے یورپ کی کارستانیوں کی طرف کوئی نہیں دیکھتا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ شہر ہیروشیا میں اتحادیوں نے ایک ایٹم بم کے ذریعہ سے دو لاکھ بے قصور انسانوں کو چشم زدن میں ہلاک کر دیا جن میں بچے بھی تھے عورتیں بھی، مریض بھی تھے۔ اور بوڑھے بھی۔ اور ہاں آج کی خبر ہے کہ جنرل میک آرتھر نے شمالی کوریا پر حملہ کیا اور صرف چند گھنٹوں میں چالیس ہزار انسان خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ (ہندوستان ٹائمز ۲۹ ستمبر ۱۹۵۰ء)

ان واقعات کے بعد کون ہے جو اسلام کے غزوات پر اعتراض

کہہ سکے۔ اور کس کی مجال ہے جو مسلمانوں کو ظالم کہہ سکے۔ میں نے اپنی کتاب "اسلام کے احسانات" میں اس قسم کے تمام اعتراضات کے جوابات کو اور مسلمانوں کی تمدنی انسانی اور تعمیری خدمات کو مفصل جمع کر دیا ہے اس میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

بہر حال غزوہ احد کے بعد چند ایک اور غزوہ واقع ہوئے جن کے مختصراً نام اور آگے چل کر ان کی ضروری تفصیلات ملیں گی۔

(۱) پھر اسی سال چند ماہ کے بعد یہود بنی نضیر سے غزوہ ہوا۔ (۲) اس کے دو ماہ بیس دن بعد غزوہ ذات الرقاع ہوا (۳) دو ماہ چار یوم کے بعد غزوہ دومۃ الجندل ہوا جس میں حضورؐ نے صلوۃ الخوف ادا فرمائی (۴)، اس کے پانچ ماہ بعد غزوہ بنی مصطلق ہوا۔ جس میں کئی معجزات کا ظہور ہوا (تاریخ طبری جلد ۴)، (۵) ۵ھ میں غزوہ خندق واقع ہوا جس میں مسلمانوں کو فتح عظیم ہوئی۔ اسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں جس کے نام پر پوری سورت نازل ہوئی (۶)، اس کے ۲۹ انتیسویں دن یہود قریش سے جو فساد میں حد کو پہنچ چکے تھے جنگ ہوئی (۷)، اس کے بعد بنو غطفان کو شکست دی گئی (۸)، ۶ھ میں غزوۂ الغابہ ہوا اور اس سال حدیبیہ کی مشہور صلح ہوئی جس کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں جس کے بعد سے اسلام کو پھیلنے کا پورا پورا موقع ملا۔ اسی سال آپ نے بادشاہوں

نام خطوط اور وفود روانہ کئے جس میں اسلام کی دعوت دی گئی۔ ایک نے قبول کیا۔ باقی قبول نہ کر کے ہلاک و ذلیل ہوئے (۹) ۷ھ میں غزوہ خیبر ہوا اور فتح عظیم ملی جس سے مسلمانوں کے قبضہ میں بہت سی زرخیز زمین اور املاک آگئیں اور ان کی مالی حالت درست ہونے لگی۔ (۱۰) ۸ھ میں ہجرت کے پورے سات سال آٹھ ماہ گیارہ دن کے بعد فتح مکہ ہوئی جس کا تذکرہ دیگر آسمانی کتب میں بھی ہے۔ تمام مکہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا (۱۱) اس کے ایک دن کے بعد غزوہ حنین واقع ہوا۔ (۱۲) پھر اسی سال غزوہ طائف ہوا (۱۳) ہجرت کے آٹھ سال چھ ماہ پانچ دن بعد ۹ھ میں غزوہ تبوک ہوا۔ اس سال آپ نے حضرت ابوبکرؓ و علیؓ کے ذریعہ مکہ میں عام اعلان کرایا۔ کہ کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا۔ اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اور تمام قوموں پر اسلام کو غالب کر دیا۔ اس کی تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

مدنی زندگی

ستمبر ۶۲۲ء تا ۸ جون ۶۳۲ء

مکی زندگی سراپا مغلوبیت کی زندگی تھی یا یوں کہنا چاہئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک بہت بڑے مقصد کے لئے آزما اور تیار کر رہا تھا۔ وہ مقصدِ عظیم قیامِ حکومتِ اسلامی تھا جس کی غرض سے کائناتِ عالم وجود میں آئی تھی۔ مکہ شریف میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں زیادہ تر عقائد و ایمانیات کی تعلیم ملتی ہے خدا کا وجود اس کی صفتوں کا بیان جنت دوزخ حشر و نشر قیامت ملائکہ نبوت تقدیر وغیرہ کے متعلق مفصل بیانات آیات اور احکامات ہیں۔ اسلام کے دیگر احکامات عبادات، معاملات، سیاسیات۔ تہذیب تمدن، تدبیر منزل، معاشیات، اخلاقیات، معاشرت اور دوسرے علوم وفنون احکام واوامر مدینہ ہی میں نازل ہوئے اس معنے کر کے مدنی زندگی کا ماحصل نبوت ہے۔ اس لئے ذرا تفصیل سے ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

قیامِ مدینہ جب حضورؐ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو پہلے چار روز قبا میں جو مدینہ سے تین میل ایک گاؤں ہے قیام فرمایا۔ یہاں ایک مسجد

کی بنیاد رکھی جو آج مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ میں نے اس کا تذکرہ آثار الحرمین مطبوعہ لاہور میں مساجد مدینہ کے باب میں کیا ہے۔ اس کے بعد جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء کو آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ آپ اس کے مہمان ہوتے لیکن حضور نے فرمایا یہ اونٹنی خدا کے یہاں سے مامور ہے جس کے ہاں خدا کو منظور ہوگا یہ بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوایوب انصاری کے دروازے پر اونٹنی بیٹھ گئی۔ ہر چند انصار نے اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھی۔ حضور اتر پڑے کہ آپ حضرت ابوایوبؓ کے مہمان تھے۔ آپ کو حضرت ابوایوب نے سب سے پہلے بالائی منزل پر ٹھہرایا کہ رسولِ خدا نیچے کی منزل میں ہوں اور اوپر دوسرے لوگ کیسے رہیں لیکن جب آنے جانے والوں کو زحمت ہونے لگی تو حضورؐ نے نیچے ہی قیام مناسب سمجھا۔

مواخات | حضورؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان حسب حیثیت وحسب درجہ بھائی چارہ کرادیا۔ اس کو مواخات کہتے ہیں۔ انصار نے اس چیز کا اتنا خیال کیا جس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو اپنا آدھا گھر اور آدھی جائداد بانٹ دی۔ حتیٰ کہ ایک بزرگ نے اپنے بھائی سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں کسی

ایک کو پسند کرلیں تو میں طلاق دے دوں اور آپ نکاح کرلیں لیکن خود دار مہاجرین نے شکریہ کے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی جائدادوں کو واپس کر دیا۔ اور حلال کمائی میں مصروف ہو گئے۔

تعمیر مسجد نبوی | جس جگہ حضور کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ چند یتیم بچوں کی زمین تھی۔ آپ نے اس کو خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اور مسجد بنانی شروع کر دی۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ آپ بھی برابر کام کر رہے تھے۔ مساوات کا زریں مینہہ دنیا پر برسا رہے تھے آپ پتھر اٹھاتے جاتے اور فرماتے جاتے۔

اللهم لا عیش الا عیش الآخرہ فانصر الانصار والمهاجرہ

اے خدا آخرت کی عیش کے علاوہ کوئی عیش نہیں بس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

چند ماہ کے بعد مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ زمین خام تھی چھت پر کھجور کے پتے تھے۔ سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ اور دیگر حجرے بنے تھے۔ جس میں حضور کی ازواج مطہرات قیام فرما ہوتیں۔ جب مسجد بن کر تیار ہو گئی تو حضورؐ انہی حجروں میں اُٹھ آئے (مسند امام احمد)

یہود سے معاہدہ | مدینہ منورہ میں یہود آباد تھے وہ اپنی مالداری اور علم کی وجہ سے قرب وجوار میں بھی باعزت سمجھے جاتے تھے۔ حضورؐ نے ان

سے معاہدہ کیا جس کے اہم شرائط ذیل میں درج ہیں:۔
(۱) دشمن کے مقابل میں ایک دوسرے کا مددگار رہوگا (۲) جانبین کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی (۳) جانبین میں کوئی نزاع واقع ہو تو حضور فیصلہ کرینگے۔ (۴) یہود قریش یا ان کے حلیفوں کو پناہ نہ دیں گے۔
اس معاہدہ سے گونہ سکون ہوا اور حضور تبلیغ دین و اشاعت اسلام میں مصروف ہو گئے۔

اہم غزوات | غزوات کی ایک مختصر فہرست ہم ابھی ابھی دے چکے ہیں۔ اس جگہ خاص خاص اور اہم غزوات کا ذکر کریں گے تاکہ تاریخ اسلام کے یہ اہم ابواب تشنہ بیان نہ رہ جائیں۔

غزوہ بدر | ۱۷ رمضان ۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۶۲۴ء کو یہ عظیم الشان غزوہ ہوا تھا بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک کنواں ہے اس لئے اس غزوہ کا نام بدر ہوا۔ مسلمان ۳۱۳۔ اور کفار ایک ہزار تھے۔ مسلمانوں کے پاس صرف تین گھوڑے اور ستر اونٹ تھے اور کفار کے پاس اس سے کہیں زیادہ ساز و سامان تھا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ابوسفیان قافلے سمیت شام کو تجارت کے لئے گیا تھا۔ راستہ میں اُس کسی نے کہہ دیا کہ حضور قافلہ کو لوٹنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس نے یہ خبر مکہ کہلا بھیجی وہاں سے ایک ہزار جوانمرد مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے نکل پڑے۔ حضور کو جب

یہ معلوم ہوا تو آپ نے مناسب جانا کہ نکل کر ہی حملہ کیا جائے۔ مہاجرین سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور مقدادؓ بولے ہم ہر حال میں راضی ہیں پھر حضورؐ نے انصار کی طرف رُخ کیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے لڑیں گے اور اگر آپ سمندر میں کود جانے کا حکم کریں گے تو ہم بلا تامل کود جائیں گے یہ سنتے ہی حضورؐ کا چہرہ فرطِ مسرت سے دمک اُٹھا۔ تب حضورؐ صحابہؓ کی اس مختصر سی جماعت کے ساتھ جس میں کئی بچے اور کچھ بوڑھے بھی تھے۔ بدر کے مقام پر فروکش ہوئے آپ کے لئے حضرت سعدؓ کی رائے سے ایک سائبان بنا دیا گیا تھا جس میں آپ بے قراری کے عالم میں خدا کو یاد فرما رہے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے فرمایا۔ اے خدا یہ تھوڑی سی جماعت ہے جو تجھ کو یاد کرنے والی ہے۔ اگر آج اس کا خاتمہ ہو گیا تو پھر کبھی بھی تیری پرستش نہ ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ حاضر ہو کر حضورؐ کو تسلی دینے لگے۔ اسی اثنا میں فتح کی آیات اتریں اور اب حضورؐ سکون و اطمینان کے پہاڑ تھے۔ حضورؐ نے صفیں درست فرمائیں جہاد کا وعظ فرمایا کہ لوگو بڑھو اس جنت کی طرف جس کا چوڑان آسمان و زمین کے برابر ہے۔ ایک صحابی جو کئی وقت کے فاقہ سے تھے، کھجوریں کھا رہے تھے بولے "واہ واہ" حضورؐ نے فرمایا واہ واہ کیوں کہا۔ عرض کیا خدا کی قسم مجھ کو جنت کی خوشبو

آنے لگی۔ یہ کہہ کر کھجوریں پھینک دیں کہ اب جنت ہی میں جا کر کھائیں گے
غرضیکہ لڑائی شروع ہوئی۔ عتبہ، شیبہ، اور ولید سرداران قریش کے
مقابل حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نکلے ان کے ہاتھوں
وہ تینوں قریشی دشمن مارے گئے۔ پھر عام حملہ شروع ہو گیا۔ اسی جنگ
کا واقعہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تیر چلا رہے تھے۔ بیان کرتے
ہیں کہ میرے دائیں بائیں معاذ اور معوذ دو بچے کھڑے لڑ رہے تھے۔
ایک کہتا میں ابوجہل کو ماروں گا۔ دوسرا کہتا میں ماروں گا۔ حضرت
عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں نے کہا ابوجہل قریش کا سردار ہے۔ ہمارے
ہوتے ہوئے تم کو اس زحمت کی ضرورت نہیں لیکن بچے نہ مانے۔
آخر جب وہ گھوڑے پر صفیں درست کرتا نکلا تو عبدالرحمٰن نے اشارہ
کیا وہ ابوجہل ہے۔ ان کا بیان ہے جس طرح چیل گوشت پر حملہ آور ہوتی
ہے یہ دونوں بچے اس پر حملہ آور ہوئے ایک نے ران پر تلوار ماری۔
اور دوسرے نے گردن بدن سے جدا کر دی۔ ابوجہل صدمہ سے
کہتا چلا گیا۔ واحسرتاہ قتلنی الفلاحون افسوس مجھ کو کاشتکاروں
نے قتل کیا (بخاری شریف باب غزوہ بدر) اس ایک واقعہ سے مسلمانوں
کے جوش وخروش اور حمایت حق، محبت رسول اور اعلائے کلمۃ اللہ کا
اندازہ ہوا ہو گا خدا صرف اس کی مدد کرتا ہے جو خدا کے دین کی مدد

کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے فرشتوں کی ایک جماعت مدد کے لئے
بھیجی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بخاری میں روایت ہے۔ میں
نے حضرت جبرئیل کو ایک گھوڑے پر دیکھا اور آپ پر جنگی ہتھیار تھے
اسی قسم کی متعدد روایات کتب احادیث میں ملتی ہیں۔ بہرحال اس
جنگ میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ ستر مشرک سردار
قتل اور ستر گرفتار ہوئے۔ مسلمان صرف چودہ شہید ہوئے۔ حضورؐ نے
دو بڑے گڑھے کھدوائے ایک میں مشرک اور دوسرے میں مومن مدفون
ہوئے۔

قیدیوں سے سلوک | قیدیوں کے لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا قتل کر دیئے
جائیں لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فدیہ تجویز کیا۔ حضورؐ نے اسی رائے کو پسند
کیا۔ چار ہزار درہم زر فدیہ قرار پایا۔ مال داروں نے اپنے رشتہ داروں
کو فدیہ دے کر چھڑا لیا۔ غریبوں کا یہ فدیہ قرار پایا کہ جو پڑھے ہوں وہ
مدینہ کے دس دس بچوں کو پڑھائیں اور آزاد ہیں۔ حضورؐ نے ان
قیدیوں کو صحابہؓ پر تقسیم کر دیا اور حکم دیا کہ جو تم کھانا ان کو کھلانا جو تم پہننا
ان کو پہنانا۔ صحابہؓ نے اس قدر عمدہ اخلاق کا ثبوت دیا کہ بعض نے خود
بھوکا رہنا گوارا کیا مگر اپنے قیدی کو کھانا کھلایا اور بعض نے کھجور پر اکتفار
کی۔ مگر قیدی کو روٹی سالن اور اچھی غذائیں پیش کیں جن سے وہ بہت

متاثر ہوئے اور کچھ دنوں بعد مسلمان ہو گئے (زاد المعاد ابن قیم ص ۲۷۷)
آج بھی متمدن حکومتیں ہیں لیکن جو سلوک جو مراعات اس دور کے قیدیوں کے ساتھ تھے آج کا شائبہ تک کہیں نہیں نظر آتا ہے، یہ تھے اسباب جس سے ایک عالم شیدا ہو گیا تھا۔ اس جنگ کا مفصل تذکرہ سورۂ انفال میں موجود ہے (مسند احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۴۶)

بعض دوسرے واقعات | اسی سال رمضان ۲ھ میں روزے فرض ہوئے، پہلی بار عید گاہ میں نماز عید ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح ہوا۔ مہر ۴۸۰ جہیز بارگداز چٹائی، چکی مٹی کا گھڑا دیا گیا

غزوہ احد | ۱۴۔ شوال ۳ھ مطابق ۲۹ مارچ ۶۲۵ء بروز جمعہ یہ مشہور غزوہ واقع ہوا تھا۔ حضورؐ کو مدینہ میں خبر ہوئی کہ قریش ایک بڑا لشکر لئے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ حضور نے تحقیق کرائی تو سچ ثابت ہوا آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ عبداللہ ابن ابی رئیس منافقین نے کہا کہ مدینہ ہی میں رہ کر مدافعت کرنی چاہئے لیکن دوسرے صحابہؓ نے عرض کیا آگے بڑھ کر حملہ کو روکنا چاہیئے۔ چنانچہ عورتوں کو یہود کے خطرہ سے ایک محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا۔ حضورؐ نماز جمعہ کے بعد جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ بچوں نے بھی شرکت کے لئے بے چینی کا اظہار کیا۔ رافع بن خدیجؓ نے انگلیوں کے بل کھڑے

ہو کر اپنے کو بڑا ثابت کیا اور جنگ میں شرکت کی اجازت لے لی۔ انہی کے ہم عمر سمرہ نے کہا حضورؐ میں تو ان کو کشتی میں گرا دیتا ہوں مجھ کو تو بدرجہ اولیٰ اجازت ملنی چاہئے۔ چنانچہ کشتی لڑائی گئی اور یہ جیت گئے۔ اجازت مل گئی۔ بعض اور بچوں نے بزرگوں سے سفارش کرائی اور رکھ لئے گئے۔ جن کو نہ لیا گیا وہ روتے ہوئے واپس گئے۔ حضرت عائشہ ام سلیم اور ام سلیطؓ نے بھی جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی اور مل گئی۔

جنگ کی ابتدا | آخر احد پہاڑی کے پاس پر لشکر اسلام جمع ہوا مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار اور کفار کی تین ہزار تھی۔ عبداللہ اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر عین میدان جنگ سے لے کر چلا گیا کہ حضورؐ نے میری بات نہیں مانی اور باہر نکل کر کیوں لڑنا پسند کیا۔ اب مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔ حضورؐ نے حضرت مصعبؓ کو جو مدینہ میں داعی اوّل اور مبلّغ اسلام تھے۔ مہاجرین کا علَم عنایت فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ ایک درہ پر متعیّن کیا کہ کسی حال میں نہ ہٹیں۔ پھر صفیں آمنے سامنے ہوگئیں۔ قریش کی طرف نہایت جوش خروش تھا۔ عورتیں تک ساتھ آئی تھیں۔ ہندہ ابوسفیان کی بیوی پُر جوش اشعار پڑھ پڑھ کر فوج کو جوش دلا رہی تھی۔ اتنے میں قریش کا سردار طلحہ باہر آیا اور مقابلہ چاہا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر کام تمام کر

دیا۔ پھر اس کا بیٹا باہر آیا تو حضرت حمزہؓ نے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت علیؓ۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت ابو دجانہؓ انصاری دشمن کی صف میں گھس گئے۔ لاشوں کے پشتے لگا دیئے۔
اس درمیان میں حضرت حمزہؓ دونوں ہاتھوں سے تلوار چلائے جا رہے تھے۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی نے جس کو ہندہ آزادی کی شرط پر اپنے ساتھ لائی تھی۔ حربہ ایک چھوٹا سا نیزہ پھینک کر مارا جو حضرت حمزہؓ کے اس پار نکل گیا چاہا کہ بڑھ کر وحشی کا کام تمام کر دیں۔ مگر گر گئے۔ اور شہید ہو گئے۔ ہندہ نے لاش مبارک کے ساتھ گستاخی کی ناک کان کاٹ ڈالے کلیجہ چبا ڈالا۔ اسی درمیان مسلمانوں نے ایک سخت حملہ کیا۔ کفار کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ درّہ پر جو پچاس صحابہ مقرر تھے۔ انہوں نے بھی جگہ چھوڑ دی اور مال غنیمت میں لگ گئے۔ حالانکہ ہر چند ان کے سردار عبداللہ بن جبیر نے ان کو روکا تھا۔ مگر نہ رکے تھے۔ خالد بن ولید ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے موقع غنیمت جانا اور اسی طرف سے حملہ کر دیا۔ چند مسلمان جو درّہ پر تھے شہید ہو گئے۔ عجیب سراسیمگی کا وقت تھا۔ ایک دوسرے کو قتل کر رہا تھا۔ حضرت یمانؓ کو مسلمانوں نے ہی شہید کر دیا۔ حالانکہ حضرت حذیفہؓ چیختے رہے کہ یہ میرے والد ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا خدا

مسلمانوں کو معاف کر دے۔ کفار نے علمبردار اسلام مصعب بن عمیرؓ کو شہید کر دیا۔ یہ حضورؐ سے زیادہ مشابہ تھے۔ کفار نے مشہور کر دیا۔ کہ معاذاللہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اب لڑ کر کیا کریں گے لیکن حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اب جی کر کیا کریں گے۔ اور اس وقت کسی نے آواز دی یہ رسول اللہ ہیں لوگو ادھر آؤ۔ اچانک گیارہ انصاری حضورؐ کے گرد تھے۔ حضرت صدیق اکبر۔ حضرت سعدؓ بن وقاصؓ حضرت علی اور حضرت زبیر بن العوامؓ حضرت طلحہؓ انصاری نے حضورؐ کو اپنے حلقہ میں کر لیا۔ کفار کے ہر وار کو اپنے سینوں پر روکنا شروع کیا۔ حضرت طلحہؓ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ کئی انصاری حضورؐ پر کٹ کر فدا ہو گئے۔ حضرتِ سعد تیزی سے تیر چلا رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں اے سعدؓ تیر چلائے جا۔ حضرت ام عمارہؓ نے تلوار سے کئی کافروں کو گرا دیا۔ ابی بن خلف جو مشہور دشمنِ اسلام تھا بڑھ آیا اور کہا کہ آج اے محمدؐ ہم تم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ حضورؐ نے حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔ یہی وہ بدنصیب ہے جو حضورؐ کے ہاتھوں قتل ہوا (زاد المعاد ص ۳۱۶)

ابن قمیہ جس نے حضرت مصعبؓ کو شہید کیا تھا۔ بڑھتا آیا اور حضورؐ کے چہرہ مبارک پر تلوار ماری۔ ایک دوسرے بدنصیب نے پتھر مارا

چہرہ لہو لہان ہوگیا۔ اور آگے کے دو دانت گر گئے۔ حضورؐ نے اس شدید تکلیف میں بھی جو فرمایا وہ یہ تھا۔

اللھم اھدِ قومی فانھم لا یعلمون خداوندا تو میری قوم کو سیدھی راہ دکھا کہ وہ تجھ کو نہیں جانتے ہیں (بخاری شریف)

یہی وہ مقام ہے جو عام انسانیت سے نبوت کے درجہ کو الگ کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ بیشک حضور سردار انبیا تھے۔ اس کے بعد صحابہؓ کی مدد سے حضورؐ پہاڑی پر چڑھ گئے۔ جنگ ختم ہوگئی۔ ابوسفیان نے پکارا آج بدر کا انتقام پورا ہوا۔ پھر پکارا اعل ہبل۔ ہبل بُت کی جے ہو حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہو۔ اللہ اعلی واجل اللہ ہی سب سے بڑا اور بزرگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم ہمارے لئے عزیٰ بُت ہے تمہارے لئے عزیٰ نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہو لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم ہمارے لئے خدا ہے۔ اور تمہارے لئے خدا نہیں۔

ابوسفیان چلا گیا | پھر ابوسفیان۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کا نام لے کر پکارنے لگا۔ حضورؐ نے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان بولا سب کے سب ہلاک ہوئے۔ حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا بولے خدا کا دشمن ہم سب تجھ کو برباد کرنے کے لئے زندہ ہیں۔ اس کے بعد

ابوسفیان یہ کہہ کر چلا گیا کہ آئندہ سال بدر پر پھر ملیں گے۔ حضورؐ نے کہا ہم کو منظور ہے۔ اب شہدا کی لاشیں شمار کی گئیں۔ ستر مسلمان جن میں چار مہاجر بقیہ انصار تھے۔ تئیس کفار تھے۔ حضرت امیر حمزہؓ کی لاش خراب خستہ حالت میں تھی۔ جس کو دیکھ کر حضورؐ بے تاب ہو گئے۔ تب دو دو کر کے شہدا دفن کئے گئے۔ جس کو قرآن شریف زیادہ یاد ہوتا اس کو پہلے جگہ ملتی۔ مسلمانوں کی عسرت کا یہ عالم تھا کہ حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت معصب بن عمیرؓ کے لئے کفن تک پورا نہ تھا۔ اگر سر چھپاتے تو پاؤں کھلے رہتے۔ مگر پاؤں چھپاتے تو سر کھلا رہتا آخر پاؤں پر گھاس رکھ کر سر پر چادر رکھی گئی۔ اور یہ عظیم الشان ہستیاں بے سروسامانی میں سپردِ خاک کی گئیں۔

ایک خاتون کا ایمان | شہادت کی خبر سے مدینہ میں کہرام مچ گیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ۔ حضرت حمنہؓ بنت جحش اور دیگر صحابیات بے تانہ وارد ہوئیں ایک خاتون حضورؐ کو پوچھتی جاتیں آخر حضورؐ کی خدمت میں آکر ٹھہر گئیں۔ ان کے اس جنگ میں شوہر بھائی۔ بیٹا اور باپ چاروں رشتہ دار کام آگئے تھے۔ آباد گھرانہ لُٹ گیا تھا۔ جب ان کو حضورؐ نے چاروں کی شہادت کی خبر دی تو اس شیر دل مومنہ نے انا للہ پڑھا اور کہا کل مصیبۃ بعدک یا رسول اللہ جلل یعنی ہر مصیبت آپ

کے بعد اے رسول اللہ آسان ہے۔ علامہ شبلی نے اس کو نظم کیا ہے۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا

اے شہِ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اللہ اللہ یہ تھے مسلمان اور یہ تھے ان کے ایمان اور خدا و رسول پر فدا ہونے کے یہ جذبات کیا آج کی عورتیں آج کے بچے آج کے نوجوان اور آج کے بوڑھے ان سے کوئی سبق حاصل کریں گے۔؟

حمرا الاسد | خدا نے تھوڑی دیر کے لئے مسلمانوں پر ایک نیند جیسی کیفیت طاری کر دی فوراً تمام خستہ حال زخمی پھر سے تازہ تھے۔ حضورؐ نے ستر صحابہؓ کو لے کر جن میں حضرت صدیق اکبر۔ حضرت سعدؓ اور حضرت ابو دجانہ وغیرہ تھے دشمنوں کا پیچھا کیا اور حمرا الاسد تک جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے بھگا کر واپس چلے آئے، اس سے قبائل عرب پر بڑا اثر پڑا۔ دشمن مرعوب ہو گیا۔ مسلمانوں میں بڑی طاقت ہے، خدا تعالے نے اس میں شرکت کرنیوالوں کی بڑی تعریف کی ہے۔ غزوہ اُحد کا مفصل حال سورہ آل عمران میں موجود ہے!!

غزوہ خندق

یہودیوں کی عہد شکنی | مدینہ میں یہود بڑی تعداد میں آباد تھے ان کے
تین گروہ تھے۔ بنی قینقاع۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ یہ تینوں سود ی
کاروبار کرتے تھے۔ بڑی بے دردی سے غریبوں کو لوٹتے تھے۔
بڑے بے رحم اور کیرکٹر کے نہایت ذلیل اور پست تھے۔ شروع
میں بتایا جاچکا ہے کہ حضورؐ نے ان سے معاہدہ کر لیا تھا لیکن ان کو
اپنے مضبوط قلعوں اور کثرت دولت پر بڑا گھمنڈ تھا جنگ احد میں مسلمانوں
کی شکست سے ان کے حوصلے اور بڑھ گئے تھے۔ بنو قینقاع میں ایک
روز ایک مسلمان عورت گئی۔ اس کو انہوں نے بے حرمت کر ڈالا۔
جس پر ایک مسلمان نے اس یہودی کو قتل کر دیا۔ یہود نے اس مسلمان کو
قتل کر دیا۔ اس پر شدید بلوہ شروع ہو گیا۔ آخر طے پایا کہ بنو قینقاع معہ
مال واسباب کے ملک شام کی طرف چلے جائیں گے۔ وہ چلے گئے۔ یہ
شوال ۲ھ کا واقعہ ہے۔ اب بنو نضیر اور قریظہ نے سر اٹھایا۔ اور
دشمنانِ اسلام سے ساز باز کرنے لگے۔ حضورؐ ان کو سمجھانے کے لئے
تشریف لے گئے تو ان بدعہدوں نے اوپر سے پتھر گرا کر معاذ اللہ
حضورؐ کو شہید کر دینا چاہا۔ دوبارہ حضورؐ کو ان لوگوں نے خود سے بلایا

معلوم ہوا راستہ میں مسلح جوان چھپا رکھے ہیں۔ فریب کرنے والے ہیں یہ بدعہدی پر بدعہدی تھی۔ اب اصلاح کی کوئی صورت نہ تھی۔ آخر باہمی فیصلہ سے طے پایا کہ بنو نضیر خیبر کی طرف اپنے مال و اسباب لے کر چلے جائیں۔ آخر ربیع الاول ۴ھ میں وہ خیبر کی طرف چلے گئے۔ (تاریخ طبری جلد ۴) بنو قریظہ رہ گئے تھے۔ بنو نضیر کا سردار حی بن اخطب نے ان کو ابھارا۔ دوسری طرف اس نے سارے عرب کا دورہ کیا اور چوبیس ہزار لشکر کفار مدینہ کے قریب میں اتار دیا۔ حضورؐ کو اس واقعہ سے سخت فکر پیدا ہوا۔ آخر حضرت سلمانؓ فارسی کے مشورہ سے مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی۔ ہر اصحابی کو دس ہاتھ تقسیم کیا گیا۔ خندق پانچ ہاتھ گہری کھودی جا رہی تھی۔ اور حضورؐ بھی ان میں برابر کے شریک تھے جس سے اسلام کی جمہوریت اور اسلام کی مساوات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے (بخاری جلد دوم)

۸ ذی قعدہ ۵ھ کو حضورؐ تین ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ بڑا سخت وقت تھا۔ اندر یہود قریظہ کا اندیشہ تھا۔ اور باہر ۲۴ ہزار آزمودہ کار دشمنوں کا جس میں سارا عرب شریک تھا۔ رسد کا سامان موجود نہ تھا۔ باہر سے شدید ناکہ بندی تھی اسی درمیان ایک روز صحابہؓ فاقہ سے نڈھال ہو گئے اور پیٹ پر پتھر باندھ لیا جب

برداشت نہ ہوا تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیٹ دکھانے لگے حضورؐ نے اپنا پیٹ دکھایا اس پر دو پتھر بندھے تھے یہ علامت تھی کہ حضورؐ نے دو دن سے مسلسل کچھ نہیں کھایا ہے۔ حضرت جابرؓ سے یہ دیکھا نہ گیا فوراً گھر آ کر حضورؐ کے کھانے کا انتظام کیا۔ پھر کر چپکے سے کان میں عرض کیا صرف حضورؐ کے کھانے کا انتظام ہے چلئے نوش جان کر لیجئے۔ بھلا حضورؐ سے کب یہ ممکن تھا۔ سارے صحابہؓ کو دعوتِ عام دے دی۔ حضرت جابرؓ سخت پریشان ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا جابر نہ گھبرا خدا پر بھروسہ کر وہ کھلائے گا پلائے گا۔ پھر آپ نے روٹیوں پر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ سالن میں پھونک چھوڑی۔ ایک چادر ڈھانک دی اور کہا جابر خدا کا نام لے کر کھانا تقسیم کر۔ راویوں کا بیان ہے کہ تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر بھی کھانا بہ افراط تھا۔

عمر بن ود اور حضرت علیؓ اب لڑائی شروع ہوئی۔ حضرت علیؓ عمر بن ود کے مقابل نکلے تو ایک ہی وار میں عمر بن ود جو ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا حضرت علیؓ کی تلوار کا شکار تھا۔ کفار نے تیر برسانے شروع کئے جس کا ادھر سے بھی جواب دیا گیا۔ بیس دن تک کفار محاصرہ کئے پڑے رہے۔ جوں جوں محاصرہ کی مدت طویل ہوتی جاتی مسلمان سخت پریشانی میں مبتلا ہوتے جاتے تھے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ اب کی مسلمان نہ بچ سکیں گے۔ قرآن حکیم نے اپنے بلیغانہ انداز میں اس کو یوں پیش کیا ہے۔ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور دل منہ کو آنے لگے تھے (سورۂ احزاب) تب حضورؐ نے خدا سے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہری و باطنی رحم فرمایا۔ نعیم ابن مسعود کفار کا ایک بڑا لیڈر تھا۔ وہ چپکے سے رات میں آیا اور دل سے مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا حضورؐ میں تنہا ہوں ابھی کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ البتہ بنو قریظہ اور قریش میں پھوٹ ڈال سکتا ہوں۔ پھر وہ بنو قریظہ کے پاس گئے کہا دشمن سب چلے جائیں گے تم مدینہ میں اکیلے رہ جاؤ گے۔ بھلا تمہاری اکیلے طاقت ہے کہ مسلمانوں سے جنگ کر سکو۔ دوسری طرف وہ قریش کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ بنو قریظہ کا خیال ہے کہ تمہارا ساتھ چھوڑ دیں۔ غرضیکہ اس طرح باہمی بداعتمادی پیدا کرا دی۔ خدا کی شان اسی روز خوب زور سے آندھی چلی اور پانی برسا کفار تذبذب میں تھے ان کی رسد تباہ ہو گئی۔ بہت سے جانور مر گئے۔ ابوسفیان نے کہا۔ اب ٹھہرنا مناسب نہیں صبح ہوتے ہوتے سب چلے گئے۔ اس طرح خداوند عالم نے مسلمانوں کی غیب سے مدد فرمائی اور مسلمان بلا کسی نقصان کے محفوظ رہے (مسعودی جلد اول)

یہ نہایت اہم جنگ تھی اس کا ذکر خداوند عالم نے خاص طور سے فرمایا ہے۔ اس کے نام پر پوری سورت احزاب نام سے اتاری ہے۔

بنو قریظہ کا قتل | اس سے فراغت کے بعد مسلمان بنو قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے جنہوں نے اتنی بڑی غداری کی تھی اور دوران جنگ میں بھی مسلمان عورتوں کو تباہ کر ڈالنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔ انہی کی غداری اور دعوت پر اتنا بڑا لشکر مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے چڑھ آیا تھا بنو قریظہ نے اپنے حلیف حضرت سعد بن معاذ کو حکم ٹھہرایا حضرت سعد نے حکم دیا کہ بچے اور عورتیں اور بوڑھے لونڈی اور غلام بنائے جائیں۔ جوان قتل کر دیئے جائیں۔ مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ حضور نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو اس سے کہیں نرم اور آسان ہوتا مگر افسوس بنو قریظہ نے مجھ کو ثالث نہ منظور کیا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ بنو قریظہ کے چار سو جوان قتل کر دیئے گئے اور املاک غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دی گئی (ابو داؤد و طبری ۱۴۸۷) اسی سال حضرت زینب سے حضورؐ نے عقد فرمایا۔ اور روزہ کا حکم ہوا (زاد المعاد)

ذات الرقاع | جمادی الاولیٰ ۴ھ میں یہ واقعہ ہوا تھا۔ حضورؐ کو معلوم ہوا کہ قبیلہ غطفان حملہ آور ہونے والا ہے اس لئے حضورؐ صحابہؓ کے ساتھ گئے۔ مگر وہ لوگ بھاگ گئے۔ اسی کا یہ واقعہ ہے کہ حضور دوپہر میں تنہا آرام کر

رہے تھے کہ ایک کافر نے آپ کی تلوار سے آپ پر حملہ کرنا چاہا اور کہا آپ کو کون بچائے گا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ۔ تلوار اس سے گر گئی۔ تب آپؐ نے فرمایا اب کون بچائے گا۔ وہ کانپنے لگا۔ آپ نے معاف فرمادیا۔ یہ خلق دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا (دروس التاریخ جلد اول ص۲۷)

بدر دوم | شعبان سنہ ۴ھ کو ابوسفیان عسفان ... میدان تک لڑنے کی نیت سے آیا ادھر حضورؐ بھی بدر تک گئے لیکن ابوسفیان ڈر کی وجہ سے واپس چلا گیا اور جنگ نہ ہو سکی (تاریخ خضری جلد اول)

واقعہ رجیع | دشمنانِ اسلام نے جب دیکھا کہ طاقت سے یہ سچی آواز اور یہ زندہ تحریک کچل نہیں سکتی ہے تو دغا اور فریب دینا شروع کیا۔ صفر سنہ ۴ھ میں عضل و قارہ کے چند آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے قبیلے اسلام لانے کو ہیں۔ چند مبلغ ساتھ کر دیجئے۔ حضورؐ نے دس حفاظ قرآن کو جن میں حضرت خبیبؓ و حضرت زیدؓ تھے ساتھ کر دیا۔ ان لوگوں نے مکہ کے قریب رجیع مقام پہ دھوکا کیا اور دو سو تیر اندازوں کو لاکر حملہ کر دیا۔ آٹھ مبلغ وہیں شہید ہو گئے۔ بقیہ دو حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت زید کو جب شہید کیا جانے لگا تو ابوسفیان بولا کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ تمہاری جگہ (محمدؐ) ہوتے۔ حضرت زیدؓ بولے مجھ کو یہ بھی پسند نہ تھا کہ حضورؐ کے پسینہ نکلتا اور میں موجود رہتا۔

ابوسفیان نے کہا جس قدر محمدؐ کے ساتھیوں کو محمدؐ سے محبت ہے۔ اتنی میں نے کہیں نہ دیکھی نہ سنی۔ پھر حضرت زیدؓ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت خبیبؓ کو ان لوگوں نے چاہا کہ بلا کھلائے پلائے مار ڈالیں ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔ لیکن چند دنوں کے بعد جو دروازہ کھولا تو حیرت زدہ ہو گئے کہ ان کے سامنے بے موسم کے میوے رکھے ہیں۔ حضرت خبیبؓ خوب تر و تازہ ہو رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ آپؓ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا میں نماز کو اور طول دیتا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ محمدؐ کے ساتھیوں کو بزدل کہیں گے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

لستُ ابالی حین اُقتَلُ مسلمًا علیٰ ایّ شق کان للہ مصرع
وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء یبارک فی اعضاء شلوٍ ممزع

مجھ کو کچھ پروا نہیں جب کہ میں مسلمان ہو کر قتل ہو رہا ہوں اور خدا کے لئے یہ ممکن ہے کہ میرے کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے (بخاری جلد۲)

معونہ کا واقعہ | انہی ایام میں نجد کی جانب سے کچھ لوگ آئے اور مبلغ روانہ کرنے کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا مجھ کو نجد سے خطرہ ہے۔ وفد نے اطمینان دلایا تو حضورؐ نے ستر حفاظ کو ساتھ کر دیا ان لوگوں نے بھی بدعہدی کی اور معونہ کے علاقہ میں عامر بن طفیل نے ٦٩ صحابہؓ کو شہید کر دیا۔ صرف عمرو بن امیہؓ زندہ بچ کر آئے جنہوں نے مدینہ آکر اس

واقعہ کی خبر کی حضورؐ نے ایک ماہ تک برابران ظالموں پر بددعا کی۔ انہی شہداء میں فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے غلام بھی تھے۔ جب ظالموں نے ان کے سینہ کو نیزہ مارا تو فوراً چیخ اُٹھے فزت بوب الکعبۃ میں تو رب کعبہ کی قسم کامیاب ہوگیا۔ قاتل کا بیان ہے اس وقت میری سمجھ میں نہ آیا کہ ایک شخص اس بے کسی میں قتل ہو رہا ہے اور کامیاب ہو رہا ہوں کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ اسی کا بیان ہے کہ پھر جب میں مسلمان ہوا تو اندازہ ہوا کہ اس راہ میں ہلاکت، زندگی تباہی، نجات اور بدحالی، خوش حالی ہے۔ (تاریخ خمیس)

غزوہ بنو لحیان | حضرت زید و خبیب وغیرہ کا بدلہ لینے کے لئے حضورؐ تشریف لے گئے لیکن بدعہد بنو لحیان پہاڑوں میں چھپ گئے۔ یہ ۶ھ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے۔

غزوہ ذی قرد | غطفان کا سردار عیینہ چند روز مدینہ میں ٹھہرا واپسی پر اس نے حضورؐ کے اونٹ چرا لئے۔ ایک انصاری کو شہید اور اس کی عورت کو گرفتار کر لیا۔ حضورؐ کو علم ہوا تو تعاقب فرمایا اونٹ چھین لئے دشمن کا ایک آدمی مارا گیا۔ ذی قرد میں حضورؐ نے ایک رات دن قیام کیا۔ (مسند امام احمد جلد ۱ ص ۲۸۹)

غزوہ بنو مصطلق | شعبان ۶ھ میں حضورؐ کو معلوم ہوا کہ بنو مصطلق کا

سردار حارث مسلمانوں پر حملہ کرنے والا ہے حضور نے حفظ ماتقدم کے طور پر پیشقدمی فرمائی۔ قریب پہنچ کر شدید مقابلہ ہوا دشمن کو شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے دشمن کی عورتوں بچوں کو مال غنیمت میں تقسیم کر لیا۔ حارث کی بیٹی جویریہ سے حضور نے عقد فرمالیا یہ دیکھ کر کہ حضور کی اس خاندان سے رشتہ داری ہوئی ہے۔ سارے صحابہ نے اپنے اپنے حصے کے لونڈی غلاموں کو فوراً آزاد کر دیا۔ کہ جس خاندان میں حضور رشتہ فرمائیں اس کے افراد غلام نہیں رہ سکتے ہیں (تاریخ طبری صفحہ ۲۱۷۵) اس غزوہ سے واپسی میں منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر اتہام لگایا جس کو واقعہ انک کہتے ہیں قرآن حکیم نے ان کی برأت اور منافقوں کی تکذیب کی (سورۂ نور پارہ ۱۸)

صلح حدیبیہ | عرصہ سے مسلمان خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بے تاب تھے۔ ذی قعدہ سنہ ۶ھ میں حضور نے سولہ سو صحابہ کے ہمراہ زیارت خانہ کعبہ اور عمرہ کے لئے مکہ کا قصد فرمایا۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ سے ایک منزل پہلے کنواں ہے جہاں حضور نے قیام فرمایا مکہ والوں نے مزاحمت کی حضور نے کہلا بھیجا کہ ہمارا مقصد صرف عمرہ ہے اور کچھ نہیں لیکن پھر بھی وہ نہ مانے عروہ ابن مسعود کو ان لوگوں نے سفیر بنا کر بھیجا۔ عروہ نے عجیب نظارہ دیکھا۔ دیکھا کہ حضور جو وضو کرتے ہیں اس کا پانی

زمین پر نہیں گرنے پاتا ہے۔ جو تھوکتے ہیں۔ صحابہ اس کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔ عروہ واپس گئے اور بیان کیا کہ میں نے عرب وعجم کے سرداروں کو دیکھا ہے کہیں نہیں دیکھا۔ قریش کے بعض نوجوانوں نے یہ بھی چاہا کہ دھوکہ سے حضورؐ کو قتل کر دیں وہ گرفتار ہو کر پیش ہوئے۔ حضورؐ نے ازراہ کرم معاف فرما دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو حضورؐ نے اپنی طرف سے مکہ میں سفیر بنا کر بھیجا مکہ والوں نے حضرت عثمانؓ کی بڑی عزت کی اور کہا تم چاہو تو خانہ کعبہ کا طواف کر لو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا اگر حضورؐ کو اجازت نہیں تو میں طواف کر کے کیا کروں گا۔ اس پر ان لوگوں نے حضرت عثمان کو روک لیا ادھر مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔ حضورؐ کو جب معلوم ہوا تو فرمایا کہ اب عثمانؓ کا بدلہ لے کر رہیں گے۔ آپ ایک ببول کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر بیعت لینے لگے اپنا ہاتھ دوسرے پہ مارا اور فرمایا میں عہد کرتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ کا بدلہ لیں گے یا جان دیں گے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اس کا مفصل ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا یہ خبر غلط ہے۔ تب سہیل سردار قریش صلح کی گفتگو کرنے آئے۔ مندرجہ ذیل شرائط پہ صلح ہو گئی۔

(۱) مسلمان اس سال واپس جائیں۔ دوسرے سال آویں۔

صرف تلوار ساتھ ہو تین دن رہنے کی اجازت ہو گی (۲) مسلمان جس سے چاہیں معاہدہ کریں۔ اہلِ مکہ کو اعتراض نہ ہو گا (۳) مسلمانوں میں اگر کوئی مکہ والا چلا جائے تو واپس کرنا ہو گا۔ لیکن کوئی مسلمان اگر آوے تو واپس نہ کیا جائے گا (۴) فریقین میں دس سال تک جنگ نہ ہو گی (ابن سعد جلد اول ص)

پاسِ عہد | ابھی یہ معاہدہ ہو ہی رہا تھا کہ حضرت ابو جندلؓ زخمی حالت میں پہنچے کہ کفار مکہ نے انہیں ستایا ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں لیکن معاہدہ ہو چکا تھا۔ باوجودیکہ ہر مسلمان کا دل تڑپ رہا تھا۔ مگر اسلام عہد شکنی کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ مجبوراً ابو جندلؓ کو واپس کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضورؐ معہ صحابہؓ کے مدینہ واپس ہو گئے۔ خدا پاک نے اس صلح کو فتح مبین فرمایا۔ کیونکہ تبلیغ اسلام کے لئے راستہ ہو گیا تھا اور اشاعت حق کے لئے میدان صاف تھا۔

راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ حضورؐ نے ایک طشت میں اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے پانی انگلیوں کے گانٹھے سے نکلنا شروع ہوا یہاں تک کہ ساری فوج نے سیرابی حاصل کی بافراط پانی برتنوں میں بھر لیا گیا (بخاری شریف جلد دوم)

کچھ دنوں بعد ابو بصیر نامی ایک مسلمان مدینہ بھاگ آئے۔ دو

کفار ان کو پکڑنے آئے۔ حضورؐ نے حسبِ معاہدہ واپس دلا دیا۔ راستہ میں ابو بصیرؓ نے ایک کو قتل کر دیا۔ دوسرا بھاگ کر مدینہ آیا ساتھ ہی ابو بصیرؓ بھی پہنچے عرض کرنے لگے حضورؐ مجھ کو واپس کرنے کے بعد آپ کا ذمہ ختم ہو گیا۔ اب میں خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہوں۔ ابو بصیرؓ چلے گئے اور مقامِ عیص میں رہنے لگے۔ تمام ستم رسیدہ مسلمان مکہ سے آ آ کر یہیں رہنے لگے۔ جنہوں نے اہلِ مکہ کی تجارت غارت کر دی آخر مجبور ہو کر اہل مکہ کو تیسری شرط سے دست کشی کرنی پڑی۔

فتح خیبر محرم ۷ھ میں ڈیڑھ ہزار صحابہؓ کے ساتھ حضورؐ نے خیبر کا رُخ کیا۔ کیونکہ وہاں کے یہودی رات دن اسلام کے خلاف سازش میں مصروف تھے۔ پندرہ روز تک حضورؐ محاصرہ کئے پڑے رہے۔ آخر حضرت علیؓ کے ہاتھوں اللہ تعالےٰ نے فتح عطا فرمائی اور ذیل کی شرائط پہ صلح ہو گئی۔

(۱) کل پیداوار کا نصف مسلمان لیں گے (۲) مسلمان جب چاہیں گے یہود کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے یہاں سے نکال دینگے اس عہد کے بموجب ہر سال حضورؐ عبداللہ بن رواحہؓ کو فصل تقسیم کرنے بھیجیں۔ یہ کل فصل کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے یہود سے فرماتے جو چاہو لے لو۔ یہود کہتے یہی وہ عدل ہے جس پر آسمان قائم ہے۔ اس

جنگ میں ۹۳ یہودی ہلاک اور ۱۵ مسلمان شہید ہوئے۔ اس جنگ میں جو کامیابی ہوئی وہ سراسر حضرت علیؓ کی قوت کی رہین منت تھی۔ اس لئے حضرت علیؓ کو قدرتاً خوش ہونا چاہئے تھا۔ حضورؐ نے فرمایا اے علی کیا تم کو میں اس سے بھی بہتر چیز نہ بتاؤں۔ اے علیؓ اگر تیرے ذریعہ سے ایک شخص بھی راہِ راست پر آوے اور ہدایت پاوے تو یہ سرخ نعمتوں سے بھی زیادہ خدا کے ہاں عزیز ہے۔ اس سے تبلیغ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ثواب اور مرتبہ کا اندازہ کیجئے اور مسلمان آج جو اس اہم ترین عبادت سے غافل ہو گئے ہیں۔ ان کی محرومی پر نظر کیجئے کیا ہے کوئی جو تبلیغ دین اور ارشاد و ہدایت کو اپنا شعار زندگی بنالے؟

احکام | اس میں پنجہ والے پرندے درندے خچر اور گدھے حرام ہوئے۔ چاندی سونے کا نفع سے تبادلہ ناجائز ٹھہرا متاع حرام ہوا (ابن سعد و زادالمعاد ابن قیم)

فدک | واپسی پر فدک کی زرخیز وادی تھی یہاں کے لوگوں نے بھی اہل خیبر کی شرائط پر صلح کر لی۔ اس کے بعد ۷ھ ذیقعدہ میں حضورؐ نے معاہدہ کے بموجب عمرہ کیا۔

غزوہ موتہ ۸ھ | حضرت بن عمیرؓ کے ہاتھوں حضورؐ نے غسان (شام) کے بادشاہ کو دعوت اسلام دی تھی متکبر عیسائی بادشاہ شرجیل نے انکو

قتل کر دیا تھا۔ چونکہ سفیروں کا قتل کسی ملت میں روا نہ تھا اس لئے اس کا بدلہ ضروری تھا۔ ۸ھ جمادی الاولیٰ میں حضورؐ نے حضرت زیدؓ کی قیادت میں تین ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ موتہ شام کی سرحد پر ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں عیسائی بادشاہ نے ایک لاکھ سے زیادہ پیادوں سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے بھی ایک لاکھ سپاہی بھیج دیئے۔ آخر حضرت زیدؓ شہید ہوئے۔ تب حضرت جعفر طیارؓ نے علم لیا۔ آپ کے ہاتھ کٹ گئے تو سینہ سے علم کو چمٹا لیا۔ جب وہ بھی زخمی ہوا تو منہ سے پکڑ لیا۔ بالآخر آپ بھی شہید ہوئے آپ کے جسم پر ۹۰ زخم تھے۔ اور سب کے سب سامنے تھے ایک بھی پیچھے نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاریؓ نے علم سنبھالا وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے علم لیا اور چکر کاٹتے ہوئے مسلمانوں کو دشمنوں کی زد سے بچا لائے۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت سے حضورؐ کو بڑا صدمہ ہوا۔ عورتوں نے کہرام مچایا۔ آپ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ کسی پر آواز سے جزع فزع کرے۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں جعفر فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑ رہے ہیں اس لئے آپ کو طیار کہا جاتا ہے۔

(مسند امام احمد جلد ۳)

بادشاہوں کے نام دعوت نامے

اصل منصب حضورؐ کا ہدایت خلق اور قیام حکومت الٰہیہ تھا۔ لیکن بدقسمت لوگ رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ جب ادھر سے ذرا فرصت ملی تو فوراً اپنے اصل منصب کو فروغ دینے کے لئے ہمہ تن مستعد ہو گئے۔ لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور ایک مختصر سی تقریر کے بعد ایران۔ روم۔ حبشہ۔ مصر۔ شام یمن وغیرہ کی طرف قاصد روانہ کرنے کے لئے چند عقلمند اور موزوں صحابہؓ کا انتخاب فرمایا حضرت زید بن ثابتؓ۔ حضرت علیؓ اور ابی بن کعبؓ سے خط لکھوائے جس کا مشترکہ مضمون ہدایت اور اسلام کی قبولیت کی پُر اثر دعوت تھی (بخاری شریف جلد دوم)

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے بخوشی اسلام قبول کیا اور حضورؐ کو قیمتی تحائف روانہ کئے۔ مصر کے بادشاہ مقوقس نے نہایت تہذیب سے جواب دیا اور تحفے روانہ کئے۔ ایران کے بادشاہ نے خط مبارک کو پھاڑ دیا۔ حضورؐ نے فرمایا خدا عنقریب اس کا ملک بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔ روم کے بادشاہ قیصر نے ابوسفیان کو جو اس زمانے میں مسلمان نہ تھے اور بغرض تجارت ادھر گئے تھے بلا کر سب حالات

معلوم کئے۔ لیکن کوشش کے باوجود ابوسفیان چند حقائق نہ چھپا سکے۔ اس پر قیصر نے کہا اگر یہ صحیح ہے تو یہ تخت مسلمانوں کے قدموں تلے ہوگا۔ غسان کے بادشاہ شرجیل نے مسلمان قاصد کو قتل کر دیا۔ بقیہ نے مختلف جوابات دیئے بعض پسندیدہ تھے بعض اس کے علاوہ تھے لیکن اس سے اتنا بڑا فائدہ ہوا کہ رفتہ رفتہ تمام دنیا میں اسلام کا شہرہ ہوگیا

فتح مکہ

بخشش و کرم کا بے مثال نظارہ

رمضان ۸ھ مطابق ۶۳۰ء

"۱۰ رمضان ۸ھ مطابق یکم جنوری ۶۳۰ء کو یہ عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ بنو خزاعہ اور بنو بکر باہم فریق تھے۔ بنو خزاعہ مسلمانوں کے اور بنو بکر کفار کے حلیف تھے۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا۔ اور کئی آدمی مار ڈالے۔ بنو خزاعہ حضور سے فریادی ہوئے۔ ابو سفیان کو علم ہوا تو وہ ڈرا کہ یہ معاہدہ کے خلاف ہوا اس لئے حضرت ابو بکر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ تینوں کے پاس مدینہ میں آکر سفارش چاہی کہ بنو بکر کو معاف کر دیا جائے لیکن کسی کو حضور کے سامنے سفارش کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت ام حبیبہؓ اس کی صاحبزادی تھیں جو پہلے ہی مسلمان ہو کر حضور کے عقد میں آگئی تھیں۔ ابو سفیان گئے اور حضور کے بستر پر آرام کرنے لگے۔ ام حبیبہؓ نے بستر سے اٹھا دیا۔ ابو سفیان بولے بستر میرے لائق نہیں۔ حضرت ام حبیبہؓ بولیں یہ رسول پاک کا بستر ہے آپ اس کے سزاوار نہیں ہیں۔ یہ سن کر غصہ سے ابو سفیان چلے آئے۔ مسجد میں اعلان کر دیا کہ

میں نے صلح حدیبیہ کے شرائط کو پھر سے قبول کر لیا ہے۔ مکہ والوں نے سنا تو مذاق اڑایا کہ یہ تو یہاں بھی اعلان ہو سکتا تھا۔ محمدؐ کی رائے تو اس میں ظاہر نہیں ہوئی۔ غرضیکہ حضورؐ نے تیاری کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ اس کو راز میں رکھا جائے۔ آپ ۸ رمضان کو مقام مرالظہران پر جہاں سے مکہ ایک منزل پر رہ جاتا ہے دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ خیمہ زن ہوئے۔ اہل مکہ کو جب اچانک حضورؐ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو سراسیمہ ہو گئے۔ حضرت عباسؓ کے پاس ابوسفیان آئے اور جان بخشی کی درخواست حضورؐ سے کرنی چاہی۔ حضرت عباسؓ ان کو ساتھ لے کر حضور کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا۔ جھپٹے کہ آج دشمن اسلام قبضہ میں ہے لیکن حضرت عباسؓ اُن کو لے کر حضورؐ کے خیمہ میں گھس گئے۔ ابوسفیان نے مختصر سی گفتگو کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ حضور نے نہ صرف معاف کر دیا بلکہ فرمایا جو بھی ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو پناہ ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو پہاڑی پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کا مظاہرہ کراؤ۔ ابوسفیان دیکھ کر مرعوب ہو گئے۔ حضور نے نہایت خشوع و خضوع سے صبح کے وقت مع دس ہزار صحابہؓ کے مکہ شریف میں داخلہ فرمایا۔ ہر لشکری کی زبان پر خدا کی حمد و ثنا جاری تھی۔ سب سے پہلے آپؐ نے خانہ کعبہ کے اندر جو ۳۶۰

بُت رکھے تھے گرا کر چور چور کیا۔ پھر لات اور عزیٰ وغیرہ بت تباہ ہوئے حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ ظہر کی اذان دیں حضورؐ نے نماز پڑھائی پھر سب کفارِ مکہ کو جمع کیا اور فرمایا بتاؤ میں آج تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔ سبھوں نے جواب دیا آپ بزرگ ہیں اور بزرگ کے بیٹے ہیں۔ حضورؐ نے اس موقع پر جو بخششیں عام اور کرم دوام کا ثبوت دیا دنیا کی کسی تاریخ میں ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا "جاؤ آج تم پر کوئی الزام نہیں تم سب کے سب آزاد ہو"۔ بخاری شریف جلد دوم باب المغازی) حالانکہ یہی وہ لوگ تھے جو بدترین جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے۔ جنہوں نے حضورؐ پر اوجھ ڈالی تھی جنہوں نے حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے۔ جنہوں کے حضورؐ کے قتل کے منصوبے کئے تھے۔ جنہوں نے حضورؐ کے سامنے حضورؐ کے جاں نثاروں کو تڑپا تڑپا کر شہید کیا تھا۔ جنہوں نے آپؐ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔ جنہوں نے اسلام کے راستہ میں کوئی روڑا نہیں چھوڑا جو نہ اٹکایا ہو۔ جنہوں نے مدینہ منورہ میں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا تھا۔ آج وقت تھا کہ ان سب شریروں کی شرارتوں کا پورا پورا بدلہ لیا جاتا لیکن یہیں سے شانِ رسالت اور عام فاتح کی سرحدیں جدا ہوتی ہیں رسولِ اکرمؐ کی ایک جنبشِ زبان نے ان سارے جرائم کو یک قلم عفو کر

دیا صلی اللہ علیہ وسلم اس مرحلہ کے بعد کفار کے دلوں کے دروازے اسلام کے داخلہ کے لئے کھل گئے۔ حضورؐ ایک پہاڑی پر بیٹھ گئے لوگ جوق جوق اسلام قبول کرتے رہے۔ ہندہ نے اسلام قبول کیا اور کہا آج سے پہلے آپ کے خیمہ آپ کے نام اور آپ کے کام سے بد تر میرے نزدیک کوئی خیمہ کوئی نام اور کوئی کام نہ تھا۔ لیکن اب آپ کے خیمہ آپ کے نام اور آپ کے کام سے بڑھ کر اور کوئی چیز محبوب نہیں ہے (اصابہ تذکرہ ہند)

خطبہ | حضورؐ نے اس موقعہ پر ایک شاندار خطبہ ارشاد فرمایا۔

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور کفر کو تن تنہا شکست دے دی۔ آگاہ ہو آج کفر کے سارے فخر و غرور اور سابقہ خون کے سارے انتقام میرے قدموں تلے ہیں۔ صرف خانۂ کعبہ کی تولیت اور حجاج کو پانی پلانے کے دو عہدے برقرار رہیں گے۔

اے قریش! تم میں عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کالے کو گورے پر گورے کو کالے پر کوئی ترجیح نہیں تم سب آدمؑ سے ہو اور آدمؑ مٹی کے پتلے تھے۔ آج سے شراب کی سوداگری اور پینا حرام قرار دیا گیا۔ اور ہر قسم کے سودی کاروبار ممنوع ہوئے (سنن ابن ماجہ)

اس کے بعد آپ نے چند دنوں قیام کیا۔ انصار کا خیال ہوا شائد حضورؐ اب مدینہ نہ جائیں حضورؐ نے سنا تو فرمایا فِیکُم حَیَاتِی وَفِیکُم مَمَاتِی اے لوگو تمہیں میں میرا جینا ہو گا اور تم ہی میں میری وفات ہو گی پھر عثمان بن طلحہ کو خانہ کعبہ کی کنجی عنایت فرمائی اور فرمایا تم میں اور تمہاری اولاد میں یہ رہے گی۔ حضرت عتاب بن اسیدؓ جو اٹھارہ سالہ جوان تھے ان کو اپنی جانب سے آپ مکہ کا گورنر بنا کر مکہ سے روانہ ہو گئے۔ فتح مکہ اصل میں عرب کی فتح تھی سارا عرب اس کے بعد اسلام کی طرف دوڑ پڑا۔

جنگ حنین شوال ۸ھ

بے مثال وفاداری

شوال ۸ھ میں ثقیف اور ہوازن کے قبائل جو بڑے بہادر تھے مالک بن عوف کی سرداری میں حضورؐ سے لڑنے آ گئے۔ اس وقت مسلمان بارہ ہزار تھے کہنے لگے آج ہم کو کون شکست دے سکے گا۔ اللہ کو یہ بات ناگوار ہوئی کفار تیس ہزار تھے۔ جنگ ہوئی اور پہلے ہی حملہ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے صرف حضورؐ تن تنہا میدان جنگ میں تیس ہزار نیزوں اور تلواروں میں کھڑے تھے۔ اعلان فرما رہے تھے

انا النبی لا کذب - انا ابن عبد المطلب :- ترجمہ :- میں نبی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ حضرت عباسؓ کے پکارنے پر مسلمان واپس ہوئے لڑے اور خدا نے دشمنوں پر غالب کر دیا۔ چھ ہزار عورتیں چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مال غنیمت میں مسلمانوں کو ملا۔ شکست کے بعد ہوازن کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا حلیمہ سعدیہؓ ہمارے قبیلہ کی ہیں۔ آپ نے ان کا دودھ پیا ہے۔ اگر کوئی بادشاہ ہم میں دودھ پیتا تو ہم کو بڑی امیدیں ہوتیں آپ سے تو اور بھی امیدیں ہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوگ یہی درخواست بعد نماز ظہر مجھ سے عام مسلمانوں کے سامنے کرنا میں مسلمانوں کے مشورہ بغیر کچھ نہیں کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا حضورؐ نے فرمایا میں اپنے اور اپنے خاندان کے جملہ قیدیوں کو آزاد کرتا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ دفعتہً چھ ہزار قیدی آزاد تھے۔ یہ تھی جمہوریت کی وہ سچی روح جس کو شارع اسلام علیہ السلام نے مسلمانوں میں پھونکی تھی۔ دنیا کو اسی سچی جمہوریت کی طرف بلایا ہے۔ اسلام اسی کی طرف دنیا کو لانا چاہتا ہے جس پر چل کر ہی انسانیت کی نجات ممکن ہو سکتی ہے۔ بقیہ مال و اسباب کو حضورؐ نے اہل مکہ میں تقسیم کر دیا۔ انصار نے سنا تو رنج منایا جب حضورؐ کو معلوم ہوا تو

فرمایا میں نے یہ ان کو تالیفِ قلب کے لئے دیا ہے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ مکہ والے بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم محمدؐ کو اپنے ساتھ لے جاؤ"۔ انصار یہ سنتے ہی زار و قطار رونے لگے۔ عہدِ وفا کی یہ مثال تاریخ عالم میں ناپید ہے۔ (تاریخ خضری جلد اوّل)

حکومتِ الٰہیہ کی تکمیل

حضورؐ کا اصل مقصد اشاعت اسلام اور حکومتِ الٰہیہ کا قیام تھا۔ حضورؐ نے تمام ممکن ذرائع سے اس کی کوشش فرمائی۔ یمن میں طفیل بن عمرؓ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت علیؓ مرتضٰے کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ عدی بن حاتمؓ مدینہ میں آکر حضورؐ کو عزیزوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور ان کے کام کرتے دیکھا۔ اس اثر سے مسلمان ہوئے اور ان کی وجہ سے سارا قبیلہ مسلمان ہوا۔ صنعاء میں خالد بن سعیدؓ نے اسلام کی شمع روشن کی۔ عدن اور زبید میں حضرت ابو موسٰی اشعریؓ نے اسلام کے گلزار لگائے۔ جند میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے اسلام کا نور پھیلایا۔ جریر بن عبداللہ بجلی نے حمیر کے شہروں میں اسلام کی بنیاد رکھی۔ مہاجرین امیہؓ نے حارث بن کلال شہزادے کو حلقہ

اسلام میں داخل کیا۔ زبرین یحنیس صحابی ؓ نے ایرانی النسل لاطینیوں کو اسلام کا مژدہ سنایا۔ نجران میں خالد بن ولیدؓ نے اسلام کا ڈنکا بجایا بحرین میں منقذ بن حبان نے جو حضور کے پاس گئے تھے۔ حضورؐ نے ان کو مسلمان کر کے بحرین کا داعی مقرر کیا۔ اسلام کی رُوح ڈالی۔ جواثی کے رئیس منذر بن ساوا حضرت علا حضرمی کے ہاتھوں ہوئے اور ان کی کوشش سے سارا قبیلہ مسلمان ہوا۔ ہجر کے ایرانی حاکم سیحنت حضورؐ کے والا نامہ کی برکت سے مسلمان ہوئے۔ عمان میں آزاد قبیلہ آزاد تھا۔ ۸ھ میں حضورؐ حضرت ابو زید انصاری حافظ قرآن کو اور حضرت عمر بن عاصؓ کو اپنا خط دے کر وہاں کے رئیس عبید و جعفر کے پاس روانہ کیا۔ یہ دونوں رئیس مسلمان ہو گئے اور ان کے اثر سے سارا عمان اسلام کا گہوارہ بن گیا۔ شام میں فروہ نامی بزرگ نے اسلام قبول کیا رومیوں کو جب معلوم ہوا تو ان کو پھانسی دے دی وقت رحلت یہ عبارت ان کی نوک زبان تھی۔ مسلمان سرداروں کو میرا پیام پہنچا دو کہ میرا جسم میرا خون اور میری آبرو خدا کے نام پر قربان ہے۔ بہر حال حضورؐ کے ایک مختصر سی مدت میں اس سرے سے اس سرے تک اسلام کا آوازہ پہنچا دیا۔ جس سے ہر جگہ اسلام کی برکت سے سرکشی فرو اور خیر غالب آگیا۔ عرب کی ساری سرزمین پر شراب۔ زنا۔ جوا۔ چوری

جھوٹ۔ غیبت۔ حرام خوری۔ بدکرداری، ظلم۔ زبردستی قتلِ ناحق ایک دوسرے سے خوف و دہشت غیراللہ کی عبادت، شرک، بت پرستی، حق تلفی اور حق دشمنی کا نام ونشان نہ رہنے دیا۔ بلکہ عرب کا ذرہ ذرہ نیکی، پارسائی، توحید، ایمان، اخلاص، محبتِ الہٰی، عشقِ نبوی، نماز روزہ زکوۃ حج، حمایت حق دوستی مظلوم راستی راست بازی راست کرداری، خدا ترسی، رحم، عدل، کرم، سخا، عفت، حلم، امانت، بیکساں، خیرخواہی۔ انسانیت خدمت خلق، محبت انسان، اور اعلیٰ شرافت و مکارمِ اخلاق کا گہوارہ بن گیا۔ یہاں تک انسان حیوان نباتات جمادات ہرایک نے اپنا حق پالیا یہی حکومتِ الہٰی کا منشا و مقصد تھا۔

مذہبی انتظامات

تبلیغی نظام | فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ حضورؐ کو حکم تھا۔ مسلمانوں کے وجود کا مقصد ہی اچھائیوں کی اشاعت اور برائیوں سے ممانعت خداوندِ عالم نے رکھا تھا۔ اسی غرض کے لئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے مذہبی انتظام میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری و مقدم کام تبلیغِ اسلام و اشاعتِ توحید ہے۔ آپؐ نے

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جد وجہد فرمائی کہ اسی غرض سے حضورؐ کی تشریف آوری ہوئی تھی۔ سب سے پہلے شروع شروع آپ نے انفرادی تبلیغ فرمائی خود گھر گھر جاتے۔ ایک ایک شخص سے فرماتے آپ راتوں کی تنہائی میں اور دن کی لو دھوپ میں سردی گرمی میں خفیہ و اعلانیہ میلوں مجمعوں میں اللہ رب العزت کی ہدایت کے مطابق تبلیغ فرماتے رہتے۔ پھر جماعتیں روانہ کرنی شروع کیں جس سے خاص اثر ہوا۔ ۶ھ سے ۸ھ تک خصوصیت سے تبلیغی جماعتیں اور دعاۃ و مبلغین ہر طرف بھیجے۔ بادشاہوں کے نام دعوت نامے روانہ کئے۔ اپنے حکام اور افسروں کو حضورؐ نے مقرر کئے ان کو (جو قدیم تربیت یافتہ تھے) تبلیغ و اشاعت کے خاص احکام دیئے۔ جس کا اثر یہ ہوا ۹ھ میں تمام قبائل عرب اور قرب وجوار کے ممالک سے وفود کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ فتح مکہ کے بعد جو وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں ان کے صرف نام لکھے جاتے ہیں۔ تعداد اور احوال بہت تفصیل طلب ہیں جن کو طبری و کامل ابن اثیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

وفود کی آمد: ازد۔ دوس۔ اسلم۔ جذام۔ مرہ۔ حمرہ۔ مزینہ۔ تمیم۔ عبس۔ فزارہ۔ مرہ۔ ثعلبہ۔ محارب۔ کلاب۔ عقیل۔ کنانہ۔ اشجع۔ باہلہ۔ سلیم۔ عامر۔ ثقیف

ربیعہ۔ قیس۔ بکر بن وائل۔ ثعلب۔ حنیفہ۔ شیبان۔ طے۔ مرار۔ زبیدہ
کندہ۔ صدف۔ سعد۔ ندہم۔ بلی۔ بہرا۔ عذرہ۔ جہینہ۔ بنو کلب۔
جرم۔ آزد۔ غسان۔ حارث۔ ہمدان۔ نخع۔ خشعم وغیرہ وغیرہ ان میں
سے دو تین کے علاوہ باقی سب کے سب مسلمان ہوئے۔ اور نہ صرف
مسلمان ہوئے بلکہ واپس جاکر پورے پورے قبیلے پورے پورے
گاؤں اور ساری آبادیوں کو اسلام میں منتقل کرنے کے سبب بن گئے
جس سے تھوڑے ہی عرصہ میں سارا جزیرۃ العرب اسلام کے آفتاب
سے بقعۂ نور بن گیا۔ اور تمام ملک میں ایک مشرک بھی نہ رہ گیا۔ یہ تھیں
حضورؐ کی مساعی اور اس کے شاندار نتائج۔

مبلغین و معلمین کی تربیت | اسلام کی ہمہ گیر تعلیم نے مذہب کی اشاعت
اور تبلیغ و تعلیم دین کے لئے برہمنوں۔ راہبوں۔ اور یہودیوں کی طرح
چند مخصوص خاندانوں ہی کو مخصوص نہیں رکھا بلکہ اسلام کا ہر واقف
اور ہر فرد اسلام کا مبلغ اور داعی ہے۔ اسلام کے بڑے بڑے منصب
پر سرفراز ہو سکتا ہے۔ حضورؐ نے ٹریننگ کے دو طریقے رکھے تھے۔
ایک مستقل جیسا کہ اصحابؓ کے لئے تھا جس میں کم و بیش چار سو
حضرات تھے جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر حضورؐ کے دروازے پر صرف
تعلیم نبوّت حاصل کرنے کے لئے پڑ گئے تھے اور آخر دم تک حضورؐ

کے ساتھ رہے حضرت انس فرماتے ہیں اس میں سے بعض جماعتوں کی رات بھر تعلیم ہوتی تھی (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص۱۳۷)

یہ سفر و حضر کسی وقت حضورؐ کا ساتھ نہ چھوڑتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ اسی درس گاہ کے ایک ممتاز طالب علم ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ انصار تو کھیتی باڑی میں کبھی لگ جاتے اور مہاجر کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ ہر وقت حضورؐ کے ساتھ رہتا اور علم دین سیکھتا (ترمذی شریف)

تربیت کا دوسرا طریقہ | دوسرا غیر مستقل تھا یعنی تھوڑے دن حضور اسلام اور اشاعت کے متعلق اہم تعلیمات و ہدایات دے کر لوگوں کی طرف روانہ کر دیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں عرب کے ہر قبیلہ سے کوئی جاتا اور چند دن حضورؐ کی خدمت میں رہ کر دین میں مہارت پیدا کر لیتا تھا۔ مالک بن حویرث کی جماعت کو بیس دن کی تعلیم کے بعد فرمایا اپنے خاندان میں واپس جاؤ۔ ان میں رہ کر ان کو شریعت کے احکام کی تعلیم دو اور جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ نماز پڑھو (تاریخ اسلام جلد اول ص۹)

مساجد | حضورؐ کے وصال کے وقت عرب کا گوشہ گوشہ مساجد کی برکت سے متبرک تھا خاص مدینہ منورہ میں علاوہ مسجد نبوی کے نو مسجدیں تھیں جن میں نماز پنجگانہ ہوتی تھی۔ ان کی تفصیل میری کتاب آثار الحرمین میں

ملے گی۔ یہ مساجد ذکر خدا اور تعلیم رسالت، مذہب کی اشاعت اور قیام عدل و نظام مسلمین کی گہوارہ تھیں (عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۸۶)

ائمہ مساجد کا تقرر | حضورؐ نے ہر محلہ میں ایک ایسے شخص کو امام مقرر فرماتے جو سب سے زیادہ قرآنی تعلیم کا ماہر ہوتا اس کے بعد پھر سنت کے ماہر کو پھر جو ہجرت میں پہلا ہوتا اس کو امامت کا درجہ ملتا تھا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ ابن ام مکتومؓ۔ سالم۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عتبان بن مالکؓ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ۔ حضرت سعید بن حضیرؓ۔ حضرت انس بن مالکؓ۔ حضرت عمرو بن مسلمہؓ مدینہ منورہ کی مساجد کے عہد نبویؐ میں امام تھے۔ عتاب بن اسیدؓ مکہ کے، عثمانؓ ابن عاصؓ طائف کے ابوزیدؓ عمان کے آئمہ تھے جن کو حضورؐ نے خود مقرر فرمایا تھا۔ (عینی شرح بخاری ص ۲۱۹)

موذن | حضورؐ نے اذان کے لئے بھی بعض حضرات کو مقرر فرمایا تھا۔ اگرچہ یہ کوئی خاص اور جداگانہ منصب نہ تھا۔ بلکہ ہر شخص کے لئے عام تھا پھر بھی بعض مقدس بزرگوں کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضورؐ نے ان کو اذان دینے کا حکم دیا تھا۔ حضرت بلالؓ۔ حضرت ابن ام۔ مکتومؓ۔ حضرت سعد القرظ مدینہ میں اور حضرت ابو محذورہ مسجد حرام مکہ میں اذان دیتے تھے (مسند امام احمد جلد ۳ ص ۳۹۹)

سیاسی انتظامات

حضورؐ نے سیاسی انتظامات کی تکمیل کے لئے جو صیغے قائم فرمائے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

گورنروں کا تقرر | باذان بن ساسان کو یمن میں۔ شہر بن باذان کو صنعا میں خالد بن سعید کو باذان کے بعد صنعا میں مہاجرین امیہ کو۔ کندہ میں ۔علی بن ابی طالبؓ کو یمن میں عمرو بن العاص کو عمان میں۔ علاء حضرمی کو بحرین میں گورنر مقرر فرمایا۔ یہ سب بزرگ نہایت تربیت یافتہ اور اسلام کے ماہرین تعلیم سے تھے۔ حکومتِ الٰہیہ کی تکمیل اور اس کے مقاصد کو عروج پر پہنچانا ان کے ذمہ تھا اور حق یہ ہے کہ ان بزرگوں نے منشار رسالت کو پورا کرکے دکھایا۔

قاضی اور جج | حضورؐ نے تمام اسلامی علاقوں میں قاضیوں کا انتظام فرمایا ان میں حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت معاذؓ بن جبل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مفتیوں کا انتظام | حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت حضرت ابوالدرداؓ وغیرہ عہد نبوت کے مفتی تھے (قسطلانی جلد اول ص ۵۸۱)

فوجی نظام | ہر بالغ قوت ور مسلمان اسلام کا فوجی سپاہی تھا۔ ان کے

نام باقاعدہ طور پر رجسٹر میں درج تھے۔ جنگ کے بعد جو حصہ ملتا تھا۔ وہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا۔ اہل وعیال والے کو دوگنا اور بے عیال والے کو اکہرا حصہ ملتا تھا (کتاب الخراج امام ابویوسفؒ)

فوجی جنرل | حضورؐ نے فوج کی قیادت و امارت کا بھی انتظام فرمایا۔ اکثر غزوات میں خود ہی جرنیل ہوتے تھے۔ لیکن اس کے علاوہ جنگوں میں یا اپنی موجودگی میں کسی ایک گروہ کی قیادت آپؐ نے اہل و تجربہ کار بزرگوں کو بھی سپرد کی۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ حضرت زیدؓ بن حارث۔ حضرت اسامہ حضرت خالدؓ بن ولید۔ حضرت علیؓ وغیرہم خاص طور سے قابل ذکر ہیں ان کے سپرد فوج کی اخلاقی و مذہبی اصلاح و تربیت بھی ہوتی تھی (تمدن اسلامی جرجی زیدان جلد اول ص۱۴۲)

سکریٹریٹ | یہ منصب بھی اہم تھا اس پر حضرت زیدؓ بن ثابت۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابیؓ بن کعبؓ۔ حضرت ابوالدرداءؓ۔ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ فائز تھے۔

احتساب | حکام وافسران کے کاموں کی نگرانی کو احتساب کہتے ہیں آپؐ نے اس کا خاص اہتمام فرمایا۔ ایک بار ایک صحابی کہیں سے مال وصول کر لائے۔ آپؐ نے فرمایا یہ دوسرا مال کہاں سے لائے۔ عرض کیا مجھ کو ہدیہ میں ملا ہے فرمایا تو گھر بیٹھے کیوں نہیں ملا تھا (بخاری)

اسی دن سے یہ قانون بن گیا کہ کوئی حاکم ہدیہ قبول نہیں کر سکتا ہے۔ آج بھی بہت سی ترقی یافتہ اور متمدن ممالک میں اس پر عمل درآمد ہے۔

مالیات | زکوٰۃ۔ جزیہ اور خراج سے جو آمدنی ہوتی اس کو آپ مستحقین پر صرف فرماتے۔ فقرا، مساکین، نو مسلم محصلِ زکوٰۃ۔ مقروض۔ مسافر مجاہد فی سبیل اللہ اور آزادی غلام خاص مدیں ہیں۔

محصلین | حضورؐ نے اسلامی محاصل زکوٰۃ۔ عُشر۔ صدقہ، جزیہ اور خراج کے وصول کرنے کے لئے محصلّین کا تقرر فرمایا جن میں مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت عدیؓ بن حاتمؓ۔ صفوان بن صفوان مالکؓ بن نویرہ۔ بریدہ اسلمیؓ۔ رافع بن مکیثؓ۔ زبرقان بدر۔ قیس بن عاصمؓ۔ ابوموسیٰ۔ اشعریؓ۔ زیادؓ بن لبیدؓ۔ عبداللہ بن رواحہؓ عمروؓ بن العاصؓ عیینہ بن حصن، ضحاک بن سفیانؓ وغیرہم

دوسرے محکمہ جات | چونکہ حضورؐ نے اپنی ۲۳ سالہ تبلیغ رسالت سے مسلمانوں میں ایسی روح ڈال دی تھی جس سے ہر متنفس نیکیوں کا مجموعہ اور خدا ترسی اور اصلاح انسانیت کا نمونہ تھا۔ اس لئے مزید کسی محکمہ کی نہ ضرورت تھی نہ حاجت۔ ساری اسلامی آبادی میں چوری۔ زنا۔ ڈاکہ زنی سود خواری۔ لوٹ مار۔ شراب خوری۔ ظلم۔ غضب۔ حسد۔ عناد۔ فساد۔ قتل۔ باہمی جنگ جدل اور ہر قسم کی برائیوں اور خرابیوں کا نام و

نشان باقی نہ رہ گیا تھا۔ اور سارا عرب کمال انسانیت کا دلکش مرقع اور شرف و کرم اور بلند اخلاق و کردار کا واجب تقلید نشان تھا۔

شریعت کی تکمیل آپؐ نے حکومت الٰہیہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یوم آخرت میں ذرہ برابر نیکی و بدی کے حساب و کتاب پر قرار دیا۔ رسالت و فرشتگان، جنت و دوزخ، تقدیر کتب الٰہیہ پر یقین محکم کو اس کا اساس نماز و روزہ کو تعلق باللہ کی مضبوطی اندرونی صفائی اور خلافت و حکومت الٰہیہ کے قبول کرنیکی اہلیت پیدا کرنے کا ذریعہ۔ زکوٰۃ حج کو تعلق بالناس خدمت خلق نفع عوام رفع مصائب عوام اور انسانیت کو اونچے سے اونچے درجے پر پہنچانے کا سبب ٹھہرایا۔ یہ عقاید اور فرائض و ارکان شریعت ہیں۔ انہی کے ماتحت لاتعداد و بے شمار احکام و جزئیات ہیں جو سب کے سب تزکیہ نفس صفائی باطن، ترقی روح ذاتی ترقی خاندان کی ترقی محلہ و پڑوس کے تعلقات کی خوشگواری۔ شہر، ملک، قوم دنیا کے دوسرے لوگوں سے تعلقات عبادات۔ اخلاق معاشرت تہذیب و تمدن، معاملات، انسانی زندگی کے مختلف شعبہ جات اور محکمہ جات میں ہر قسم کی بہترین رہنمائی اور اس کے جزئی جزئی احکام و ہدایات جن کی صرف فہرست سیکڑوں صفحات میں آسکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سالہ مدتِ رسالت میں ارشاد فرمائے۔ بلکہ ہر ایک کو برت کر

اس کا نمونہ بھی دکھا دیا۔ جن کے دیکھنے کے بعد یقین ہوتا ہے۔ کہ زندگی اس نہج پہ ہو تو واقعی دنیا جنت الفردوس ہے۔ اور یہی منشاء اسلام ہے کہ دنیا جنت الفردوس ہو جائے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً ط

غزوۂ تبوک

رجب ۹ھ مطابق ۶۳۵ء

رجب ۹ھ میں ۳۰ ہزار صحابۂ کرام کے ساتھ تبوک کی طرف حضورؐ نے قصد فرمایا۔ اسلام کا سب سے آخری غزوہ ہے۔ حضورؐ کو اطلاع ملی تھی کہ غسّانی بادشاہ مدینہ پر حملہ کرنے والا ہے اس لئے حفظ ماتقدم کے لئے یہ قصد فرمایا تھا۔ سخت گرمی کا زمانہ تھا۔ چودہ منزل کا سفر تھا اور مدینہ میں فصل پکی تیار تھی۔ اس لئے اس غزوہ کو غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا یہ خبر غلط ہے۔ حضورؐ نے دس روز قیام فرمایا۔ ایلہ کا سردار یوحنا حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کیا، اذرح کے باشندے بھی خراج اور جزیہ پہ راضی ہو گئے۔ اکیدر رومی کو حضرت خالدؓ نے گرفتار کر کے دربار نبوتؐ میں پیش کیا۔ یہ اسلام کا بڑا دشمن تھا۔ حضورؐ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ اس نے جزیہ دینا منظور کیا۔ اس کے

بعد حضورؐ واپس تشریف لائے۔ اس میں خداوند عالم نے منافقین کو مومنوں سے الگ کر دیا اور مسلمانوں کی زبردست مدد فرمائی۔

حج اکبر | ۹ھ میں تین ۳۰۰ سو مسلمانوں کو حضرت صدیق اکبرؓ کی قیادت میں حج کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت علیؓ داعی اور نقیب اور معلم تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے مکہ پہنچ کر سورۂ برات کی ابتدائی آیات کا اعلان کرایا اور یہ کہ آج سے کوئی ننگا اور مشرک حج نہ کر سکے گا۔ پھر سورۂ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی جس میں تکمیل دین اشاعت عام کی خوشخبری ہے۔ اور حضور کی واپسی کا اشارہ ہے

حجۃ الوداع | آپ نے ۱۰ھ میں حج فرمایا تمام قبائل عرب آپ کے ساتھ حج کرنے جمع ہو گئے تھے جس کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار تھی جمعہ ۹ ذی الحجہ کو آپؐ نے عرفات کے میدان میں ایک عظیم الشان خطبہ دیا جس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے جس کو زبانی یاد کرنا چاہئے۔

لوگو! سنو اور یاد رکھو۔ شائد آئندہ میں تم سے نہ مل سکوں جس طرح اس دن اس مہینہ اس مقام کی عزت کرتے ہو اسی طرح مسلمان کے خون عزت اور مال کی حرمت و عزت کرتے رہنا۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ہر ایک کام کا حساب لے گا۔ دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو جس طرح تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح

ان کے حقوق تم پر بھی ہیں۔ تم خدا سے ڈر کر ان کے حقوق ادا کرتے رہنا۔ غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جو خود کھانا ان کو کھلانا۔ جو خود پہننا ان کو پہنانا ان سے کوئی خطا ہو تو معاف کرنا وہ اللہ کے بندے ہیں۔ ان پر سختی نہ کرنا۔ عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی بزرگی نہیں ہے۔ سوائے دین اور تقویٰ کے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تمہارے کسی بھائی کی کوئی چیز تم پر حلال نہیں جب تک وہ دل سے دے نہ دے۔ لوگو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے۔ اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے رہنا۔ رمضان کے روزے رکھتے رہنا۔ زکوٰۃ کو خوش دلی سے ادا کرتے رہنا حج کو ادا کرتے رہنا جو میں نے حکم دیا ہے اس کو مانتے رہنا۔ اپنے امیر کی تائید کرتے رہنا۔ اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جانا۔

لوگو! میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور میرا طریقہ ہے۔ لوگو! جو یہاں موجود ہوں وہ دوسرے لوگوں تک ان باتوں کو پہنچا دیں کیونکہ بعض سننے والے زیادہ یاد رکھتے ہیں جو خود اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ آپ نے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے

فرمایا تم سے خدا میرے متعلق سوال کرے گا تم کیا جواب دو گے سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم کہیں گے آپ نے امانت پہنچا دی۔ رسالت کا حق ادا کیا اور دنیا کو ہدایت سے مالا مال فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا خداوندا تو بھی گواہ رہنا انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اسی حال میں آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ نازل ہوئی جس میں تکمیل دین اتمام نعمت اور خدا کی اسلام سے رضامندی کا اعلان تھا۔ آج دین مکمل ہو گیا تھا۔ اور دین کے احکام پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے تھے۔ آج سے بائیس سال پہلے صرف ایک مسلمان تھا۔ لیکن بائیس سال کی قلیل ترین مدت میں یہ تعداد لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی تھی۔

اسلام کی روز افزوں ترقی اور اس کے اسباب اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ترقی اور اس کے اسباب پر ایک طائرانہ نظر ڈال جائیں۔

۱ نبوی میں حضرت ابوبکر اور ان کی توسط سے چند بزرگ اسلام لائے پھر ۲ھ میں چند اور بزرگ مسلمان ہوئے ۵ نبوی میں چالیس مسلمان ہو چکے تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہجرت حبشہ ہوئی۔ اس میں ۸۳ مرد و عورتیں شریک تھیں۔ پھر ۹ نبوی تک غفار اور اس کے قبائل اور یمن کے حصوں تک اسلام کی آواز پہنچ گئی ۱۱ نبوی میں مدینہ میں اسلام پہنچا۔ ۱۳ نبوی میں اسلام لانے والوں کی تعداد دہائیوں سے بڑھ کر سیکڑوں

تک پہنچ گئی۔ ۲ھ میں ۳۱۳ میدانِ جہاد میں تھے۔ پھر اس کے ایک ہی سال بعد ایک ہزار اسلام کے نام لیوا موجود تھے۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد ۵ھ میں تین ہزار کی تعداد پہنچ گئی۔ پھر ۸ھ میں یہ تعداد دس ہزار تھی اسی کے دوسرے سال ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان تھے۔ پھر اس کے چند ماہ بعد حضورؐ کی وفات کے وقت سارا عرب اسلام کا گہوارہ تھا۔ اس کے علاوہ حبش، مصر، ایران، شام، روم اور دوسرے ممالک میں اسلام کی مقبولیت شروع ہو گئی تھی۔ اس مختصر خاکہ سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ سیلاب کی طرح اسلام مکہ کے ایک نقطہ سے چلا اور اس کی لہروں نے تھوڑے ہی عرصہ میں عرب کے سارے وسیع عریض ملک اور دنیا کے اکثر و بیشتر حصوں کو اپنے دامنوں میں لے لیا۔ سوال یہ ہوتا ہے کیا یہ سب بزور طاقت کے ہوا۔ یا کوئی اور قوت تھی جس نے صرف ۲۳ سال کی مدت میں ریلوے، موٹر، جہاز، ہوائی جہاز، ریڈیو، تار برقی، لاسکی اور دوسرے ترقی یافتہ ذرائع کے فقدان کے باوجود دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک اسلام کی سچائی اور برتری کو منوا لیا تھا۔ اور دلوں کی گہرائیوں میں اس طرح گھر کر لیا تھا کہ کسی کو پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھے گا مگر وہ آخری بات جو کہہ رہا ہے۔ وہ اسلام پر فدویت تھی کسی کو تلوار تلے تڑپتا دیکھو گے اور وہ اسلام کی محبت سے نعرے لگا

رہا ہے۔کسی کے سینہ میں نیزہ ہے مگر زبان پر اسلام پر کٹ مرنے کا فخر ہے۔ کوئی بادشاہت پر لات مار کر آیا ہے۔کسی نے کنبہ اور عزیزوں کو اس راہ میں کٹایا ہے۔کسی نے ایک عالم سے مُنہ موڑا ہے اور کسی نے اپنے جسم کا قیمہ کرایا ہے۔مگر اسلام کا پیار ہے کہ دل سے نہیں جاتا اسلام کی محبت ہے کہ پھولا نہیں سماتا۔کیا تلوار سے اسلام پھیلتا تو اس کی یہی حالت ہوتی ــــــ؟

بات یہ ہے یہ سب حضورؐ کے کرم اور مکارم اخلاق کا اثر تھا جس نے پرایوں کو اپنا دشمنوں کو دوست بیگانوں کو یگانہ بنا لیا تھا۔یہ اسلام کی پاکیزگی اور بلندی اور ہمہ گیری تھی کہ جس نے دیکھا اور جس نے سنا والہ وشیدا ہو گیا۔یہ اسی کا کرشمہ تھا کہ اگر ایک طرف حضرت بلالؓ حبشی جیسے غلام اس کے حلقے میں داخل ہوئے تو دوسری طرف حبش کے بادشاہ نجاشی یمن کے گورنر حضرت فیروہ اور عرب کے دانا عمر فاروقؓ ابوبکر صدیقؓ مغیرہؓ بن شعبہ عمروؓ بن العاص اسلام قبول کئے بغیر نہ رہ سکے۔

دنیا کی ساری تاریخ شاہد ہے کہ آج تک اتنا بڑا واقعہ کسی ملک اور قوم میں نہیں ہوا کہ ۲۳ سال کی نہایت مختصر سی مدت میں کسی دین کی مقبولیت نے یہ کرشمہ دکھایا ہو کہ ایک عالم اس کا متوالا ہو گیا ہو!!

وفات

ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مئی سنہ ۶۳۲ء

حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو طبیعت کچھ کسلمند تھی دو ماہ بعد شہدائے احد تشریف لے گئے۔ راوی کا بیان ہے آپؐ نے ان کو اس طرح الوداع کہا جیسے کوئی زندہ عزیزوں کو رخصت کرتا ہے۔ پھر آپؐ نے ایک مختصر خطبہ دیا۔ فرمایا۔

لوگو! میں تم سے پہلے حوض کوثر جا رہا ہوں جس کا چوڑان ایلہ سے جحفہ تک ہے مجھ کو دنیا کے خزانے دیئے گئے۔ مجھ کو یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے۔ البتہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا میں پھنس کر آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانے لگو۔ پس تم بھی ہلاک ہو جاؤ جیسے کہ اس سے پہلے لوگ ہلاک کئے گئے'' اس کے چند دنوں بعد عام مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع تشریف لے گئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی واپس آئے تو طبع مبارک ناساز تھی۔ سب ازواج سے اجازت لے کر حضرت عائشہ کے حجرہ میں قیام فرمایا۔ جب تک آنے جانے کی طاقت رہی نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے مسجد آتے رہے۔ آخری نماز آپؐ نے مغرب کی پڑھائی۔ عشاء کے وقت آپؐ کو غش آ گیا۔ اور جا نہ سکے حضرت

ابوبکرؓ کو امام مسجد بنایا وفات سے چار روز پہلے ظہر کے وقت سات
مشکوں سے غسل فرمایا حضرت عباسؓ و علیؓ کے سہارے مسجد تشریف
لائے لوگ نماز میں مصروف تھے آہٹ پاکر لوگوں نے تالیاں بجائیں۔
آخری خطبہ | حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے۔ لیکن حضورؐ نے اشارہ سے منع
فرمایا ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی نماز کے بعد آپؐ نے ایک خطبہ
ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ نے خدا کے ہاں کی چیز کو پسند کیا۔ یہ سن کر ابوبکرؓ رو
پڑے کہ وہ بندہ خود حضور ہیں۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ عام مسلمان
بڑھتے جائیں گے۔ اور انصار کم ہوتے جائیں گے پس میں مسلمانوں کے
متولی کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا خیال رکھیں۔ ان کے اچھوں
کو قبول ان کے بروں کو معاف کریں۔ انصار میرے جسم میں معدہ کی
جگہ ہیں یہ اپنا فرض ادا کر چکے۔ اب تم کو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ فرمایا
حلال وحرام کی نسبت میری جانب نہ کرنا میں نے وہی حلال وحرام کیا
جس کو خدا نے حلال وحرام کیا۔ فرمایا اے رسول خدا کی بیٹی فاطمہ! اے
رسول خدا کی پھوپھی صفیہ خدا کے ہاں کے لئے کچھ کر لو میں تمہیں خدا کے
یہاں نہیں بچا سکتا" (بخاری و مسلم) یہ آپؐ کا آخری خطبہ تھا۔ پھر
آپؐ باہر تشریف لائے فرمایا خدا یہود و نصاری پر لعنت فرمائے،
جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے۔ اسی درمیان

یاد پڑا کہ کچھ اشرفیاں آپ نے رکھائی تھیں۔ حضرت بلالؓ سے فرمایا لاؤ۔ ان کو خیرات کر دو کہ خدا سے بدگمان ہو کر نہ ملوں (سیرت ابن ہشام) مرض میں کمی اور زیادتی ہوتی جاتی تھی۔ آخر دوشنبہ کو صبح کے وقت آپؐ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا دیکھا صحابہ کرام نماز میں مصروف ہیں فرطِ مسرت سے چہرہ دمک اٹھا چہرہ مثل کاغذ کے سفید ہو گیا تھا۔ بدن میں خون کی ایک چھینٹ نہ رہ گئی تھی دن جوں جوں چڑھتا جاتا حضورؐ کی تکلیف بڑھتی جاتی کبھی سر کھول لیتے کبھی ڈھکتے۔ حضرت فاطمہؓ نے دیکھا تو کہا ہائے میرے والد کی تکلیف حضرتؐ نے ارشاد فرمایا تمہارے باپؐ کو آج کے بعد تکلیف نہ ہوگی۔ سہ پہر ہو چکی تھی، آنکھیں آسمان کی طرف خلاق عالم کے جلوے کو بے تاب نظر آ رہی تھیں اسی حالت میں لبوں کو حرکت ہوئی۔

آخری وصیت | فرمایا "نماز اور غلاموں سے نیک برتاؤ" پھر ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا "بل الرفیق الاعلیٰ" اب کوئی نہیں صرف اللہ سب سے بڑا دوست درکار ہے۔ اور روح قدسی عالم قدس میں پہنچ گئی۔ اللّٰھم صلی علیہ وبارک وسلم یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ روز دوشنبہ ۸ جون ۶۳۲ء بوقت قریب شام کا ہے۔ مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ حضرت عمرؓ قریب مجنوں کے ہو گئے۔ آخر حضرت ابوبکرؓ

نے حضور کی پیشانی مبارک کا بوسہ دیا اور باہر آکر لوگوں سے کہا۔ جو محمد صلعم کی عبادت کرتا ہو تو وہ وفات پا گئے لیکن جو خدا کی عبادت کرتا ہو وہ زندہ ہے نہ مرے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ الآیہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ آج یہ آیت اتری حضرت فضل عباسؓ حضرت علیؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے دیا اور وہیں حجرۂ عائشہ میں سپرد خاک ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اخلاق و عادات

ہمارے حضور سراپا اخلاق اور سراپا کرم تھے۔ قرآن نے گواہی دی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ بیشک آپ زبردست اخلاق کے مالک ہیں۔ اور خود فرمایا میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اگر واقعی بہ نظر انصاف دیکھیں تو حضور کے بعد سے جہاں کہیں اخلاقی خوبی ملے گی اس کی اصل حضور کی ذات گرامی ہو گی اور واقعہ یہ ہے کہ آج جہاں بھی اخلاقی کمالات موجود ہیں۔ اس کے مبدء حضور کی ذات گرامی ہے۔ اس مختصر سے مجموعہ میں حضور کے اخلاق کا نقشہ تک نہیں کھینچا جا سکتا ہے۔ لیکن بطور حصول برکت چند سطور لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

کرم | حضورؐ نہایت کریم تھے دشمنوں کو معاف فرما کر خوشی محسوس کرتے تھے۔ ایک بار غزوہ نجد سے واپسی پر آپؐ ایک درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ ایک بدو آیا اس نے آپؐ کی تلوار کھینچ کر کہا بتاؤ اب میرے ہاتھ سے آپؐ کو کون بچائے گا۔ فرمایا اللہ وہ کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا جا میں نے تجھ کو معاف کیا۔ آپؐ نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ چلتے وقت بہت سی بکریاں بھی دے دیں۔ وہ اپنے قبیلہ میں گیا۔ اور حال سنایا اس کا اثر یہ ہوا کہ چند ہی دنوں بعد سارا قبیلہ اسلام کے قدموں پہ تھا (مواہب لدنیہ) فتح مکہ میں بدترین دشمنوں کو آپؐ نے معاف فرما دیا تھا۔ وحشی جس نے امیر حمزہؓ کو قتل کیا تھا اس کو بھی معاف کیا اور ابوسفیان جنھوں نے تمام مخالف جنگوں کی قیادت کی تھی ان کو بھی معاف کیا بلکہ فرما دیا جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے اس کو بھی معافی ہے۔

سخاوت | نہایت سخی اور فیاض تھے کبھی کسی سائل کے جواب میں نہیں نہیں فرمایا۔ ایک بار خیبر سے بہت سا مال آیا آپؐ نے مسجد میں ڈھیر لگوا دیا اور اعلان فرما دیا جو جس سے ہو سکے لے جائے شام تک سارا مال اٹھ گیا لیکن انڈے کے برابر سونے کا ایک ٹکڑا رہ گیا۔ اس کو لینے والا کوئی نہ آیا حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو وہ سونا سپرد فرمایا اور کہا جب تک یہ ہے میں سوؤں گا نہیں تم جا کر کسی کو دے آؤ۔ جب وہ خیرات

ہوگیا تو آپؐ نے آرام فرمایا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ گھر میں نہیں ہوتا تو آپ سائل سے فرماتے کہ میرے نام سے قرض لے لے میں ادا کر دوں گا (مواہب لدنیہ) دو دو ماہ حضورؐ کے گھر چولہا نہیں جلتا۔ جو آتا فوراً خیرات کر دیتے تھے۔ پڑوسیوں کے تحائف اور بکریوں کے دودھ پر گذر رہتا تھا۔ ایک طرف آپ دونوں جہاں کے سردار تھے دوسری طرف آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں تین سیر جو کے عوض میں گروی تھی۔ جن کپڑوں میں وفات پائی ان میں بہت سے پیوند لگے ہوئے تھے (سیرت ابن ہشام)

رحم اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ کسی بچے کو روتے سنتے تو نماز ہلکی کر دیتے۔ غریبوں مسکینوں اور بیکسوں اور یتیموں سے بیحد محبت تھی۔ فرماتے خداوندا مجھ کو مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ قیامت میں حشر فرما کبھی کسی کو آپ نے اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اپنی ذات کے لئے کسی کو نہیں ڈانٹا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ کی دس برس خدمت کی مگر آپؐ نے یہ تک نہ پوچھا یہ کام کیوں کیا کیوں نہ کیا۔ (بخاری شریف باب خدمت النبی)

اپنا کام خود کرنا اپنے ہاتھوں اپنا کام کر لیتے تھے۔ چپل کے تسمے خود ہی درست فرماتے اپنے کپڑے خود ہی صاف فرماتے۔ محلہ کی غریب

عورتوں کے کام خود کر آتے بچوں سے بے حد محبت فرماتے گلی میں جب آپؐ نکلتے بچے آپ سے فرطِ محبت سے چمٹ جاتے۔ آپؐ کسی کو گود میں کسی کو کاندھوں پر بٹھا لیتے سلام اور مصافحہ میں پہل کرتے صحابہ کو آرزوئیں رہ گئیں کہ کاش ہم پہلے سلام کرتے۔ جب تک گفتگو کرنے والا بات ختم نہ کر لیتا آپ اس جگہ سے نہ ہٹتے تھے اور جب تک وہ خود مصافحہ سے ہاتھ نہ کھینچتا آپ اپنا ہاتھ جدا نہ فرماتے تھے (البدایۃ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۲۲)

حیا و شرم | نہایت شرمیلے اور حیا دار تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حضورؐ کو شرم و حیا تھی بچپنے میں جب آپؐ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے آپ کی عمر ۱۲ سال سے زیادہ نہ تھی آپ کے چچا نے آپ کا تہبند کھول کر سر پر باندھ دیا تھا آپؐ بے ہوش ہو کر فرطِ حیا سے گر گئے تھے۔ آنکھیں عموماً نیچی رہتی تھیں ہنستے نہ تھے ہنسی کی بات ہوتی تو مسکرا دیا کرتے تھے (تاریخ ابن خلدون)

ایفاءِ عہد | وعدے کے نہایت مضبوط تھے اعلان نبوت سے قبل حکم نامی ایک صاحب آپؐ کی تجارت میں رفیق تھے۔ ایک بار انہوں نے کہا میں ابھی آتا ہوں آپ یہاں پر ٹھہریں آپؐ نے وعدہ کر لیا۔ اتفاق سے وہ بھول گئے تین دن کے بعد دوڑتے آئے تو دیکھا کہ حضورؐ وہیں مقیم ہیں۔

آپ نے صرف یہ فرمایا حکم تم نے مجھ کو بہت زحمت دی۔ (طبری)

شجاعت | آپ کا خاصہ تھا۔ حضرت علی جیسے بہادر جرنیل فرماتے ہیں۔ ہم لوگ جنگوں میں سختی کے وقت حضورؐ کی پناہ لیا کرتے تھے۔ غزوہ حنین میں تنہا تیس ہزار تیروں اور تلواروں کے بیچ میں اپنی نبوت کا اعلان کر رہے تھے۔ ایک بار مدینہ میں شامی بادشاہ کا خطرہ ہوا رات اندھیری تھی کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ شہر سے باہر جاکر خبر لائے۔ حضور نے گھوڑے پر سوار ہو کر سارے شہر کا چکر لگایا اور آکر لوگوں کو اطمینان دلایا۔

مجلس | آپ کی مجلس جنت کی مثال تھی۔ غیبت، خوشامد، برائی، ہجو، بے جا مدح، جھوٹ، لغو کبر ریا اور تمامی پست باتوں کا گذر تک نہ تھا۔ صحابہ اس انداز سے بادب بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ (طبقات ابن سعد) امیر و غریب اپنے پرائے کا امتیاز نہ تھا خود بھی کسی ممتاز جگہ یا منبر وغیرہ بچھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ عام صحابہ کی طرح اُٹھتے بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ باہر سے آنے والوں کو پہچاننا دشوار ہو جاتا تھا اور یہ کہنا پڑتا مَنْ مُحَمَّدٌ فِیْکُمْ حضرت محمدؐ صلعم کون ہیں؟ اپنی آمد رفت پر کھڑا ہونا پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ کی مجلس ذکر الٰہی معرفت ربانی دین کے حقائق اور مہمات ملکی کی منبع و مرکز تھی (شفا قاضی عیاض)

مہمان نوازی | مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار چند کفار حاضر

ہوئے ان میں ایک شخص نہایت شریر تھا اس کو کسی نے مہمان نہیں بنایا آپ نے اس کو لے لیا۔ اس نے سارے گھر کا کھانا کھا لیا۔
آپ نے اس کو کھلا دیا اور گھر بھر فاقہ سے سو رہا۔ رات کو دست آئے حضور کے مبارک بستر کو خراب کر دیا۔ صبح اُٹھتے ہی وہ ڈر کی وجہ سے چلا گیا۔ حضور جب آئے اور مہمان کو نہ پایا تو سخت افسوس کیا۔ اپنے دست مبارک سے غلیظ دھونے لگے۔ صحابہ نے کہا حضورؐ ہمارے ہوتے ہوئے اس زحمت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میرا مہمان تھا میرا فرض ہے کہ میں ہی پاک کروں اتفاق کی بات وہ شخص اپنی تلوار بھول گیا تھا۔ راستہ میں اس کو یاد پڑا۔ وہ آیا تو دیکھا کہ حضورؐ خود پاخانہ صاف کر رہے ہیں اس کا ان پر بڑا اثر ہوا۔ اور فوراً مسلمان ہو گیا (البدایہ والنہایہ) آپ بہ نفسِ نفیس اپنے مہمانوں کی خاطر مدارات فرماتے اور خواہ کسی حیثیت کا ہو۔ آپؐ مدارات میں کوئی فرق نہ فرماتے تھے (زاد المعاد ص۳۵)
عفو و درگزر: آپ کا خاصہ تھا طائف میں جب آپؐ تبلیغ فرمانے گئے وہاں کے اوباشوں نے آپ کے ساتھ بد سلوکی کی اس سے آپ کا سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ غلام باوفا زیدؓ نے درخواست کی کہ حضور بددعا کیجئے آپ نے ارشاد فرمایا میں بددعا کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ پھر

فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ طَائِفًا وَّآتِ بِھِمْ "خداوندا طائف کو ہدایت بخش اور ان کو اسلام کے قدموں پر جھکا دے۔ غزوۂ احد میں جبکہ زخموں سے چور چور تھے آپ نے فرمایا خداوندا ان کو معاف فرما دے۔ یہ ناواقف ہیں (تاریخ طبری)

حلم | آپ حلم و بردباری کے پہاڑ تھے۔ منافق رات دن بولی بولتے۔ مگر آپ ذرہ برابر اثر نہ لیتے تھے۔ کفار طرح طرح سے ایذا پہنچاتے مگر سب کو انگیز فرماتے تھے۔

تعلق باللہ | تمام نیکیوں کا سرچشمہ تعلق باللہ کی مضبوطی اور استواری ہے۔ حضور سارے عالم کے لئے نمونہ تھے۔ اور واقعہ یہ ہے جو شان آپ کی مقدس زندگی میں ملتی ہے دنیا کے سارے رسولوں کی سوانح اس کی مثال پیش نہ کر سکیں گی۔ رات پچھلے پہر بیدار ہوتے آسمان کی طرف دیکھتے اور خدا کو یاد کرتے تہجد پڑھتے پھر یاد خدا کرتے۔ پھر فجر کی نماز پڑھتے پھر یادِ خدا کرتے۔ پھر اشراق پڑھتے پھر یاد خدا کرتے۔ پھر چاشت پڑھتے۔ پھر یادِ خدا کرتے۔ ظہر پھر عصر پھر مغرب اس کے بعد اوابین پھر عشاء پڑھتے اور یادِ خدا کرتے۔ جاگتے تو خدا کو یاد کرتے سوتے تو خدا کو یاد کرتے۔ کھاتے پیتے تو خدا کو یاد کرتے پاخانے جاتے فارغ ہوتے تو خدا کو یاد کرتے مسجد آتے جاتے تو خدا کو یاد کرتے کپڑے پہنتے اتارتے تو خدا کو یاد کرتے۔ چھینک آتی تو خدا کو یاد کرتے کسی سے ملتے تو خدا کو یاد کرتے۔ خوش ہوتے تو خدا کو یاد کرتے۔ رنجیدہ ہوتے تو خدا کو یاد کرتے۔ غرضیکہ ہر وقت اور ہر گھڑی

خدا ہی کی یاد ہوتی۔ اس کی مستقل دعائیں الگ الگ کتابیں موجود ہیں۔ یاد کرنی چاہیئے۔

روزہ | بھی خدا کی یاد اور تعلق باللہ کی بہترین نشانی ہے۔ آپ ہر مہینہ کے تین روزے رکھتے رمضان کے رکھتے۔ ذی الحجہ کے رکھتے۔ عشرہ محرم کے رکھتے۔ شعبان میں رکھتے۔ شوال کے چھ روزے رکھتے اور اس کثرت سے رکھتے کہ بقول حضرت عائشہ ہمارا گمان ہوتا اب کبھی بھی قضا نہ کریں گے۔ زکوٰۃ آپ پر واجب ہی نہ ہوتی تھی جو ہوتا خیرات کر ڈالتے حج دو بار آپ نے فرمایا۔ ذکر الٰہی میں اس قدر منہمک رہتے کہ ایک ایک مجلس میں سو سو بار توبہ و استغفار فرماتے تھے۔ اس کثرت عبادت سے پاؤں ورم کر آتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں۔ آپ اس قدر زحمت کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (شکورۃ)

پاس مروت | آپ مروت کے پتلے تھے جس سے ایک بار ملاقات فرما لیتے ساری عمر یاد رکھتے جس کو ایک بار اپنا لیتے ساری زندگی ساتھ نہ چھوڑتے حضرت حلیمہؓ کا آپ نے دودھ پیا تھا۔ جنگ حنین میں ان کی صاحبزادی شیما گرفتار ہو کر آئیں۔ اپنی چادر ان کے لئے بچھا دی اور نہایت اعزاز سے تحائف دے کر رخصت کیا۔ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھیں۔ چند روز آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔ ساری زندگی آپ ان کے پاس تحفے روانہ کرتے رہے اور رسال

میں دو جوڑے مقرر کر دیئے حضرت بی بی خدیجہ رضؓ کی ہم عمر سہیلیوں کو تا زندگی تحائف بھیجتے رہے۔ اور بڑی عزت و محبت فرماتے رہے (دار قطنی شریف)

تواضع و انکسار کی یہ حالت تھی کہ اس درجہ کے باوجود عام آدمیوں سے اپنے کو بڑا نہ جانتے تھے۔ ایک غزوہ میں آپؐ نے صحابہ کو کام تقسیم فرمایا تو لکڑیاں چننا اپنے ذمہ لیا۔ مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کے کھودنے میں عام صحابہ کے ساتھ خود بھی مصروف بکار رہتے۔ فتح مکہ میں ایک مجرم سامنے حاضر ہوا رعب نبوت سے تھر تھر کانپنے لگا فرمایا گھبراؤ نہیں میں ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی (بخاری شریف جلد ۲ ص ۲۱۳)

عدل و انصاف کا یہ حال تھا کہ ایک بار آپؐ نے ایک صحابی سے مزاح فرمایا ان کو کچھ خراش آگئی۔ انہوں نے کہا میں بدلہ لوں گا آپ فوراً تیار ہو گئے۔ انہوں نے کہا آپ کے جسم پر قمیص ہے اور میں ننگا بدن تھا۔ آپ نے فوراً قمیص اتار دی۔ وہ فرطِ محبت سے چمٹ گئے اور عرض کرنے لگے حضورؐ میں تو جسم نورانی دیکھنا چاہتا تھا اور بس (اسد الغابہ)

ایک موقع پر آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ فاطمہ بیٹی محمد کی بھی اگر چوری کرتی تو اس کا ہاتھ قطع ہوتا۔ خدا کے قانون میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں

سچائی اور امانت داری میں آپ ضرب المثل تھے آپ کے جانی دشمن کفار قریش بھی آپ کو صادق و امین کے لقب سے پکارتے تھے اور اپنے

مقدمات کا فیصلہ آپ ہی سے کراتے تھے (تاریخ طبری ص۹۱۲)

مستقل مزاجی | کے آپ زندہ وجاوید مثال تھے اس تیئیس سالہ دور نبوت میں کیسے کیسے مراحل سامنے آئے۔ مگر یہ آپ کی مستقل مزاجی کی انتہا تھی کہ آپ نے کبھی سر مو دل میں تزلزل کا شائبہ بھی نہ آنے دیا۔ اپنے مقدس ارادوں میں کوہ پیکر کی طرح اڑے رہے۔ یہاں تک کہ خداوند عالم نے آپ کے دین کو سب دینوں پر غالب کر دیا۔

خوشروئی | ہمیشہ خوشرو رہتے تھے اور ہر ایک سے ایسا برتاؤ رکھتے تھے کہ ہر شخص جانتا۔ حضور کو سب سے زیادہ مجھی سے محبت ہے۔ بیماروں کی خدمت اور عیادت بہ نفس نفیس فرماتے تھے (معجم طبرانی)

غریبوں سے محبت | غریبوں اور بیکسوں لاچاروں اور ضعیفوں کے آپ آسرا تھے۔ حضرت بلال کو ایام کفر میں بخار تھا۔ آپ نے راتوں کو چھپ چھپ کر ان کے عوض کا آٹا پیسا تھا۔ حضرت زید غلام تھے بیمار پڑے تو ان کے سخت دل آقا نے ان کو باہر نکلوا دیا۔ حضور نے رات رات بھر خدمت کی۔ جب ان کو ہوش آتا تو حضور فرماتے گھبراؤ نہیں محمد تمہارے پاس ہے۔ اس کے باوجود وقار اور رعب کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑے بہادر کی مجال نہ تھی کہ آپ کے مبارک چہرہ کی طرف نگاہیں بھر کر دیکھ سکتا تاں جس پر حضور نے نظر لطف فرمائی وہ ہم دوش ثریا ہوگیا ؎

اک ترے چشم کرم نے ساقی بندہ نواز ۔ ذرہ کو خورشید اور قطرہ کو دریا کر دیا

اخلاق پہ جامع روایت | حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کا متفقہ بیان ہے جو آپؐ کی سیرت کا خلاصہ ہے جو پہلی بار دیکھتا دبدبہ نبوی سے سہم جاتا۔ مگر آہستہ آہستہ اس قدر محبت کرنے لگ جاتا کہ جان فدا کرنا فخر جانتا بہت ہی متواضع تھے۔ بہت ہی نرم دل تھے۔ ہر ایک کی خدمت کرتے حضرت انسؓ نے دس سال خدمت کی مگر بیان کرتے ہیں کہ کبھی مجھے اف تک نہ کہا۔ مدینہ کی لونڈیاں جب تک آپ سے جس قدر دیر تک چاہتیں باتیں کر سکتی تھیں۔ اس قدر عبادت کرتے کہ قدم ورم کر آتے روزے اس قدر رکھتے کہ دائم الصوم ہونے کا خوف ہوتا۔ کبھی پیٹ بھر روٹی نہ کھائی کبھی نیند بھر نہ سوئے۔ پیوند دار کرتہ و تہبند آپ کا لباس جو کی روٹی و کھجور آپؐ کی غذا اور چٹائی آپ کا بستر تھا۔ اپنا کام کرتے آپ نہ شرماتے۔ سخت۔ باحیا تھے۔ کبھی کسی کو لعنت نہ فرمائی نہ کسی کو برا بھلا کہا سوائے دینی معاملہ کے کبھی غصہ نہ فرمایا کسی سائل کو کبھی خالی نہ جانے دیا کبھی زور سے نہ ہنستے ہر وقت ذکر الٰہی زبان پر جاری رہتا۔ ہر وقت ملکوت سماوی کی طرف دل لگا رہتا۔ نہایت ہی صابر نہایت ہی محسن تھے (حجۃ اللہ البالغہ)

حلیۂ اقدس | آپ میانہ قد اور موزوں اندام تھے۔ رنگ سفید سرخ تھا۔ پیشانی چوڑی اور ابرو پیوستہ تھے۔ بینی مبارک درازی مائل تھی۔ چہرہ ہلکا

یعنی بہت پر گوشت نہ تھا۔ دہانہ کشادہ تھا۔ دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے۔ گردن اونچی سر بڑا اور سینہ کشادہ اور فراخ تھا۔ سر کے بال نہ بہت پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے تھے۔ ریش مبارک گھنی تھی۔ چہرہ کھڑا کھڑا تھا آنکھیں سیاہ و سرمگیں اور پلکیں بڑی شانے پر گوشت اور مونڈھوں کی ہڈیاں چوڑی تھیں سینہ مبارک میں ناف تک بالوں کی ہلکی تحریر تھی شانوں ایڑیاں نازک اور ہلکی تھیں پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی تھے نیچے سے پانی نکل جاتا تھا (دیکھو مسند احمد حنبل)

حسن وجمال | صحابہؓ پر آپ کے حسن و خوبروئی کا بہت اثر پڑتا تھا حضرت عبداللہ بن سلام جو پہلے یہودی تھے۔ پہلے پہل جب چہرہ اقدس پر اُن کی نظر پڑی تو بولے خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں (مسلم شریف) جابرؓ بن سمرہ ایک صحابی ہیں اُن سے کسی نے پوچھا آپؐ کا چہرہ تلوار سا چمکتا ہے بولے نہیں ماہ خورشید کی طرح (نسائی و ابو داؤد) یہی صحابی ایک شب کی روایت کرتے ہیں کہ ایک رات مطلق ابر نہ تھا . . . ۔ چاند نکلا تھا میں کبھی آپ کو دیکھتا تھا۔ اور کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ آپؐ مجھے چاند سے زیادہ خوبرو معلوم ہوتے تھے (ترمذی شریف جلد دوم)

پسینہ مبارک | آپ کے پسینہ میں ایک قسم کی خوشبو تھی۔ چہرہ مبارک پر پسینہ کے قطرے موتی کی طرح ڈھلکتے تھے جسم مبارک کی جلد نہایت نرم تھی۔

(خصائص کبریٰ علامہ سیوطی) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ کا رنگ نہایت کھلتا تھا۔ آپ کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا میں نے دیبا اور حریر بھی آپ کی جلد سے زیادہ نرم نہیں دیکھی۔ اور مشک عنبر میں بھی آپ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی (خصائص کبریٰ سیوطی)

خاتم نبوت | شانوں کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر خاتم نبوت تھی بائیں شانہ کے پاس چند مہاسوں کی مجموعی ترکیب سے ایک گول شکل پیدا ہو گئی تھی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس سے صاف کلمہ طیبہ کی عبارت ظاہر ہوتی تھی (طبرانی کبیر ومسند بزار) سر کے بال اکثر شانے تک لٹکتے رہتے تھے (فتح مکہ میں لوگوں نے دیکھا تو شانوں پر چار گیسو پڑے ہوئے تھے (دیکھو البدایۃ والنہایۃ، علامہ ابن کثیر)

گفتار و رفتار | رفتار بہت تیز تھی۔ چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین پر اترہ رہے ہیں (مستدرک حاکم) گفتگو نہایت شیریں اور دلآویز تھی۔ بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ ایک ایک فقرہ الگ الگ ہوتا کہ سننے والوں کو یاد رہ جاتا۔ معمول تھا کہ ایک ایک بات کو تین تین دفعہ فرماتے۔ حالت گفتگو میں اکثر نگاہ آسمان کی طرف رہتی آواز بلند اور پر رعب تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ) حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کعبہ میں قرآن پڑھتے اور ہم لوگ گھروں میں پلنگوں

پر بیٹھے بیٹھے سنتے تھے (فتح الباری شرح بخاری جلد ۲)

تبسم | بات کرتے کرتے جب کبھی مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو آنکھیں نیچی ہو جاتیں۔ ہنستے بہت کم تھے ہنسی آتی تو مسکرا دیتے یہی آپ کی ہنسی تھی حضرت جریرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا ہو۔ اور مسکرا نہ دیا ہو۔ اسی طرح آپ حضرت ابو بکر صدیق کو بھی دیکھ کر مسکرایا کرتے تھے (طبقات ابن سعد جلد ۱)

ملبوسات | لباس کے متعلق کسی قسم کا التزام نہ تھا۔ عام لباس چادر قمیص اور تہبند تھا۔ پاجامہ کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ آپ نے منا کے بازار میں پاجامہ خریدا تھا حافظ ابن قیم نے لکھا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید آپ نے استعمال فرمایا ہوگا۔ موزوں کی عادت نہ تھی لیکن نجاشی نے جو سیاہ موزے بھیجے تھے۔ آپ نے استعمال فرمائے۔ جو چرمی تھے۔ عمامہ کا شملہ کبھی سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی کا التزام تھا۔ (مسند احمد ابن کثیر) آپ سیاہ۔ سبز۔ زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنتے تھے لیکن سفید رنگ زیادہ مرغوب تھا نعلین مبارک اس طرز کے تھے جس کو اس ملک میں چپل کہتے ہیں۔ یہ صرف ایک تلا ہوتا تھا جس میں تسمے لگے ہوتے تھے۔ بچھونا کپڑے کا گدا ہوتا تھا۔ جس میں روئی کے بجائے کھجور کے پتے ہوتے تھے۔ چارپائی بان کی بنی ہوئی تھی (تاریخ ابن جریر طبری)

مُہر | جب آپ نے نجاشی اور قیصر روم کو خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے عرض کی کہ سلاطین مہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کرتے اس بنا پر چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں اوپر تلے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ صرف مہر لگانے کے وقت اس کا استعمال فرماتے اور اپنے ہاتھ کی انگلی میں پہنتے تھے (تاریخ ابن جریر طبری)

ماکولات | بعض کھانے آپ کو نہایت مرغوب تھے۔ سرکہ۔ شہد۔ حلوا۔ روغن زیتون۔ کدو خصوصیت کے ساتھ پسند تھے۔ سالن میں کدو ہوتا تو پیالے میں ان کی قاشیں انگلیوں سے ڈھونڈھتے (ابو داؤد)

آپ کے اہل وعیال | آپ نے مختلف اوقات میں گیارہ نکاح فرمائے۔ جن کا مقصد قبائل عرب کو باہم متحد کر کے اسلام کا تابعدار بنانا تھا۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت بی بی خدیجہؓ سے نکاح فرمایا جب کہ آپ کی عمر ۲۵ سال اور ان کی چالیس سال تھی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ سے نکاح فرمایا۔ تمام ازدواج مطہرات میں آپ ہی کنواری تھیں۔ آپ حضرت صدیق اکبر کی صاحبزادی تھیں اور علم میں اتنا بڑا درجہ تھا کہ تمام علماء کا فیصلہ ہے کہ دین کا ایک تہائی حصہ صرف حضرت عائشہ سے ملا نہایت ذہین اور سمجھ دار تھیں۔ حضور کو بی بی خدیجہ کے بعد آپ ہی سے سب سے زیادہ محبت تھی۔ آپ کے علاوہ

حضرت ام سلمہؓ حضرت ام حبیبہؓ۔ حضرت میمونہ۔ حضرت جویریہؓ۔ حضرت صفیہؓ۔ حضرت زینب بنت خدیجہؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور عملی و علمی اور دینی لحاظ سے بہت مشہور ہیں بیک وقت نو بیویاں آپ کے نکاح میں رہیں ان کو امہات المومنین کہا جاتا ہے اس کے علاوہ حضرت حفصہؓ اور حضرت سودہ بھی نہایت بزرگ مرتبے کی مالک ہیں!!

اولاد | آپ کے تمام بچے حضرت بی بی خدیجہؓ سے ہوئے۔ آپ کی آخری بیوی حضرت ماریہؓ جو لونڈی تھیں ان سے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے لیکن بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ سے تین صاحبزادے حضرت قاسم۔ حضرت طاہر حضرت طیب ہوئے تھے وہ بھی صغر سنی میں انتقال کر گئے تھے۔ چار صاحبزادیاں ہوئیں جنھوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ پہلی کا نام حضرت زینب تھا۔ جن کا ۸ھ میں انتقال ہوا۔ دوسری کا نام حضرت رقیہ جو مدینہ میں ۲ھ میں انتقال کیا۔ تیسری کا نام ام کلثوم جن کی وفات ۹ھ میں ہوئی۔ چوتھی اور آخری صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہؓ تھیں۔ جن سے حضرت امام حسن اور امام حسین پیدا ہوئے۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دربارِ رسالت کے ارشادات

دینی و اخلاقی احادیث کا انمول ذخیرہ

حضورؐ کی تعلیمات انسانیت کی تکمیل کے لئے جس قدر ممکن ذرائع ہو سکتے ہیں سب پر حاوی ہیں اس جگہ اہم تر حدیثیں[1] پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) حسنِ نیت | اعمال کا مدار نیت پر ہے پس جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے اس کی ہجرت ہے اور جس نے ہجرت کی نکاح کی غرض سے یا دنیا کمانے لے لئے پس اس کی ہجرت اس کے لئے ہے جس کی اس نے نیت کی (بخاری و مسلم)

(۲) نیکی کی اشاعت | خدا اس بندے کو آباد کرے جس نے میری باتوں کو سنا پس دوسروں کو پہنچا دیا (مسلم)

(۳) اسلام کی بنیاد | اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے کوئی معبود نہیں سوا خدا کے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ پر (بخاری و مسلم)

(۴) کامل اطاعت | جس چیز کا میں نے حکم دیا اس پر عمل کرو جس چیز سے روکا رک جاؤ کیونکہ اس سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۵) دین کیا ہے | دین نام ہے اللہ اس کی کتاب اس کے رسول خلفائے اسلام اور عام مسلمانوں سے خیر خواہی کرنے کا (مسلم شریف)

[1] یہ حدیثیں بچوں کو زبانی یاد کرائی جائیں۔

(۶) جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے
پس وہ مردود ہے۔
(۷) مشکوک و مشتبہ چیز کو چھوڑ کر یقینی بات اختیار کرو (نسائی و ترمذی)
(۸) بہترین اسلام | آدمی کے اسلام کی خوبی سے یہ ہے فضول باتوں کو ترک کر دے۔
(۹) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد
لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں (بخاری)
(۱۰) تم میں کوئی مومن نہ ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ پسند کرے
جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری)
(۱۱) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نیک بات
کہے ورنہ خاموش رہے (بخاری و مسلم)
(۱۲) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ پڑوسی
کی عزت کرے (بخاری و مسلم)
(۱۳) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے اپنے مہمان کی عزت کرے
(۱۴) ایک صحابی نے حضور سے وصیت طلب کی فرمایا غصہ نہ کیا کرو (بخاری)
(۱۵) خدا نے ہر چیز پر شفقت واجب کی ہے یہانتک کہ ذبح کرو تو اس پر بھی
شفقت کرو۔
(۱۶) خدا سے ڈرتا رہ۔ برائی کو نیکی سے مٹا لوگوں کا خالق حسین اخلاق والا ہے

(۱۷) جب تجھ کو حیا نہ ہو تو جو چاہے کر (بخاری)
(۱۸) حیا ایمان کی شاخ ہے (بخاری)
(۱۹) کہہ اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جم جا۔ (مسلم)
(۲۰) اگر تو روزے رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانتا ہے تو تو جنتی ہے۔ (مسلم)
(۲۱) نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو جائے اور بدی وہ ہے جو دل میں کھٹک پیدا کرے اگرچہ لوگ فتویٰ دیتے رہیں (مسند احمد حنبل)
(۲۲) دنیا میں تو زہد اختیار کر خدا کا محبوب بن جائے گا اور لوگوں کے پاس جو ہے اس سے بے نیاز ہو جا لوگوں میں محبوب ہو گا۔ (ابن ماجہ)
(۲۳) کسی کو نقصان نہ دینا ہے نہ اٹھانا ہے (موطاء مالک)
(۲۴) مدعی پر ثبوت ہے۔ مدعا علیہ پر حلف ہے (بیہقی)
(۲۵) ہر مسلمان پر مسلمان کا مال خون اور آبرو حرام ہے (بخاری و مسلم)
(۲۶) جس نے اپنے بھائی کی کوئی ضرورت پوری کی۔ خدا قیامت کی ضرورتوں سے اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ (بخاری)
(۲۷) جس نے اپنے بھائی کا کوئی عیب چھپایا خدا اس کے عیوب دنیا و آخرت میں چھپائے گا (بخاری)
(۲۸) جب تک کوئی اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے خدا اس کی مدد میں

رہتا ہے۔

(۲۹) جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اس نے جنت کا راستہ اختیار کیا (بخاری)

(۳۰) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میری شریعت کے تابع نہ بن جائیں (بخاری و مسلم)

(۳۱) ترغیب علم | جس نے طلب علم میں وفات پائی وہ شہید مرا (بخاری)

(۳۲) اولاد کو اچھی تربیت ایک صالح خیرات سے بہتر ہے (مسند احمد حنبل)

(۳۳) علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے (مسند احمد)

(۳۴) علم سکھاؤ اور نرمی کرو خوشخبری دو نفرت نہ دلاؤ۔ غصہ آئے تو سکوت اختیار کر دو۔ (ابو نعیم۔ و مسند احمد)

(۳۵) گود سے گور تک علم سیکھو (مسند احمد)

(۳۶) علم سیکھو اگرچہ چین میں ہو (حلیہ ابی نعیم)

(۳۷) جہل سے بڑھ کر فقیری نہیں عقل سے بڑھ کر مالداری نہیں اور وحشت سے بڑھ کر تکبر نہیں (جامع صغیر سیوطی)

(۳۸) بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں اور بعض علم جہل ہوتے ہیں۔

(۳۹) ترغیب عمل | دنیا کے لئے ایسا عمل کرو گویا ہمیشہ رہو گے اور آخرت کے لئے ایسا کرو گویا کل مرو گے (دارمی)

(۴۰) علوم ہمت ایمان سے ہے (ترمذی)

(۴۱) رزق زمین کے کناروں میں تلاش کرو خدا بلند امور کو پسند اور ذلیل کاموں کو ناپسند کرتا ہے (موطا امام مالک)

(۴۲) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (بخاری)

(۴۳) جس نے استخارہ کیا نقصان نہ اُٹھایا جس نے مشورہ کیا نادم نہ ہوا۔ جس نے میانہ روی اختیار کی تنگدست نہ ہوا (ترمذی)

(۴۴) جس کا عمل آگے نہ بڑھا سکا اس کو نسب آگے نہ کرسکے گا (ترمذی)

(۴۵) جس کے امانت نہیں اس کے ایمان نہیں جس کے عہد نہیں اس کے دین نہیں (بخاری)

(۴۶) جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے (بخاری)

(۴۷) مجلسوں میں باتیں امانت ہونی چاہئیں (بخاری)

(۴۸) مشورہ طلب کرنے والا اور مشورہ چاہا ہوا امانت دار ہیں (مسلم)

(۴۹) اچھا معاہدہ ایمان سے ہے (ترمذی)

(۵۰) منافق کی علامت | منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرے۔ جھوٹ بولے۔ جب لڑے گالی دے جب امانت سپرد کی جائے خیانت کرے۔

(۵۱) مالدار کا حیلہ بہانہ کرنا ظلم ہے (ابن ماجہ)

(۵۲) مزدور کی مزدوری مارنا بڑے گناہوں سے ہے (ترمذی)

(۵۳) جو امانت سپرد کرے اس کی امانت دے دو اگرچہ اُس نے خیانت کی ہو (مسلم)

(۵۴) اخلاق بلند | ہر نیکی صدقہ ہے (مسلم شریف)

(۵۵) جو تجھ سے الگ ہو تو اس سے مل جا۔ جو تجھ سے برائی کرے تو اس سے بھلائی سے پیش آ (مسلم شریف جلد دوم)

(۵۶) نیک راستہ بتانے والا مثل اس کے کرنے والے کے ہے (بخاری)

(۵۷) تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے بہتر ہے اپنے اہل خانہ کیلئے۔

(۵۸) تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ حُسن سلوک کرے گی (مسند احمد)

(۵۹) کوئی چھوٹی بات تم کو نیکی سے نہ روکے (مسند احمد)

(۶۰) شفقت و کرم | جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے (بخاری)

(۶۱) خدا کی لعنت ہے۔ اس پر جس نے کسی جاندار کا چہرہ بگاڑا (بخاری)

(۶۲) غلام کو آزاد کرو پکارنے والے کی سنو بھوکے کو کھلاؤ مریض کی خدمت کرو (ترمذی)

(۶۳) بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جائے اور بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم سے حُسن سلوک برتا جائے (ترمذی)

(۶۴) دفع شر خلائق | مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے لوگ بچے رہیں (بخاری)

(۶۵) وہ مومن نہیں جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں (مسلم)

(۶۶) بدترین شخص وہ ہے جس کے ڈر سے لوگ اس کی عزت کریں (مسلم)

(۶۷) برائی کا چھوڑ دینا صدقہ ہے (بخاری)

(۶۸) تنہائی بُرے ساتھیوں سے بہتر ہے (مسلم)

(۶۹) عدل و انصاف | تم میں کا ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص اپنی نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا (بخاری)

(۷۰) ایک ساعت انصاف ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے (ترمذی)

(۷۱) بہترین عقلمندی ایمان کے بعد لوگوں سے محبت ہے (جامع صغیر)

(۷۲) مساوات و بھائی چارہ | انسان انسان کا بھائی ہے (جامع صغیر)

(۷۳) تمام مخلوق خدا کا خاندان ہے پس خدا کا وہ محبوب ہے جو اس کے خاندان کا محبوب ہے (جامع صغیر)

(۷۴) جس نے کسی ذمی کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی (بخاری)

(۷۵) تم باہمی جاسوسی نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ بغض نہ رکھو اور خدا کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ (بخاری)

(۷۶) خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ بھیڑیا گلہ سے باہر ہی والی بکری کو کھاتا ہے

(۷۷) اعلان حق | سچ کہو اگرچہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو (مسلم)

(۷۸) حق کہو اگرچہ تیری جان کے خلاف ہو (جامع صغیر)

(۷۹) صاحب حق کو کہنے کی گنجائش ہے (بخاری)

(۸۰) گھر سے پہلے پڑوسی اختیار کرو (مستدرک حاکم)

(۸۱) اخلاقیات | میں بزرگ اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں (مستدرک حاکم)

(۸۲) بد خلقی عمل کو ایسا برباد کرتی ہے جیسے شہد کو سرکہ (جامع صغیر)

(۸۳) بد خلقی نحوست ہے اور تم میں سب سے بدتر وہ ہے جو سب سے بد خلق ہے۔

(۸۴) نیکی کے خزانوں سے مصیبت کا چھپانا ہے۔ (جامع صغیر)

(۸۵) بہترین لوگ وہ ہیں جو اچھے اخلاق کے مالک ہیں (ابن ماجہ)

(۸۶) جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے (بخاری)

(۸۷) جنت تلواروں کے سایہ میں ہے (بخاری)

(۸۸) عام تعلیمات | پانچ چیزوں سے پہلے پانچ کو غنیمت جان۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ مالداری کو فقیری سے پہلے زندگی کو موت سے پہلے اور فرصت کو مشغولیت سے پہلے (منبہات ابن حجر)

(۸۹) سات جنتی | سات آدمی خاص سایہ عرش کے تحت ہوں گے۔ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا امام عادل۔ جوان جو عبادت میں پلا ہو۔ وہ جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا ہو پس رو پڑا ہو۔ وہ جس کا دل مساجد میں لگا رہے وہ جس نے صدقہ دیا اور اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا دیا وہ وہ جنہوں نے باہم خدا کے لئے محبت کیا وہ جس کو خوبصورت عورت نے

بلایا۔ پس اس نے کہا میں خدا سے ڈرتا ہوں (بخاری)

(۹۰) بہترین اوصاف | دو صفتیں خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ایمان اور نفع مسلمین (منبہات)

(۹۱) دو باتیں خدا کو نہایت ناپسند ہیں شرک اور ایذا مسلمین (منبہات)

(۹۲) علماء نبیوں کے وارث ہیں (ترمذی)

(۹۳) بہترین شخص وہ ہے جو سب کے لئے زیادہ نفع بخش ہو (جامع صغیر)

(۹۴) مہاجر وہ ہے جس نے ہر اس چیز کو ترک کر دیا جس کو خدا نے منع کیا ہے (بخاری)

(۹۵) تو عالم بن یا متعلم بن یا سننے والا بن یا علمائے سے محبت کرنے والا بن اور پانچواں نہ بننا۔ پس ہلاک ہو جائے گا (جامع صغیر)

(۹۶) دنیا ملعون ہے اور جو اس میں ہے سوائے خدا کے ذکر کے اور جو اس سے قریب کریں اور عالم و متعلم۔ (جامع صغیر)

(۹۷) تو دنیا میں ایسا رہ گویا تو مسافر ہے یا راستہ قطع کرنے والا ہے (مسلم)

(۹۸) تو خدا کو یاد رکھ خدا تجھ کو یاد رکھے گا۔ (بخاری شریف)

(۹۹) بہترین یاد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے (مسلم شریف)

(۱۰۰) باہمی مدد | ایک مومن دوسرے کے لئے ایسا ہے جیسے بنیاد کی اینٹوں کو ایک دوسرے سے مدد ملتی ہے (بخاری شریف)

(۱۰۱) ایمان کی مٹھاس | جس نے تین باتوں کو اختیار کیا ایمان کی مٹھاس

کو پا لیا (۱) سب سے بڑھ کر خدا و رسول کی محبت اختیار کرے (۲) صرف خدا کے لئے محبت کرے (۳) کفر میں جانا ایسا ناپسند ہو جیسے آگ میں پڑنا۔

(۱۰۲) محبوب ایمان | اسلام پھیلانا۔ کھانا کھلانا۔ اور رات کو جب لوگ سوتے ہوں تو نماز میں مصروف رہنا (بخاری)۔

(۱۰۳) محبوب اعمال | نماز اول وقت پر، جہاد فی سبیل اللہ اور حج مبرور۔

(۱۰۴) بہترین عمل | بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ رہے اگرچہ کم ہو (بخاری)

(۱۰۵) ضمانت جنت | جس نے دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں رانوں کے درمیان جو ہے حفاظت کی میں اس کے جنتی ہونے کا ذمہ دار ہوں۔ (بخاری کتاب الرقاق)

(۱۰۶) تعلیم شکر | اپنے نیچے والے کی طرف دیکھو اپنے اوپر والے کی طرف نہ دیکھو (بخاری کتاب الرقاق)

(۱۰۷) پہلوان کون ہے | پہلوان وہ نہیں ہے جو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جس نے غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھا (بخاری کتاب الرقاق)

(۱۰۸) محبت کا پھل | جو جس سے محبت کرے گا حشر میں اس کی رفاقت نصیب ہوگی (بخاری کتاب الرقاق)

(۱۰۹) درخت لگانے کا ثواب | اگر کسی مسلمان نے درخت لگایا اور اس کے پھل کو کسی انسان یا حیوان نے کھایا تو اس کو صدقہ ملے گا (بخاری کتاب الادب)

(۱۱۰) ادائے قرض | تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں سب سے اچھا ہو (بخاری کتاب الاستقراض)

(۱۱۱) مالداری کی تعریف | آدمی سامان کی زیادتی سے مالدار نہیں ہوتا بلکہ نفس کے غنیٰ سے مالدار ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق)

(۱۱۲) ماہر قرآن | ماہر قرآن اچھے فرشتوں کے ساتھ ہوگا (بخاری شریف)

(۱۱۳) جانوروں سے شفقت | ہر جگر والے کے ساتھ سلوک میں اجر ہے (بخاری)

(۱۱۴) قابلِ رشک انسان | دو آدمی قابلِ رشک ہیں ایک وہ جس کو خدا نے مال دیا ہو اور وہ رات دن خدا کی راہ میں صرف کرتا ہو۔ دوسرا وہ جس کو خدا نے قرآن دیا ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہو (بخاری)

(۱۱۵) مسلمان کا حق | ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے یہ چار حق ہیں سلام کا جواب دینا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازے کے ساتھ جانا اور دعوت قبول کرنا (مشکوٰۃ شریف)

(۱۱۶) محبت کا فائقہ | کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں کہ جب تم اس پر عمل کرو۔ تو آپس میں محبت زیادہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کا طریقہ شائع کرو۔ (ترمذی شریف)

(۱۱۷) کرم کی تاکید | بے شک اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ رحم و کرم کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (مسند بزار)

(۱۱۸) مساکین کی خدمت | غریبوں کے لئے سعی و کوشش کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو بیدار رہتا ہے (مسلم)

(۱۱۹) بہترین آدمی | انسانوں میں اللہ کے نزدیک وہ اچھا ہے جو اپنے احباب سے اچھا سلوک کرے اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک وہ اچھا ہے جو اپنے ہمسائیوں سے اچھا سلوک کرے (جامع صغیر)

(۱۲۰) دو بہترین خصلتیں | دو خصلتوں سے بہتر کوئی خصلت نہیں۔ اللہ پر ایمان لانا اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا (منبھات ابن حجر)

(۱۲۱) اسلام، ایمان، احسان اور قیامت | حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک روز ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آنے والا آیا جس کے بال پراگندہ اور کپڑے سفید تھے اور ہم میں اس کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ وہ حضورؐ کے پاس سلام کر کے بیٹھ گیا اور اسلام و ایمان اور احسان و قیامت کی بابت سوال کرنے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں اور پانچوں نمازیں قائم کر۔ رمضان کے روزے رکھ۔ زکوٰۃ دے۔ حج کر۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رسولوں اس کے فرشتوں اس کی کتابوں، جنت، دوزخ، قیامت اور تقدیر خیر و شر سب اس کی طرف سے ہے۔ اس پر یقین رکھ۔ احسان یہ ہے کہ عبادت کر گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر

یہ نہ ہوسکے تو ایسی کر گویا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ قیامت کی بابت آپ نے فرمایا جس قدر علم سائل کو ہے اسی قدر سوال کئے ہوئے کو ہے۔ پھر آپ نے علامت قیامت بیان فرمائیں کہ تو دیکھے گا کہ مائیں آقا جنیں گی (یعنی ماؤں کا درجہ لونڈیوں کے برابر ہو جائے گا) اور ننگے پاؤں پھرنے والے ننگے بدن رہنے والے اور بکریاں چرانے والے اونچی اونچی عمارتوں میں ہوں گے۔ (خلاصہ مسلم شریف)

(۱۲۲) کمال اخلاق | اخلاق، انسان کا وہ جوہر ہے۔ جس سے ساری کائنات پر اسے خاص بزرگی حاصل ہے۔ قرآن حکیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سب سے بڑا وصف بیان فرمایا وہ یُزَکِّیْھِمْ ہے یعنی آپ لوگوں کو تزکیہ نفس مرکز اخلاق کی پیداوار کا فرض انجام دیتے ہیں (ترجمہ) حضور نے خود اپنے آنے کا مقصد یہ بیان فرمایا میں بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پایہ کمال تک پہنچاؤں (بخاری شریف)

(۱۲۳) مومنوں میں سب سے کامل وہ ہے جو اخلاق میں سب سے کامل ہو (طبرانی)

(۱۲۴) ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ اچھے اخلاق خدا کا سب سے بڑا تحفہ ہے۔

(۱۲۵) اسی طرح ایک بار اور ارشاد ہوا، صاحب اخلاق حمیدہ اپنے اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو دن بھر روزے رکھنے والا اور رات بھر نماز پڑھنے والا نہیں پا سکتا (کنز العمال)

(۱۲۶) ایک دفعہ آپ کی خدمت میں دو عورتوں کی بابت سوال ہوا ایک بااخلاق تھی مگر نوافل کی پابند نہ تھی۔ دوسری بدخلق تھی، اور رات دن عبادت میں مصروف رہتی تھی۔ لوگوں نے پوچھا ان میں پہلے جنت کون جائے گی۔ حضورؐ نے فرمایا اچھے اخلاق والی (مستدرک حاکم)

(۱۲۷) فرماتے۔ سخت گیری نہ کرنا۔ مل کر کام کرنا۔ نفرت نہ دلانا۔ محبت پیدا کرنا خوشخبری سنانا پہلے توحید و رسالت کی تعلیم دینا۔ جب مان لیں تو نماز پنجگانہ بتانا اسے بھی مان لیں تو کہنا تم پر سال بھر میں زکوٰۃ بھی فرض ہے جو امیروں سے لے کر دہیں کے غریبوں میں صرف ہو گی۔ جب اسے بھی مان لیں۔ تو انتخاب کر کے سب سے اچھا مال نہ لینا۔ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں (ابوداؤد)

(۱۲۸) فرمایا جس نے چھ باتوں کی ذمہ داری لی میں اس کے جنتی ہونے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ امانت۔ شرمگاہ۔ پیٹ۔ حلال کمائی زبان (طبرانی اوسط عن ابی ہریرہؓ)

(۱۲۹) فرمایا۔ اللہ نے چار فرائض نازل فرمائے۔ جس نے اس میں سے تین ادا کیئے اس کو کچھ نفع نہ ہو گا۔ جب تک چاروں پورے نہ ہوں۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج (مسند امام احمد)

(۱۳۰) لوگو۔ اسلام پھیلاؤ۔ کھانا کھلاؤ۔ قرابت داری کو ملاؤ۔ اور لوگ

سوتے ہوں تو نماز ادا کرو۔ (بخاری)

(۱۳۱) خدا تمہارے جسموں اور مالوں کی طرف نہ نگاہ کرے گا۔ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھے گا۔ (مسلم عن ابی ہریرۃ)

(۱۳۲) ہر سخت مزاج اور متکبر جہنمی ہے (بخاری عنہ حارثہ)

(۱۳۳) جس نے سنانے کے لئے کیا اس کو خدا سنوا دے گا۔ اور جو دکھاوے کے لئے کرے گا اس کی اُجرت دکھاوا ہو گا (بخاری مسلم جندب بن عبد اللہ)

(۱۳۴) سب سے بڑا گناہ خدا سے بدگمانی کرنا ہے (ابن مردویہ عن ابن عمر)

(۱۳۵) تم لوگ بلا ذکر خدا کے زیادہ بات نہ کیا کرو کیونکہ اس سے دل سخت ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ دُور خدا سے سخت دل ہے (ترمذی)

(۱۳۶) خدا نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا۔ مال کا ضائع کرنا اور قیل وقال وکثرت سوال کو حرام کیا ہے (بخاری مسلم۔ عن مغیرہ بن شعبہ)

قرآن کی اہم تعلیمات | کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا اور نہ اس جیسا کوئی ہے (سورۂ اخلاص)

اللہ کا رنگ اور کون اللہ کے رنگ سے بہتر ہے (قرآن) خدا تک بندہ سے قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تقویٰ (آل عمران) انسان کو کوشش کا عوض ملتا ہے (قرآن) جس کو حکمت دی

علہ اس قسم کی دوسری بہت [illegible] میری کتاب دربار رسالتمآب [illegible] میں [illegible] ہوں۔

گئی اس کو بہت بڑی نعمت دی گئی (قرآن) جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے (قرآن) جھوٹ افترا وہی باندھتے ہیں جو خدا کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے (نحل ۱۴) خدا نے فحش کی سب قسموں کو کھلی ہوں کہ چھپی۔ گناہ کو اور ناحق بغاوت کو شرک کو جس کی کوئی دلیل نہیں خدا پر افتری کرنے کو جسے تم نہیں جانتے ہو حرام کیا ہے (اعراف رکوع ۴) لوگوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو (بقرہ ۲۸) آپس کے جھگڑوں کو طے کرا دیا کرو (قرآن) خدا مومنوں کے اور جن کو علم دیا گیا ہے۔ درجات بلند کرے گا (سورۂ مجادلہ رکوع ۲)

بد اخلاقی سے بچو | سورۂ حجرات میں ہے۔ اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم پر نہ ہنسے ممکن ہے کہ وہی اس سے اللہ کے نزدیک بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ممکن ہے کہ وہی بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو نہ برے القاب سے پکارو ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام برا ہے اور جو اس سے باز نہ آئیں گے وہ ظالم ہیں۔ اے مومنو! اکثر گمان سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔ جاسوسی نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو کیا تم پسند کرو گے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ (حجرات)

نجات کا راستہ | جو ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

جو بڑے بڑے گناہوں بے حیائی اور فحش سے بچتے ہیں۔ اور جب ان کو غصہ آتا ہے۔ تو درگزر کرتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے حکموں کو قبول کیا کرتے ہیں۔ اور جو نمازیں قائم رکھتے ہیں۔ اور جن کا کام باہمی مشورہ پر ہے۔ اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو دوسرے کی طرف سے زیادتی ہونے پر صرف اپنا بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ اور جو دوسرے کی زیادتی معاف کرے اور اس سے نیکی کرے تو اس کا ثواب اللہ پر ہے۔ اللہ ظلم کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا ہے۔ البتہ جو ظلم کا صرف بدلہ لے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

جو خسارہ میں نہ ہوں گے | قسم ہے زمانہ کی انسان خسارہ میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور حق اور صبر کی باہم تاکید کرتے رہے (عصر)

جنت کی ایک راہ | اور جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور اپنے نفس کو خواہشات بے جا سے روکے رکھا تو جنت اسی کا ٹھکانا ہے (نازعات ۳)

فوز و فلاح | ان مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں، لغو سے بچنے والے زکوٰۃ دینے والے بیویوں اور لونڈیوں

کے علاوہ شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ ملامت کئے ہوئے نہیں ہیں جو ان کے علاوہ چاہے گا وہ سرکش ہیں جو امانت کو۔ اور معاہدہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہونے والے ہیں۔ جنت الفردوس کے جس میں ہمیشہ رہیں گے (مومنون ۱۸)

خدائی حکم | خدا تم کو عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور تم کو بے حیائی ناپسند باتوں، سرکشی سے روکتا ہے، تم کو نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو (نحل ۱۳)

بات چیت میں احتیاط | بات چیت کی بے اعتدالی فسادات کی جڑ ہے اس کی احتیاط لازمی ہے۔ قرآن نے حکم دیا ہے۔ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﷺ (بنی اسرائیل ۵) میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ بات کیا کریں جو نہایت عمدہ ہو۔ بہترین ہو سب سے اچھی ہو۔ کیونکہ۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ (ایضًا) شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے جس نے دو چیزوں کی حفاظت کی ذمہ داری لی میں اس کے جنتی ہونے کا ذمہ دار ہوں۔ ایک زبان دوسری شرمگاہ۔ (ترمذی شریف جلد ۲)

قرآن نے جس گفتگو کی تاکید کی وہ یہ ہے۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۳۳

(احزاب) ہمیشہ محکم متین سنجیدہ سیدھی بات کرو۔

جھوٹ سے بچو | وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۲۲/۳۰ (الحج ۴) جھوٹی بناوٹی فریب کی بات سے بچتے رہو، وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۶/۵۲ (الانعام ۱۹) اور جب بات کرو تو کسی کی لاگ لپیٹ نہ رکھو۔ عدل و انصاف سے بات کہو، خواہ اس کی زد تمہارے کسی رشتہ دار ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو۔

مشتبہ بات چیت نہ کرو | لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ ۲/۴۲ (البقرہ ۵) جھوٹ اور سچ حق اور باطل کو آپس میں مت ملاؤ۔ اور سچی بات کو چھپاؤ نہیں،

پست آواز سے بولو | وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۳۱/۱۹ (لقمان ۲) اپنی آواز کو نرم رکھو۔ چلاؤ مت بلا ضرورت نہ بولو۔ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ جو ایمان رکھتا ہو۔ اللہ پر اور یوم آخرت پر۔ وہ نیک بات ہے۔ ورنہ خاموش رہے (اور) فرمایا حسن اسلام سے یہ ہے کہ فضول بات چیت سے چپ رہے (مسلم شریف)

چال ڈھال | وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۳۱/۱۸ (لقمان ۲) اور دنیا میں اترا کر تکبر و رعونت سے اکڑ کر مت چلو۔ حضورؐ نے فرمایا جس کے دل میں رائی برابر غرور ہوگا۔ وہ جنت میں ہرگز نہ داخل ہوگا۔ ✓

عام لوگوں سے برتاؤ | وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (ایضا) اور لوگوں سے بے رُخی نہ برتو۔ بے اعتنائی سے مُنہ نہ موڑلو۔ خلیق اور متواضع رہو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ خدا کے نزدیک سب سے محبوب تر وہ ہے جو خلیق ملنسار اور متواضع ہو (جامع صغیر)

خرچ کے حدود | اسلام نے اقتصادیات کی درستی کی تاکید کی۔

لَا تُسْرِفُوْا $\frac{۶}{۱۴۲}$ (الانعام) فضول خرچی۔ اسراف مت کرو۔

لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا $\frac{۱۵}{۲۹}$ (بنی اسرائیل) اور اپنا ہاتھ گردن ہی سے نہ باندھ لو۔ اور نہ ہی اُسے انتہائی حدتک کھول دو۔ کہ آخر میں الزام خوردہ۔ تہیدست ہو کر بیٹھ جاؤ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تین باتیں نجات دینے والی ہیں (ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ فقیری اور مالداری میں درمیانہ چال رکھنا۔ اور غصہ اور خوشی دونوں حالتوں میں انصاف کرنا۔ (تنبیہات ابن حجر ص۳۲)

فواحش سے اجتناب | اسلام نے فحش کے ہر دروازے کو بند کر کے انسانی اخلاق و کردار کو ملاءِ اعلیٰ کے مشابہ کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن اور حدیث کے صفحات کے صفحات ان احکام سے بھرے نظر آئیں گے۔

سورۂ مومنون (پ۱۸) کے شروع میں ان صفات کا ذکر ہے

جن سے مومن یقیناً کامیاب ہوں گے۔ ان میں یہ بھی ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۲۳ جو ہر لغو سے بچنے والے ہیں۔ اخلاقی تعلیمات کا ایک حصہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ اس لئے اس جگہ اس پر بھی کہا جا سکتا ہے۔ تفصیلات میری کتاب "اسلام کیا سکھاتا ہے" میں ملاحظہ ہوں۔ آخری آیت اور سنئے۔

ذرہ ذرہ کا حساب | فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝
پس جو ذرہ برابر نیکی کریگا اس کو وہ دیکھے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو وہ دیکھے گا (سورۂ زلزال ۳۰)

سیرت نبویؐ پر جامع تبصرہ

حضورؐ کی ذات گرامی کائنات عالم کی پیدائش کا باعث ہے۔ آپ کی سیرت ہر طرح انسانیت کی تکمیل اور دنیا کو جنت بنانے کی موجب وسبب ہے۔ یہ عقیدت ہی کی نظر سے نہیں واقعات وشواہد کی راہ سے بھی ہے۔

رہنمائی کا آفتاب | سیرت نبوی کا سب سے روشن پہلو آپ کی مکمل وکامل ہدایت ورہنمائی ہے جس کی وجہ سے ماننا پڑے گا کہ سب نبیوں سب رہنماؤں اور سب رسولوں سے زیادہ اہم آپ کی سیرت ہے جس میں جملہ کمالات پوشیدہ ہیں۔ آپ سے پہلے جتنے مقدس حضرات تشریف لائے وہ صرف جزئی خصوصیت کے حامل تھے کچھ تو خوشخبری دینے والے بن کر آئے

جیسے حضرت ابراہیمؑ حضرت عیسیٰؑ وغیرہم۔ کچھ صرف نذیر ڈرانے والے تھے۔ مثلاً حضرت نوحؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت ہودؑ و حضرت شعیبؑ وغیرہم اور کچھ صرف حق کے داعی تھے جیسے حضرت یوسفؑ۔ حضرت ذکریاؑ اور حضرت یونسؑ وغیرہم مگر جو شاہد بھی تھا مبشر بھی، نذیر بھی تھا اور داعی بھی وہ صرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ؕ اے نبی بیشک ہم نے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور ایک روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا (قرآن حکیم)

یہ یاد رہے کہ اس جگہ حضورؐ کو سراج کہا گیا۔ اس سے مفہوم چراغ نہیں بلکہ آفتاب ہے جیسا کہ سورۂ نبا میں آفتاب کو سِرَاجًا وَّهَّاجًا کہا گیا ہے۔ گویا وہ وہ کمال ہدایت و معرفت روشنی بخشنے والے آفتاب تھے جس کے بعد پھر کسی روشنی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس سے بڑی روشنی کوئی ہو سکتی ہے اگر مادی دنیا کو کامل روشنی آفتاب ظاہری سے ملتی ہے تو اب روحانیت کی کائنات کا ذرہ ذرہ اس آفتاب نبوتؐ سے مستنیر ہوگا۔ کیونکہ اب اس آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد ہدایت کی تمام روشنیاں ماند پڑ چکی ہیں ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا ابدً علی افق العلی لا تغرب

اگلوں کے سورج ڈوب گئے مگر ہمارا آفتاب بلندی کے افق پر ہمیشہ چمکے گا۔

جامعیت: جو سب کا سردار بن کر آیا۔ جو سب کا رہنما بن کر آیا۔ جس کی شریعت ہمیشگی اور دوام کی سند لے کر آئی جو پیام نہ جانے کے لئے آیا۔ ابدالاباد تک رہنے کے لئے آیا۔ سب قوموں کے لئے آیا۔ سب ملکوں کے لئے، سب زمانوں کے لئے وہ آقائے دو عالم نبیِ محترم کی پُرعظمت اور بلند ترین شخصیت گرامی ہے۔ جو آدمؑ کی بخشائش کے سبب نوحؑ کی دعاؤں کے مظہر، ادریسؑ کی تعلیمات کے نچوڑ، ابراہیمؑ کی محدّت کے جامع، یعقوبؑ کے حلم کے نقش یوسفؑ کے حُسن وجمال اور حسن خصال کے نمونہ، ایوبؑ کے صبر کے حامل یحییٰؑ و زکریاؑ کی عبادت و ریاضت کے مرقع، موسیٰؑ اور سلیمانؑ کے جلال و جبروت اور رعب وداب کے حامل۔ یوشعؑ اور عیسیٰؑ کی نرمی اور فقر و فاقہ کے مجسمہ تھے یعنی آپ سے پہلے جس قدر انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے۔ ان سب کے خصائل کے جامع، ان سب کی عادات کے اعلیٰ ترین نمونہ اور ان سب کی تعلیمات بلند کے کامل اور مکمل ترین حامل آپؐ اور صرف آپ تھے۔ خدا کی بے شمار درود اور رحمتیں ہوں آپ کی ذاتِ گرامی پر... کائنات کے ذرات، پانی کے قطرات کے برابر۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کمال عظمت اللہ رب العزت نے ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جانے والی سورہ فاتحہ میں ہم کو بتایا کہ تم کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ سب تعریفیں اور حمد و ستائش جو ممکن ہیں، وہ صرف اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے ... دوسری جگہ قرآن حکیم میں آپ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر تمام عالموں کے لئے یعنی اگر حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو تمام عالموں کا رب فرمایا۔ تو حضور صلعم کو تمام عالموں کے لئے رحمت فرمایا۔ مطلب یہ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ جس طرح خدا کی ربوبیت کا مظہر اتم ہے اسی طرح اس کا ذرہ ذرہ آپ کی رحمت کا بھی گہوارہ ہے جہاں خدا کی بادشاہی ہے وہاں حضورؐ کی رحمت کا بھی چرچا ضروری ہے

دریائے معرفت کہ کنارش پدید نیست — یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

حق تعالیٰ نے اپنی صفت رؤف و رحیم ارشاد فرمائی اَللّٰہَ بِہِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمًا ... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بھی یہی فرمایا۔ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ مومنوں کے ساتھ رافت کرنے والا رحمت کرنے والا ہے۔ گو آپ کی رافت اور رحمت میں اور خدا کی رافت و رحمت میں وہی امتیاز رہے گا جو خدا اور رسول کی ذات گرامی میں ہے۔ خدا نے پہلی کتابیں

جو دی تھیں وہ صرف ایک قوم کے لئے دی تھیں۔ انجیل نصاریٰ کے لئے۔ توریت یہودیوں کے لئے زبور اس کی قوم کے لئے قرآن کسی ایک خاص گروہ یا ملک کے لئے نہیں۔ سارے عالم کے لئے تھا اور ہے۔ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا مبارک ہے وہ ذات جس نے اتارا قرآن کو اپنے بندے پر تاکہ ہوئے ڈرانے والا تمام عالموں کے لئے (قرآن حکیم) اس کی حفاظت کا ان الفاظ میں ذمہ لیا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ بیشک ہمیں نے قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (قرآن حکیم) درآنحالیکہ اگلی کسی کتاب کی ذمہ داری خدا نے نہیں لی اور سب مٹ گئیں کہ وہ تھیں اس کے لئے مگر قرآن کا ذمہ لیا۔ اور آج بھی ویسا ہی ہے۔ اتنا ہی ہے معہ مقطوں و شوشوں کے اور نیز تمام عالم کے لئے ہدیٰ و بشریٰ یعنی ہدایت و خوشخبری ہے۔

سورۂ ص کے آخر میں فرمایا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ۔ نہیں ہے وہ مگر نصیحت تمام عالموں کے لئے (قرآن) پھر آپ کے لئے فرمایا گیا۔ کہ آپ فرمادیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔ حالانکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء صرف اپنی قوم کے لئے تھے۔ آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا (سورۂ فتح) اس مضمون کو قرآن میں کئی جگہ ادا کیا

گیا ہے ۔ دیکھو سورۂ بقر ۲۶۔ ہود ا ۔۲ فرقان ۵ فتح ا۔ مائدہ ۳۔ رعد ا۔ حجرہ ۶ یس ا۔ ص ۳۔ ۴۔ احقاف ذاریات ۴ نجم ۲ ملک ۲ نازعات ۲ وغیرہ۔

قسم ہمت آپ کو خاتم النبیین فرمایا ۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور نہیں تھا محمد باپ تم میں کسی مرد کا اور لیکن رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ۔ (سورۂ احزاب) آپ ہی کا دین مکمل ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ آج کے دن میں نے مکمل کیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور پورا کیا اپنی نعمتوں کو اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام کو (سورۂ مائدہ) ... اب اس کے بعد سے حقیقت میں دین کوئی دین ہی نہیں سوا دین اسلام کے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ بیشک دین خدا کے نزدیک اسلام ہے (قرآن حکیم)۔ اس کے علاوہ کوئی دین اور کسی حال میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا ۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۔ اور جو چاہے گا اسلام کے علاوہ دین کو تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا (قرآن حکیم) ، بلکہ وہ آخرت میں سخت خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ...

آخرت میں وہ خاسرین میں سے ہوگا (قرآن حکیم) ہر سلسلہ کے ابتدا کی انتہا

ہوتی ہے۔ آدمؑ اس سلسلہ کی ابتدا ہیں۔ اور حضورؐ ان کی انتہا ہیں۔ جن کا دین آخری دین قرار پایا۔ اور جن پر نعمات الٰہیہ ختم ہوئیں اب کسی دین کی ضرورت ہے نہ کسی نبی کی آمد کا امکان آپؐ کی اُمت تمام امتوں سے اعلیٰ و افضل اور بہتر ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ تم سب اُمتوں سے بہتر ہو (قرآن حکیم) ان کا خاصا نبیوں جیسا بتایا۔ اس کے سپرد انبیاء کرام کا مقدس فریضہ تبلیغ ہے۔ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ تم تمام لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (قرآن حکیم) پھر یہی اُمت وسط ہے اور تمام لوگوں کی گواہ ہے جس طرح رسول ان پر گواہ ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو درمیانی اُمت تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور تمہارا گواہ رسولؐ (بقرہ سیقول) غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں ہدایت ہیں ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے ہیں روشنی بخشنے والے آفتاب ہیں۔ آپ کی نبوت سارے جہانوں کے لئے ہے اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ آپ کا پیام تمام عالموں کے لئے ہے تمام جہانوں کے

لئے ذکر ہے اس کی حفاظت خدا کا وعدہ ہے۔ سراسر رحمت اور ہدایت ہے۔ سراپا نور اور برکت ہے۔ آپ کا دین آخری دین ہے مکمل دین ہے۔ نعماتِ خداوندی کا پورا کرنے والا دین۔ خدا کا محبوب اور پسندیدہ دین ہے۔ آپ کی امت خیر الامم ہے۔ انبیاء کرام اور رسول علیہ السلام کے مقدس ترین فریضہ کی حامل اور مبلغ ہے۔ امت وسط ہے۔ تمام لوگوں پر گواہ ہے''۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے جمال کے مالک اور بشر کے سردار تیرے روشن چہرے سے ماہتاب چمک اٹھا۔ تیری حقیقی تعریف ناممکن ہے خدا کے بعد تو ہی بزرگ ہے۔ بس قصہ مختصر ہے۔

آپ کے صحابہ کرام: یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن نزاش کرنے لگے جبرائیل کے پَر

اگر یہ درست ہے اور ضرور درست کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو آئیے حضور کے روحانی پھل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت پر اجمالاً نظر کریں۔ یہ ابوبکرؓ ہیں جن کے متعلق رسول خدا نے فرمایا اگر اب سے لے کر قیامت تک کے تمام مومنوں کے اعمال ایک پلہ میں رکھے جائیں تو ابوبکرؓ کے اعمال کا پلہ ان سب سے بھاری

رہے گا۔ (دارقطنی) اور فرمایا کہ ابوبکرؓ اپنی خصلت میں ابراہیمؑ جیسے ہیں۔ (ابن کثیر) اور فرمایا ابوبکرؓ تم میں سب سے افضل ہیں اور فرمایا کہ ابوبکرؓ پر اللہ سلام کہلایا کرتا ہے اور فرمایا ابوبکرؓ کے لئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں جس سے چاہیں داخل ہوں پھر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار بتایا اور صدیقؓ کے اشرف ترین لقب سے نوازا۔ یہ عمرؓ فاروق ہیں۔ فاروق لقب ہے بسا اوقات آپ کی رائے سے آسمانوں اور زمینوں کا مالک موافقت فرماتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے اور فرمایا خداوند! عمرؓ کی زبان پر حق جاری فرما۔۔۔ فرمایا کہ عمرؓ سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور فرمایا عمرؓ میرے وزیر ہیں۔۔۔ فرمایا عمرؓ اپنی خصلت میں حضرت موسیٰؑ جیسے ہیں۔ فرمایا کہ عمرؓ جنتی ہیں جنت میں ان کے لئے ایک عظیم الشان محل ہے جس کو میں بھی دیکھ آیا ہوں۔ اللہ نے آپ کو کئی مقامات پر خصوصی صفات سے قرآن میں یاد فرمایا ہے۔ آپ ہی نے اپنی قوت ایمان اور سیاست و تدبر سے ایک قلیل عرصہ میں اسلام کا جھنڈا اس طرف سے اس طرف تک لہرا دیا نیز سیاست و تدبر کی وہ طرح ڈالی جو اس دور ترقی میں بھی بے مثل و بے نظیر مانی جاتی ہے۔ اپنوں میں نہیں غیروں میں، دوستوں میں نہیں دشمنوں میں بھی۔

یہ عثمان رضؓ غنی ہیں کامل الحیا والایمان آپ کا لقب ہے قرآن کو جمع
کرنے والے اور اعلیٰ درجہ کی اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔
باجماع امت خلیفہ برحق ہیں حضورؐ کی وصیت ہے کہ ان کی پیروی کی جائے
جنت کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں قرآن نے تَرٰاھُمْ رُکَّعاً
سُجَّدًا دیکھے گا تو ان کو رکوع کرنے والا سجدہ کرنے والا سے یاد کیا ہے
پھر دوسری جگہ آپ کے قیام نماز کا تذکرہ کر کے آپ کے بلند مرتبہ کا اظہار
کیا ہے وغیرہ۔ یہ علیؓ مرتضیٰ شیرِ خدا ہیں عجائب و غرائب کے مظہر ہیں۔
معرفت کے علوم آپ پر ختم ہیں حضورؐ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس
کے علیؓ مولیٰ ہیں فرمایا کہ میرے لئے علیؓ ایسے ہیں جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارون
ہیں سوائے اس کے کہ نبوت میرے بعد نہیں (مسلم شریف) آپ کی جرأت سے
آج بھی باطل کے کیمپ میں تہلکہ بپا ہے۔ یہ حسنؓ و حسینؓ ہیں جنت کے جوانوں
کے سردار ہیں۔ یہ طلحہؓ ہیں یہ زبیرؓ ہیں۔ اسلامی خدمات سے جنت کی
بشارت حضورؐ قدسی سے لئے ہوئے ہیں۔ یہ سعدؓ بن وقاص ہیں۔ ایران
کے فاتح ہیں شجاعت اور تدبر میں اپنا مثل نہیں رکھتے۔ غزوہ بدر میں کفر
کے جھنڈے کو سرنگوں کر دیا۔ اُحد میں حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اے سعدؓ! تو
تیر پھینکے جا۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں (مسلم شریف جلد اول وبخاری
ابواب الجہاد) یہ عمروؓ بن عاص ہیں۔ روم کے تخت و تاج کو اسلام کے

قدموں پہ لاڈالا ہے۔ یہ خالدؓ بن ولید ہیں۔ شام کے فاتح اور اسلام کے
جلیل القدر جرنیل ہیں جن پہ ہمیشہ ہمیش اسلام کو فخر رہے گا۔ خالد
سیف اللہ خالد اللہ کی تلوار دربار رسالت سے آپ کو معزز لقب ملا۔
یہ ابو عبیدہؓ ہیں جن کا انصاف آپ کے ماتحت عیسائیوں میں بھی اس قدر
مقبول ہے کہ جب آپ عارضی طور پر چند دنوں کے لئے مدینہ جاتے تو
وہ روتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوندا پھر انہیں کو ہم پر حاکم بنا" یہ
مغیرہؓ بن شعبہ ہیں۔ یہ معاذؓ یہ ہیں جن کی قابلیت تمام جہان میں مسلم ہے۔
اور جن کے رعب سے کفر میں کھلبلی پڑی ہوئی ہے۔ یہ عبدالرحمنؓ بن عوف
ہیں حضور صلعم نے ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی ہے جنتی ہیں۔ خلافت عظمیٰ
سپرد ہوتی ہے تو آپ کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ یہ ابو ذرؓ غفاری ہیں ۔
حضور نے فرمایا کہ یہ اسلام کے مسیح ہیں۔ یہ ابن عباسؓ ہیں۔ قرآنی علوم
ان پر ختم ہیں۔ خیر الامتہ ہیں۔ یہ ابن مسعودؓ ہیں۔ یہ ابو الدرداءؓ ہیں۔ یہ
ابیؓ بن کعب ہیں۔ یہ زیدؓ بن ثابت ہیں حضور نے ان سے اپنے بعد
قرآنی علوم سیکھنے کی وصیت فرمائی ہے یہ علم و عمل کے آسمان پر آفتاب
و ماہتاب بن کر چمک رہے ہیں۔ یہ عائشہؓ ہیں یہ ام سلمہ ہیں کہ حضور کی
ازدواجی شرف کے علاوہ بہت سی روایات کی راوی اور بڑی فقیہہ
ہیں۔ حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ زانوئے شاگردی تہ کرتے ہیں۔ یہ خدیجہؓ اور

فاطمہ ہیں۔ نساء جنت کی سردار ہیں۔ افضل النساء ہیں۔ یہ بلال حبشی ہیں حضور نے ان کی چپلوں کی آواز جنت میں اپنے کانوں سے سنی ہے ایمان و اسلام اور حق کے ایسے زبردست پجاری ہیں کہ ابتداء میں کوئی ایسی ہولناک مصیبت نہیں۔ جو آپ پر نہ توڑی گئی ہو۔ مگر ایمان میں کیا مجال کہ ذرہ برابر لغزش آجاتی اُن کا ایمان ضرب المثل ہے۔ دربارِ رسالت کے موذن ہیں۔ نورانی فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ یہ روم کے صہیبؓ ہیں۔ یہ فارس کے سلمانؓ ہیں۔ غریب ہیں مگر ایمان کے مرتبہ سے قیصر و کسرے کے پر غرور تاجوں پر ان کے قدم ہیں۔ یہ حبش کے بادشاہ نجاشی ہیں۔ یہ صنعاء کے گورنر ہیں۔ یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع عظیم ہے جو صحابیٔ رسول کے معزز ترین القاب سے ملقب ہے۔ خدا کی رحمتیں اُتر چکی ہیں اور اس نے اپنی پسند اور مقبولیت کی مہر اُن پر لگا دی ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (قرآن حکیم)

شعر
راضی خدا ہے اُن سے یہ راضی خدا سے ہیں

صحابہ کا تورات و انجیل میں ذکر | قرآن حکیم میں ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ترجمہ: محمد اللہ کے

رسول ہیں اور جو اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں نرم ہیں تو ان کو خدا کی خوشنودی اور فضل حاصل کرنے کے لئے رکوع اور سجدہ میں پڑا دیکھے گا ان کی نشانیاں ان کے چہروں میں سجدے کے اثر سے نمودار ہیں۔ یہ وصف ان کا تورات میں ہے۔ اور انجیل میں بھی ہے۔ (سورہ فتح آخری رکوع) ان آیات میں صحابہ کرام کی فضیلت اور ان کے للٰہیت خلوص عبادت اور معاشرت کا نقشہ کھینچا گیا۔

توریت پیدائش باب ۱۷ میں ہے۔ خدا سینا سے نکلا سبیر سے چمکا اور فاران ہی کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ (تورات پیدائش ۱۔۲) فاران مکہ کی پہاڑیوں کا نام ہے۔ (دیکھو مفصل بحث خطبات احمدیہ سرسید مرحوم) بخاری شریف کی روایت ہے کہ فتح مکہ میں حضورؐ کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں کا لشکر جرار تھا۔

اسی طرح توریت میں اور بھی کئی جگہ صحابہ کرامؓ کی تعریف منقول ہے۔ ایک جگہ ہے وہ سخت عبادت کرنے والے اپنے نبی پر فدا ہونے والے وہ دین و دنیا کے بادشاہ جن کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ جو نبی نہ ہوں گے مگر اس سے مشابہ ہوں گے۔ جن کا تذکرہ آسمانوں میں بھی ہوگا۔ اور زمینوں میں بھی۔ اور ان کی شوکت و سلطنت کے سرحدات بہت آگے نکل جائیں گے (توریت باب ۱۷) انجیل میں حضرت عیسٰی

نے فرمایا اے لوگو! تم کو کیا ہو گیا۔ تم اپنے نبی کی باتوں پر بہت کم کان دھرتے ہو میرے بعد جو آوے گا۔ اس کے ساتھی تمام ساتھیوں سے اچھے ہوں گے۔ ان سے ان کا مالک خوش ہوگا اور وہ اس سے راضی ہوں گے (انجیل متی باب ۳)۔ یعنی رسول پاک کی یہ یادگار ہیں

اغیار کی مدح و ثنا جس طرح تیل خوشبودار پھولوں میں رکھنے سے خوشبودار ہو جایا کرتا ہے۔ جس طرح آپ کی چمک سے کائنات کی چیزیں چمک اٹھتی ہیں۔ اسی طرح خوشبوئے رسالت سے صحابہ کرام معطر اور وہ آفتاب رسالت کی چمک سے وہ درخشندہ او تابناک اور منور ہو گئے تھے حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب کہ اسلامی فوجیں رومی سرحد پر پڑاو ڈالے پڑی تھیں۔ روم کے شہنشاہ نے ایک جاسوس اسلامی فوجوں کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ کئی دن رہ کر واپس جاتا ہے اور ان الفاظ میں صحابہ کرامؓ کی زندگی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ یا ایہا الملک انہم فی اللیل رہبان وفی النہار فرسان لو سرق ابن ملکہم قطعوہ ولو زنی رجموہ۔ اے بادشاہ وہ رات کو مثل عبادت گزار راہب کے ہیں۔ اور دن میں بہادر شہسوار کے اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دیں گے۔ اور اگر زنا کرے تو سنگسار کر دیں گے (اسد الغابہ فی تذکرۃ الصحابہؓ)

صحابۂ کرامؓ کی زندگی کا جو نقشہ ایک فاضل عیسائی نے کھینچا ہے۔ اس کو اس جگہ ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے۔ گاڈفری ہینگنس جو ایک متعصب یوریپین مورخ ہیں "اپالوجی فار محمدؐ" میں لکھتے ہیں۔ عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو۔ کہ محمد (صلعم) کے پیام نے وہ نشہ آپ کے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا جس کو عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ جب عیسیٰؑ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے۔ ان کا نشہ دینی جاتا رہا۔ اور اپنے معتقدات کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے۔ برعکس اس کے محمد (صلعم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے۔ اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطر میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کر دیا (ترجمہ از دو صفحت")

یہ کون ہیں ذات قدسی صفات امام العالمین سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور شاگرد ہیں۔ اسی سے استاد کامل کے مرتبہ کا اندازہ کرو۔ یہ پھل ہیں ان کے درخت کو ان سے پہچانو اللھم صل علی محمد و علی آلہٖ وصحبہٖ وسلم ؎

دیدم بعین قلب شنیدم بگوش ہوش ‌ ‌ ‌ در ہر مکاں ندائے کمال محمدؐ است

ہمہ گیری و ہمہ وقتیت | دیکھو نوح علیہ السلام اپنی زندگی کے ایک دو سال نہیں سو دو سو سال نہیں پورے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کی

ہدایت و رہنمائی پر صرف فرماتے ہیں شب و روز ان کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں۔ اور پورے مجاہد اور جوش و ولولے سے بلاتے ہیں لیکن نتیجہ خود انہی کی زبان سے سنئے۔ قرآن نے خبر دی۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا کہا نوح نے، اے رب میرے میں نے اپنی قوم کو دن رات دعوت حق دی مگر ان کو میری دعوت سے نفرت ہی بڑھتی گئی (سورہ نوح) آگے اور ارشاد ہوتا ہے۔ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ اور جب میں نے ان کو بلایا کہ تو ان کو مغفرت دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں کرلیں۔ اور کپڑوں میں چھپ گئے اور سخت ہٹ کی۔ اور نہایت ہی غرور اور سرکشی کا اظہار کیا (سورہ نوح)، پھر فرماتے ہیں۔ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ پھر میں نے اعلانیہ بھی دعوت دی اور خفیہ بھی سمجھایا (سورہ نوح رکوع ۱) لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ آخر میں خود ہی ارشاد فرماتے ہیں قَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا اور بہتوں کو گمراہ کر دیا۔ قرآن نے بتایا کہ اپنی انہی سرکشیوں کی بدولت سوائے چند کے اور سب کے سب طوفان نوحؑ میں غرق ہو کر فنی النار

والسّقر ہوئے۔ مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا۔ اللہ اپنی سرکشیوں کی بنا پر غرق کر دیئے گئے۔ پھر داخل کئے گئے جہنم میں (سورہ نوحؑ رکوع ۲) یہ تھا حضرت نوحؑ کی ساڑھے نو سو سالہ مجاہدانہ کوششوں اور پیغمبرانہ جانفشانیوں کا نتیجہ!

حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا کیا سلوک نہیں کئے! ان کو کیسے کیسے فرعونی مظالم سے آزادی نہیں دلائی۔ قرآن نے اس نعمتِ عظمیٰ کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ اور یاد کرو جب کہ نجات دلائی ہم نے فرعونیوں سے تم کو بدترین عذاب پہنچاتے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے اور اس میں تمہارے ربّ کی جانب سے بڑی آزمائش تھی (سورہ بقرہ پارہ الم) اس مفہوم کو قرآن نے کئی مقامات پر ذکر کیا ہے

یہ غلام تھے ان کو آزادی دلائی۔ عزت وعظمت کے تاج پہنائے گمراہ تھے۔ توریت مقدس دی۔ پھر طرح طرح کے انعامات واحسانات اور دعوت وتبلیغ کا انہوں نے کیا بدلہ دیا سورہ بقرہ کے ابتدائی حصّے ملاحظہ ہوں۔ بات بات پر سرکشی۔ بات بات پر نافرمانی!!

ان کی نافرمانیوں کی ایک ادنیٰ مثال یہ دیکھئے کہ جب ضرورت ہوئی کہ قوم کے افراد اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کریں جس میں خود انہی کا فائدہ تھا تو وہ اپنے نبی برحق اور محسن ہی کو کیا جواب دیتے ہیں۔ قرآن حکیم کے ان الفاظ پر غور کیا جائے۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ جا تو اور تیرا رب لڑے۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (قرآن حکیم) حضرت عیسٰی کو نصاریٰ خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ مگر جب آخری وقت پر خدا کے اس بیٹے پر مصیبت آئی۔ اور دشمنوں کے نرغے میں آ گئے تو یہ سارے کے سارے سوائے دو تین کے اور سب بھاگ گئے اور ساری محبت جاتی رہی۔ مگر آیئے اور ہمارے سرکارِ مدینہ کا حال ملاحظہ ہو۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلعم غزوہ کے لیئے صحابہؓ سے بیعت لے رہے تھے۔ مہاجرین بڑھ بڑھ اپنا ہاتھ بڑھا رہے تھے۔ مگر انصار ابھی تک خاموش تھے حضورؐ نے انصاریوں کی طرف دیکھا تو انصاری سردار نے عرض کی۔ کیا رسول اللہ کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ ہم تو مہاجرین کی فضیلت کے احترام سے اب تک چپ تھے۔ وَاللّٰهِ نَحْنُ نُحَارِبُ عَنْكَ عَنْ يَمِيْنِكَ وَشِمَالِكَ وَعَنْ خَلْفِكَ وَاَمَامِكَ وَلَوْ تَسْلُكْنَا بَحْرًا لَسَلَكْنَاهُ۔ خدا کی قسم ہم لڑیں گے آپ کی طرف سے آپ کے دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے

سے اور اگر آپ ہمیں دریا میں لے جائیں گے تو ہم اس میں کود پڑیں گے۔ ہم قوم موسیٰ سے نہیں کہ کہہ دیں کہ لڑ تو اور تیرا رب یہاں ہم بیٹھے ہیں (تاریخ طبری)، راوی کا بیان ہے کہ آنحضور کا چہرہ ان الفاظ سے فرطِ مسرت سے دمک اُٹھا۔ ایک راوی بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس غزوہ میں ہم نے ابو طلحہ انصاری کو دیکھا، کہ حضور کے سامنے اپنا سینہ تانے کھڑے تھے۔ اور دشمنوں کے زہر آلود تیر اپنے سینے پر روکے جاتے اور کہتے جاتے تھے۔ خدا کی قسم یہ وہ نہیں ہیں جن کے لئے چمڑے کی ڈھال استعمال کی جائے

یہ وہ ہیں جن کی ڈھال ابو طلحہؓ کا سینہ ہے (طبقات ابن سعد جلد اول ذکر حضرت طلحہؓ انصاری)، اسی طرح علامہ ابن عبد ربہ اپنی مشہور کتاب عقد الفرید میں لکھتے ہیں کہ ایک بار خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظمؓ حضور کے ہم رکاب تھے۔ اس واقعہ کو بعد میں صحابۂ کرام سے اس طرح بیان فرمایا۔ کُنْتُ مع النَّبِیِّ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم فکنتُ عبدہٗ وخادمہ میں تھا نبی صلعم کے ساتھ پس تھا ان کا غلام اور ان کا خادم۔ فاروقِ اعظم جیسی ہستیاں نہ صرف آپ کی غلامی کو اپنا انتہائی شرف خیال کریں بلکہ جوشِ محبت میں عبدہٗ کا لفظ بھی استعمال کر جائیں۔ ایک دفعہ ایک ضعیفہ کے کسی غزوہ میں

سارے اعزہ شہید ہو گئے۔ باپ بھائی بیٹا۔ شوہر سب کے سب مگر کمال محبت ملاحظہ ہو ذرہ برابر رنج نہیں فرماتی ہیں اور حضور کی خیریت پوچھنے دوڑتی چلی جاتی ہیں (بخاری غزوۂ احد)

معجزہ ہدایت پھر یہ بات بھی غور کرنے کے لائق ہے کہ حضرت نوحؑ کی ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ سے صرف اسی افراد ایمان لائے۔ (البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد اول) اور حضرت موسیٰؑ کی تبلیغ سے جو حقیقی طور سے آخر تک آپ کے ساتھ رہے ان کی تعداد اس سے بھی کم ہے۔ حضرت یحییٰ کو خود ان کی قوم نے شہید کیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے سچے محبین تو صرف تین چار ہی تھے۔ مگر حضور صلعم جب سنہ ۱۰ھ میں اپنا آخری حج ادا فرماتے ہیں۔ جو کتب تاریخ میں حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے تو حافظ ابن عبدالبر اور حافظ ابن قیم کی تحقیق کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ میدانِ عرفات میں آپ کے ارد گرد جمع تھے۔ یہ صرف تیئیس سالہ دعوت و تبلیغ کا ثمرہ آپ کے سامنے تھا جس میں تیرہ سالہ مکی زندگی جو سراپا مظلومیت کی زندگی تھی اس کو نکال دیا جائے تو صرف دس ہی سال کی تبلیغ و ہدایت کا یہ عظیم الشان نتیجہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کی مقدس جماعت کی شکل میں سامنے موجود تھا۔

تیرے جلوے کوند کے رہ گئے جو نگاہ آئینہ ساز میں
تو ہزار دل حسن کی بجلیاں ہوئیں جذب شکل مجاز میں!

اس سے اس نبی کی شان و عظمت قیاس کرو۔ اور اس کے ارشاد و ہدایت کا معجزہ دیکھو۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضورؐ تک کل انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار پیدا ہوئے۔ اور اب ذات قدسی صفات کے فیض صحبت سے اسی قدر تعداد عالم کو رشد و ہدایت اور جہاں کے نظام استوار کرنے کے لئے حاضر تھی۔ جو باوصف اس منصب عظمیٰ کے انبیاء کی غلام تھی اور ہر رسول پر ایمان لانا اپنا فرض منصبی جانتی تھی۔

اس عظیم الشان کامیابی اور ختم المرسلین کی دعوت و تبلیغ کی اس عدیم المثال ہمہ گیری نے مغربی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا باب قرآن کے یہ الفاظ ہمیشہ یادگار رہیں گے" اور اس اقرار کے بغیر کسی کو چارہ بھی نہیں۔ ہر شخص کو تاریخی واقعات نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ چار و ناچار آپ کو سب سے زیادہ کامیاب نبی یقین کرے (البلاغ مصر جلد ۲ ص۱۱)

سیرت نبوی کی خصوصیت | ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء کرام اور رسل علیہم السلام آئے۔ اگر قرآن کی آیات کو قطع نظر

کر کے دیکھیں تو ہم کو کسی ایک کا صحیح نام اور صحیح تعلیم بھی نہیں معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ قرآن ہی ہے کہ اس نے بعض اولوالعزم رسل اور انبیاء کے ضروری حالات اور تعلیمات کو ذکر کر کے قیامت کے لئے محفوظ کر دیا اس کا اعتراف مغرب کے علماء نے بھی کیا ہے لیکن اگر قرآن کی باتوں کے علاوہ جس نے بتائیں اور اشارہ کیں ہم دریافت کرنا چاہیں تو آج بھی ہم کچھ بھی صحیح طور سے معلوم نہیں کر سکتے۔ وہ کہاں پیدا ہوئے۔ کون کون سے صحیفے اترے۔ کیا کیا کام کیا۔ ان کے تعلقات خاندانی اور قومی کیا تھے۔ کن کن سے جہاد کیا۔ کیا کیا مشقتیں اٹھائیں کہاں وفات پائی ان کے اخلاق و صفات کیا تھے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے کے کیا اصول تھے۔ عورتوں، بچوں اور گھر والوں سے کیا سلوک تھا وغیرہ وغیرہ سوالات کے جوابات اگر ہم چاہیں تو نہیں پا سکتے اوروں کو جانے دیجئے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات ہی کو لیجئے۔ آج ان کے نام لیواؤں کی تعداد کس قدر ہے؟ زمین کے اکثر حصے انہی کے قبضہ میں ہیں جن کی تحقیق اور علمی ذوق کا یہ عالم ہے کہ زمین کے طبقے کھود کھود کر ہزاروں سال کی گم شدہ چیزیں برآمد کر لی ہیں۔ اور صدیوں کے پوشیدہ حالات دریافت کر لئے ہیں۔ مگر افسوس ان کو اپنے "خدا کے بیٹے" کے حالات کے معلوم کرنے

میں جو سخت ناکامی ہوئی وہ ہمیشہ عیسائی دنیا کے لئے حسرتناک منظر پیش کرتی رہے گی۔ اور اب تو امریکن نقاد انجیل کی متفرق اور مختلف تعلیمات کو دیکھ دیکھ کر کھلے لفظوں میں حضرت عیسیٰ کے وجود ہی سے انکار کرنے لگے ہیں۔ بہرحال یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ کی الہامی کتاب انجیل مرتب کرنے والوں میں سے جو چار مستند مانے گئے ہیں۔ وہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عیسیٰ کو نہیں دیکھا۔ بلکہ کم سے کم ۶۰ء کے بعد انہوں نے مرتب کی ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر اگر غور سے دیکھا جائے تو موجودہ اناجیل اور ان کی سچائی کا مرتبہ کیا رہ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہمارے رسول کی سیرت سب سے کامیاب ہے۔

تاریخیت تمام رہنماؤں میں تاریخ کی کسوٹی پر جس رہنما کی سیرت پوری پوری اترتی ہے۔ وہ ہمارے حضور کی سیرت ہے کہ اس کا ایک ایک گوشہ محفوظ ہے۔ اخلاق، معاشرت، ماکولات، معمولات، مرغوبات، شب و روز کے مشاغل معہ تفصیل حتیٰ کہ وہ جانور جن پر آپ سوار ہوئے اور وہ کپڑے اور جوتے اور چیزیں جن کو آپ نے استعمال فرمایا۔ ان کے اسماء اور کیفیات تک بھی پوری تشریح و تفصیل سے مذکور ہیں۔ اور ان پہاڑوں، ٹیلوں، باغوں، گلیوں کا بھی ذکر موجود

ہے۔ جن پر کبھی بھی آپ کے قدم پڑ گئے۔

پھر مسلم و غیر مسلم مؤرخین و سیرت نگاروں کا غیر متناہی سلسلہ اُن کے علاوہ ہے۔ پروفیسر مارگولیتھ (P.S. MAYGOLIOUTH) جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے عربی پروفیسر ہیں ۱۹۰۵ء میں حضور کی سیرت پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس سے بڑھ کر زہریلی کتاب اب تک انگریزی میں نہیں چھپی تاہم یہ حقیقت وہ بھی پوشیدہ نہ کر سکا لکھتا ہے۔

محمد (صلعم) کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ اس میں جگہ پانا قابلِ عزت ہے۔ (خطبات مدراس ۵۲)، اسی طرح مسٹر جان ڈیون پورٹ جو مشہور اہل علم انگریز گزرے ہیں انہوں نے بھی حضور کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کی ابتدا ان الفاظ سے کی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمام مقننوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کے وقائع عمری محمد کے وقائع عمری سے زیادہ تر مفصل اور سچے ہوں۔" (خطبات مدراس ۵۲ بحوالہ اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن)

سنہ ۱۹۳۰ء میں مصر کے ایک مشہور اخبار نے بڑی محنت سے

مختلف ممالک اور مختلف زبانوں کے اعداد و شمار بہم پہنچا کر اس کا تخمینہ شائع کیا تھا۔ کہ ہر سال محمد صلعم کی سیرت پر پیدائش کے موقعہ پر تمام ممالک اور زبانوں میں جو مختلف رسائل اور کتب اور پمفلٹ کی شکل میں لٹریچر شائع ہوتا ہے۔ اس کی مجموعی تعداد نو ہزار سے بھی زائد ہے۔ جو تمام دنیا کے رہنماؤں اور مشہور شخصیتوں کے مقابل بدرجہا زیادہ ہے (دیکھو اللواء جلد ۳ صـ۶۵) ڈاکٹر اسپرنگر جو بڑے متقدر عیسائی عالم ہیں۔ وہ اصابہ کے انگریزی مقدمہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء میں لکھتے ہیں:۔

"کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری۔ نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔" (مقدمہ سیرت النبیؐ جلد اول علامہ شبلی نعمانی) یعنی صرف حضورؐ ہی نہیں بلکہ ان کے غلاموں کے حالات بھی محفوظ ہیں۔

مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم | اللہ تعالےٰ آپؐ پر درود و سلام بھیجتا ہے خداوند عالم کے درود کے ساتھ کائنات ارضی و سماوی کی پاک اور سعید روحیں بھی اس کی ہمنوا ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(۳۳-۵۶) ترجمہ تحقیق اللہ اور اس کے ملائکہ درود و رحمت بھیجتے ہیں اس نبیؐ پر۔ اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اس پر اور خوب خوب سلام و رحمت!

قرآن حکیم میں جہاں جہاں کسی نبی کا تذکرہ آیا ہے ان کو ناموں کے ساتھ پکارا گیا ہے۔ مگر اس انسان کامل، اس فرد اکمل اور اس صفاتِ عبدیت کے مکمل نمونہ کا اکثر مقام پر اس طرح تذکرہ کیا گیا کہ نہ نام ہی لیا گیا۔ اور نہ کسی وصف کے ساتھ پکارا گیا بلکہ اس کے پروردگار نے صرف لفظ "عبد" کے محبوب لفظ سے پکارا ہے۔ سورۂ اسریٰ میں ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے چلایا اپنے "عبد" یعنی بندے کو۔ سورۂ جن میں ہے۔ وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ اور جب اللہ کا بندہ حق کے لئے کھڑا ہوتا ہے سورۂ کہف میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لئے جس نے اپنے عبد پر کتاب اتاری۔ سورۂ فرقان میں بھی ہے تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ۔ مبارک ہے وہ ذات جس نے اتاری فرقان اپنے بندے پر۔ سورۂ نجم میں ہے۔ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پس ڈالا اپنے بندے کی طرف جو ڈالا۔ وغیرہ!

اُس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالموں پر محیط کیا۔
اپنے کو رَحْمٰنِ الرَّحِیْمُ کہا۔ آپؐ کو بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ فرمایا۔
(مومنین پر مہربان اور رحمت والے) اس کو تمام قرآن میں نام سے
کر مخاطب نہ کیا۔ کہیں یَاۤ اَیُّہَا الرَّسُوْلُ (اے رسول) کے معزز لقب
سے یاد کیا، کبھی یَاۤ اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ (اے کملی والے) کہہ کر پکارا۔ اور کبھی
یَاۤ اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ کے محبوب لفظ سے یاد کیا۔ اپنی اطاعت کے ساتھ آپکی
اطاعت بھی اپنے بندوں پر فرض کی۔ اس کے وجود کی عزت و عظمت
کو اپنی عزت و عظمت کی طرح لازم قرار دیا تُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ۔
اور عزت و عظمت اس کی کرو (قرآن حکیم) حتیٰ کہ جس آبادی میں وہ
بسا، اور جن گلیوں میں وہ چلا۔ اس کی عزت کو بھی خداوند عالم نے تمام
عالم میں نمایاں کر دیا۔ لَاۤ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔
ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اس لئے کہ تیرا وجود اس کی سرزمین میں رہا اور
بسا ہے۔ یہ تھا مقام محمدؐ

وضمّ الالٰہ اسمَ النبیّ مع اسمہٖ	اذ قال فی الخمس المؤذّن اشہد
وشقّ لہٗ من اسمہٖ لیجلّہٗ	فذو العرش محمود وھٰذا احمد

اور ملا لیا ہے اللہ نے نبی (صلعم) کے نام کو اپنے نام کے ساتھ اسی
لئے موذن پانچوں اذانوں میں اشہد کہتا ہے ۔ اور اپنے نام سے اس کو

نکال کر روشن کر دیا پس عرش والا محمود ہے ـــــــ اور یہ محمد صلعم ہیں۔

فیضان رحمت نبوی: یعنی اس وقت جب کہ انسانیت کی کشتی ظلم و استبداد کے اتھاہ سمندر میں ڈوب رہی تھی۔ چاروں طرف بے رحمی و بیدردی کی اندھیاری چھائی ہوئی تھی انسان انسانیت کا پیام بھول چکے تھے۔ انسانی روح بے چین تھی۔ اور اس کی چیخوں سے فضائے عالم گونج رہی تھی۔ ہر طرف مایوسی و نامرادی کا زور تھا۔ اور ہر سمت وحشت و درندگی کا شور، انسانی عقل کا آئینہ زنگ آلود ہو چکا تھا۔ اور فطرت کے تمام مظاہر کی مٹی ہوئی اور بگڑی ہوئی شکلیں اس میں دکھائی دے رہی تھیں۔ شیطانی طاقتیں چاروں طرف ہنستی اور کھلکھلاتی پھر رہی تھیں۔ اور بے کس و بے بس انسانیت کے خون آلود لاشوں پر ابلیسیت کا خونیں تخت بچھا ہوا تھا۔ انسانوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا تھا لیکن درختوں، پتھروں اور ستاروں سے ڈرنے لگے تھے۔ وہ ضمیر کی آواز کو بھلا چکے تھے۔ اپنی روح کو کچل چکے تھے۔ اپنے جوہر کو کھو چکے تھے اور اپنا سب کچھ بتوں پر قربان کر چکے تھے۔ ٹھیک اس وقت جب کہ یہ حالت تھی اور قریب تھا کہ دنیائے انسانیت کی کشتی اس طوفان کی نذر ہو جائے کہ ناف زمین کے ایک گوشے سے خدا کا ایک نور چمکا۔

جس کی پہلی کرنیں فاران کی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر دیکھیں جو مکہ کی ایک چھوٹی سی بستی سے نمایاں ہوا۔ جو مدینہ کی فضاؤں سے ابھرا اور جو بالآخر دنیا کے ایک خشک و بے آب ریگستان کو انسانیت کے نور سے معمور کرتا ہوا دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک پھیل گیا۔ دنیائے انسانیت کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اور انسانی روح کو موت کی نیند سلا دینے والی شیطانی گرفت سے نجات میسر ہو گئی۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝

"تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک رسول آیا ہے جسے تمہاری تکلیفوں کا بیحد خیال ہے۔ اور جو تمہاری بھلائی کا بہت ہی زیادہ خواہاں ہے۔ پھر بھی اگر تم نہ مانو پھر (محمد کو) اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ وہی عرش کا مالک اور بھروسہ کے قابل ہے۔"

توحید حقیقی | یہ وہ زمانہ تھا۔ جب انسان نے دنیا میں لاکھوں کروڑوں خدا پیدا کر لئے تھے۔ اور اس کی پیشانی ہر ایک کے سامنے جھکی رہتی تھی۔ ریگستان کی بکھری ہوئی ریت کے ایک حقیر سے ذرے سے لیکر آسمان پر چمکنے والے زدشن آفتاب تک ان گنت خدا تھے۔ جن کے آگے ایک

انسان کو سر جھکا کر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ پھر ہر طاقتور انسان۔ کمزور انسان کا خدا تھا۔ انسان انسان کا غلام تھا۔ ہر کمزور یہ سمجھتا تھا کہ اس کی پیدائش ہی اس لئے ہوئی ہے کہ کوئی طاقتور اس کی گردن پر سوار ہو۔ کہیں فرعون کی ہیبت و جبروت کے تخت کے سامنے انسانوں کی صفیں سجدے میں پڑی ہوئی تھیں۔ اور کہیں نمرود و شداد کے دربار میں خدا کی مخلوق ہاتھ باندھے اور سر جھکائے دو زانوں بیٹھی ہوئی تھی۔ غرض ہر طرف انسانی روح پامال تھی۔ اور انسانیت کے بڑھنے اور پھیلنے کے امکانات ایک ایک کر کے ختم ہو رہے تھے۔ ایسے زمانہ میں محمدؐ عربی نے انسانیت کو اپنے فیضانِ رحمت کے چھینٹوں سے چونکایا اور بتایا کہ اے لوگو! تم اشرف المخلوقات ہو کر ایسی گندی باتیں کرو۔ تم سب سے بلند ہو کر سب سے پست ہو۔ تم سب سے اشرف ہو کر سب سے ذلیل بن جاؤ۔ اس وقت سے ڈرو جو آنے والا ہے اور تم سب کو ایک دن یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔

یہ سنتے ہی نکھرا گیا گلہ سارا ۔۔۔ یہ داعی نے للکار کر جب پکارا!

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ ۔۔۔ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

آج دنیا میں انتہائی شر و فساد کے باوجود بھی جو کچھ روشنی نظر آ رہی ہے۔ وہ ان ہی رحمتِ عالم کے چھینٹوں کا صدقہ ہے۔ یہ دنیا کی ایسی ابدی و ازلی سچائیاں تھیں جن کو انسان بھلا چکا تھا۔ ایسی

لازوال حقیقتیں تھیں جن کی طرف سے ہم نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ روشنی کی ایسی مشعلیں تھیں جسکو ہمارے دل کی سیاہی نے چھپا لیا تھا۔ لیکن قربان ہو جانے کو جی چاہتا ہے۔ اس برگزیدہ ہستی پر جس نے مشکلوں کے ہجوم، آفتوں کے وفور، مصیبتوں اور ایذا رسانیوں کی کثرت اور دل توڑنے والی آزمائشوں اور تکلیفوں کی شدت کے باوجود، ظالموں اور جابروں کی صفوں کو چیر کر ان سچائیوں کے چہرے سے نقاب الٹ دیا اور دنیا کو ڈنکے کی چوٹ یہ بتلا دیا۔ کہ سوائے ایک خدا کے جو نہ انسانوں کی طرح ہے۔ اور نہ جسے انسانی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں، کوئی اور خدا نہیں۔ اس لئے سارے چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں، بتوں اور دیویوں کو پاش پاش کر دو۔ اور صرف اس قادر مطلق کے آگے سر جھکاؤ جس کے دربار میں نہ کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا۔ اور جہاں ایک بڑے سے بڑا بادشاہ ایک گدائے بینوا دونوں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ محمدؐ عربی نے دنیا کو اس بھولی ہوئی سچائی سے روشناس کیا کہ انسان انسان سب برابر ہیں۔ پیدائش، رنگ یا نسل و نسب کی بنیاد پر کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ خدا کے سامنے سب یکساں درجہ رکھتے ہیں۔ البتہ بڑائی اس کے لئے ہے جو سب سے زیادہ نیک ہے۔ اور جس کے اعمال سے دنیا والوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

ورنہ ویسے تمام آدمی آدمؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور آدمؑ مٹی سے بنایا گیا ہے۔ فانکم من آدم وآدم من تراب (مشکوٰۃ)

انسانیت عظمیٰ کی بنیاد | سب جانتے ہیں کہ اسلام نے جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ توحید یعنی خدا کو ایک ماننا ہے۔ اسلام کا وہ بنیادی اصول جسے عرف عام میں کلمہ کہتے ہیں اور جس کے ماننے پر اسلام کا دارو مدار ہے۔ اس میں صرف یہی بتلایا گیا ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ اور محمدؐ اس خدا کی طرف سے ایک قاصد بن کر کچھ پیام لائے ہیں۔ بظاہر یہ بات بہت معمولی نظر آتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسانی ترقی کا بنیادی پتھر یہی عقیدہ ہے۔ اگر آج اس عقیدہ کو دنیا سے فنا کر دیا جائے تو دنیا کی تمام ترقیوں کی عمارت آن کی آن میں زمین پر آ رہے گی۔ خدا کو ایک ماننے کے معنی یہ ہیں کہ پھر انسان کائنات کی ہر چیز کو اپنا خادم سمجھنے لگتا ہے۔ اور وہ کسی ہیبت ناک یا غیر معمولی منظر سے ڈرنے کی بجائے اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جو قومیں توحید کی قائل نہیں ہیں ان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ فطرت کے مظاہر پر علمی حیثیت سے ایک لمحہ کے لئے بھی غور کر سکیں۔ غرض توحید کا دروازہ بند کر دینے کے معنے یہ ہیں کہ ایک طرف تو انسانی عقل کے تمام دروازے

بند ہوجاتے ہیں اور دوسری طرف ضعیف الاعتقادی اور توہمات کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں جن کا گندہ مظاہرہ بات بات پر ہوتا ہے۔ سینکڑوں دیوتا۔ ہزاروں خدا اور بے شمار اوتار اسی کے پیداوار ہیں۔

یورپ کی موجودہ حالت | آج جب کہ یورپ میں جنگ کی بجلیاں کوندرہی ہیں۔ انسانی خون پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ شہروں اور بستیوں کی بستی آبادیوں پر بموں کی بارش ہورہی ہے، ہر طرف تباہی وغارت گری کا سیلاب بہہ رہا ہے۔ اور انصاف وانسانیت کا لاشہ خون میں نہایا ہوا وسط یورپ کے میدانوں میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ توحید کے یہ قائل نہیں اور ایک خدائے قہار وجبار کا خوف ان کے دل میں نہیں۔ اور نسل ونسب کی برتری کے بھوت نے ہر قوم کے دماغ پر قبضہ پا لیا ہے ہر قوم اپنی اغراض پر ساری دنیا کو قربان کردینا چاہتی ہے۔ جرمنی چاہتا ہے کہ یورپ میں اور یورپ ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں جرمن قوم کا جھنڈا سب جھنڈوں سے بلند ہو۔ اٹلی کی آرزو بھی یہی ہے۔ روس بھی یہی چاہتا ہے۔ غرض یورپ کی ہر قوم اپنی قوم کے افراد کے علاوہ دنیا کے انسانوں کو انسان سمجھ کر ان سے مساوات وبرابری کا برتاؤ

کرنے کے لئے تیار نہیں اسی چیز نے آج ساری دنیا کو مصیبت کے بھنور میں گرفتار کر رکھا ہے۔ اگر نسل و برتری کا یہ نشہ آج دنیا کے دماغ سے اُتر جائے۔ اور دنیا پر نسل و نسب کے بھوتوں کی بجائے انصاف و محبت کے فرشتوں کے بازو سایہ فگن ہو جائیں تو یہ ساری کشمکش آن کی آن میں فنا ہو جاتی ہے۔ اور قطب شمالی سے لے کر قطب جنوبی تک ساری دنیا امن و عافیت کے گہوارے میں جھولنے لگتی ہے۔

تعلیم مساوات | آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے خدا کی زمین کے ایک خشک و بے آب ریگستان میں خدا کے بھیجے ہوئے ایک بندے نے بھی آواز بلند کی تھی۔ اور خدا کی خدائی میں بسنے والے انسانوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا تھا۔ کہ نسل و نسب کے بتوں کو پاؤں سے روند ڈالو۔ ساری بڑائیاں صرف خدا کی ذات کے لئے ہیں۔ دنیا کے سب انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ کا پتلا مٹی سے بنایا گیا تھا۔ اس لئے فخر و غرور سے گردنیں اونچی کر کے خدا کی زمین پر اکڑتے اور اینٹھتے ہوئے چل کر اپنے ہی جیسے دوسرے بنی آدم کو حقارت سے نہ دیکھو۔ تم میں سے اگر کوئی کسی مالدار باپ کا بیٹا ہے۔ کسی بادشاہ کی اولاد ہے یا کسی سردار کی نسل سے ہے۔ تو خدا کی بارگاہ

میں یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بارگاہ میں تو صرف تقویٰ اور پاکبازی کی پونجی ہی عزت و سرخروئی دلاسکتی ہے۔ یہاں تو تم میں وہی سب سے زیادہ بزرگ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔

بنیادِ امن و انصاف | چنانچہ جب تک انسانیت نے یہ درس یاد رکھا دنیا میں امن و انصاف کی مشعل روشن رہی لیکن جب یہ درس بھلا دیا گیا۔ تو ساری دنیا بدامنی و بے انصافی کے شعلوں میں گھر گئی اور آج انسانیت کا جھلسا ہوا جسد انہی شعلوں کے بیچ سے پناہ! پناہ!! کی پکار بلند کر رہا ہے۔ لیکن کوئی نہیں جو اس پکار کو پہنچے نفسی نفسی کا عالم ہے اور ہر ایک کو صرف یہی فکر ہے؟ خدا نے تو قبائل و شعوب صرف اس لئے بنائے تھے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکیں لیکن ہم نے ان قبائل و شعوب میں سے کسی کو شریف اور کسی کو رذیل سمجھ کر انسانی شرافت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ مختلف قوموں۔ قبیلوں اور نسلوں میں جو امتیاز ہے۔ وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے مختلف انسانوں کے رنگ و روپ اور سیرت و صورت میں امتیاز ہوتا ہے۔ پھر جس طرح تم پہچاننے کے لئے افراد کا نام رکھ لیتے ہو۔ اسی طرح دنیا کے مختلف حصوں میں بسنے والوں کو پہچاننے

کے لئے اجتماعاً ایک نام دے دیا گیا تھا لیکن جس طرح افراد کا نام کوئی عزت کی نشانی نہیں بلکہ اس کی غرض محض پہچاننا ہے اسی طرح قوموں، قبیلوں اور نسلوں کی تقسیم محض تعارف کے لئے کی گئی تھی۔ مگر افسوس کہ آج اس تقسیم کی ہر ٹولی نے عزت و سربلندی کے تمام حقوق اپنے لئے غصب کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ اور ہر جگہ انسانیت پاؤں تلے روندی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ لیکن آج جب کہ یورپ میں نسل و نسب کا عفریت جھومتا ہوا پھر رہا ہے اور اس کے ناخن و چنگال کے ہر رگ و ریشہ سے انسانی خون کے فوارے بہہ رہے ہیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ایک بار ہم پھر دنیا کو اسلامی مساوات سے بھر دیں ؎

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

پیغمبرِ اسلام اور عورت

اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے قبل عورت دنیا میں ایک لعنت سمجھی جاتی تھی۔ عرب کے باشندوں کا عقیدہ تھا کہ عورت کو دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اسی باعث جب کسی اچھے خاندان میں کوئی لڑکی پیدا ہوتی تھی تو وہ گھر ماتم کدہ بن جاتا تھا۔ اور پیدا ہوتے ہی لڑکیاں زندہ دفن کر دی جاتی تھیں۔ لوگ اپنے گھروں کو لڑکیوں سے بالکل پاک و صاف رکھنا چاہتے تھے۔ تاکہ ان کو پال پوس کر جوانی میں دوسروں کے حوالے نہ کرنا پڑے!

جو لڑکیاں بعض گھرانوں میں خاص رسوم یا خاص حالات کے ماتحت زندہ رہ جاتی تھیں۔ ان کی حیثیت گھروں کی لونڈی غلاموں اور مال و اسباب کی سی ہوتی تھی۔ چنانچہ جب کوئی شخص مرجاتا تھا تو اس کے مال و اسباب کی طرح اس کی بیوی بھی اس کے بیٹے کو مل جاتی تھی گویا وہ بھی سامانِ وراثت کا ایک حصّہ تھی۔

اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ کی آمد سے قبل عورت کی کیا حیثیت تھی۔ اسلام کا اعلان ہوتے ہی حالات بدل

گئے لڑکوں اور لڑکیوں کو مساوات عطا فرمائی گئی۔ اور پیغمبر اسلام کی ذات مبارک کی بدولت عورت کو دنیا میں زندہ رہنے کا حق مل گیا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ ان لوگوں میں تھیں جو سب سے پہلے اسلام لائے مسلمانوں میں یہ شرف صرف عورتوں کو حاصل ہے کہ سرکار دو عالم نے ذیل کے الفاظ میں ان کی امداد کا اعتراف فرمایا۔

"جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ نے میری تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ ایمان لائیں جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی۔"

میں نہیں جانتا کہ ایسے صاف الفاظ کے بعد عورت کے عز و شرف میں کیا کمی رہ جاتی ہے؟ مسلمانوں کا ابتدائی دورِ حیات بہت مشکلات کا زمانہ تھا۔ اس وقت ایک عورت یعنی حضرت خدیجہ کا مال و دولت مسلمانوں کے کام آیا اور اس فضیلت میں عورت کو مردوں کے ساتھ جگہ ملی۔ پھر مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے ان کو لڑائیوں میں گھسیٹا گیا تو عورتوں نے میدانِ جنگ میں مردوں کے دوش بدوش خدمات انجام دیں اور اس بزرگی میں برابر کا حصہ پایا۔ پھر اسلام کو امن کا زمانہ نصیب ہوا تو دنیا کے محسنِ اعظم نے عورت کو کسی

معاملہ میں بھی مرد سے پیچھے نہ رکھا۔ چنانچہ جب مردوں کے لئے وعظ درس اور ارشاد کی مجلسیں منعقد ہونے لگیں اور شرم و حجاب کے سبب عورتیں وہاں نہ آئیں تو سرکار دو عالم نے ان کی درخواست پر ان کی مجلسوں کے لئے ایک علیحدہ دن مقرر فرما دیا۔

اسلامی تعلیم میں عورت کو کیا رتبہ دیا گیا۔ اس کا بہترین جواب وہ کتاب آسمانی ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا آئین ہو کر آئی (اس نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کے خلاف سختی سے حکم دیا) دنیا کے مال و اسباب اور وراثت و جاگیر میں بیٹی بیوی اور ماں کا حصہ مقرر فرمایا۔ یعنی عورت کی ساری حیثیتیں قبول کر کے اسے دنیا میں کسی کا محتاج ہونے سے بچا لیا۔ مرد کو یہ حکم دیا کہ عورت تمہارا لباس ہے، اور تم اس کا لباس ہو یعنی تم دونوں مساوی ہو۔ اور جس طرح لباس سے انسانوں کو زینت ملتی ہے تم کو بھی ایک دوسرے سے زینت حاصل کرنی چاہئے۔ یہ بھی فرمایا کہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں یعنی جس طرح زمیندار کی ساری امیدوں کا مرکز ساری خوشیوں کا محور اور ساری تمناؤں کا محصل اس کی کھیتی ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہاری تمام مسرتوں کا مدار اور تمام آرزوؤں کا پیکر اور تمام امیدوں کا منبع عورت کی ذات ہونی چاہئے۔ یہ بھی حکم دیا کہ تم اپنی عورتوں سے اچھا اور نیک

سلوک کیا کرو۔

یہ تو تھے اللہ تعالےٰ کے حکم اب یہ دیکھ لیجئے کہ خود سرکارِ دو عالم نے کیا فرمایا۔ اور کیا کیا فرمایا تم لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرے۔ کیا عورت کی ذات اس سے زیادہ کسی اور چیز کی آرزو کر سکتی ہے۔ عورت کے لئے پیغمبرِ اسلام صلعم کا یہ احسان رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ کہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کا پرچم حضرت عائشہ رضؓ کے دوپٹے سے بنایا گیا تھا۔ یہ وہ جنگ ہے جس میں مسلمانوں کو سب سے پہلی فتح نصیب ہوئی جس میں خدائے پاک کے حکم سے فرشتوں نے مسلمانوں کی امداد کی۔ ایک عورت کی اوڑھنی کا پرچم مسلمانوں کی فتح عزت اور بلندی کا علم بن گیا اور اس طرح رسولِ پاک صلعم نے عورت کی فضیلت اور بزرگی کا علم بلند کر دیا۔ یہ عزت بھی عورت ہی کے لئے مخصوص ہے کہ اس کی بے گناہی پر قرآن مجید نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی سرورِ کونین صلعم کی سب سے زیادہ اور سب سے صحیح حدیثیں دنیا میں محفوظ رکھنے کا شرف بھی اسلام نے عورت ہی کو دیا۔ سرورِ دو عالمؐ اپنی ازواج کے ساتھ جس عمدگی اور عزت کا سلوک فرماتے تھے وہ بجائے خود ایک طویل مضمون ہے اور میں اسے چھیڑنا نہیں چاہتا۔ اس بیان سے آپ نے اندازہ فرما لیا ہوگا کہ حضرت رسالتمآبؐ نے کس طرح خاک سے اٹھا کر آسمان پر پہنچایا۔

سرکارِ رسالت پناہ کا
سب سے بڑا تحفہ قرآن حکیم

ام الکتاب فرقانِ حمید کے لئے خالقِ عالم نے عالمِ آب و گل کی تماشا گاہ میں اُس پاک شخصیت کا انتخاب کیا۔ جس کی محترم اور محمود زبان پر اس پیامِ ربانی کے نوری حروف نے نزولِ اجلال فرمایا۔ اور جو عامِ رحمت و برکت کی خوشخبری بزمِ انسانیت و بشریت کو سنا گیا اس کتاب میں ہدایت کے خزانے ودعائیں پنہاں ہیں جس سے انسان اپنے قلب کو سکونِ ابدی و اطمینانِ غیر فانی کا گہوارہ بنا سکتا ہے۔ اپنی تمام اخلاقی تمدنی اور معاشرتی ترقیوں سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے ظلمت و الحاد کی تنگ و تاریک وادیوں سے نکل کر علم و عرفان کی رشید کرنوں سے اپنے دل و دماغ کو مطمئن کر سکتا ہے۔ اپنی حیاتِ مستعار کی شاہراہِ عظیم پر گامزن ہو سکتا ہے۔ اور یہ ازلی و ابدی بشارت کا آخری پیغام نازل بھی اسی واسطے ہوا کہ یہ ضعیف الخلقت ہستی دنیائے فانی کے تمام رشتے اور اس تیرہ خاکدانِ عالم کے سارے بندھن توڑ کر عرش و کرسی کے مالک سے لو لگانا سیکھ لے گمراہیوں اور ضلالت کی

گھاٹیوں سے نکل کر ہدایت کے مرکز میں پناہ گزین ہو۔ برائیوں کا قلع قمع کر دے بحرِ چشمۂ رحمت اور حق و انصاف کا مجسمہ بن جائے۔ تمام بنی نوع انسان کا درد اس کے دل میں پوشیدہ ہو۔ اور عام لوگوں کے واسطے رحمت ثابت ہو۔ تاریخ اس بات کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ رفعتِ عہدِ عتیق مسطرب سازِ حدیق ہیکلِ تقدیس و نورِ رنگ تجلی گاہِ طور تاجدارِ مدینہ حضرت محمدؐ پر جب قرآن حکیم نازل ہوتا ہے۔ تو عرب کی سیاسی تمدنی اخلاقی اور معاشرتی حالت کیا تھی ملاحظہ ہو۔ انسان کو بتوں کی بھینٹ چڑھایا جاتا۔ باپ کی منکوحہ بیٹوں کو وراثت میں بطورِ ترکہ ملتی۔ حقیقی بہنوں سے شادی جائز تھی۔ قمار بازی اور شراب خوری زناکاری کا رواج عام تھا۔ غرضیکہ ان میں کوئی ایسی خوبی نہ تھی کہ جو صفحۂ تحریر پر لائی جاسکے۔ مگر قرآن کے نازل ہونے نے ان پر مسیحائی کا اثر کیا۔ آنِ واحد میں ان کی کایا پلٹ گئی۔ کیونکہ قرآن نے بدعہدی وعدہ خلافی، سب و شتم، غیبت و بدگوئی وغیرہ کو معصیت اعظم قرار دیا۔ بددیانتی اور دھوکہ و فریب کو عذابِ الٰہی کا موجب قرار دیا۔ قمار بازی اور شراب خواری کا انسداد کیا۔ جھگڑوں تنازعوں کا استیصال کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل پیش کیا۔ سرمایہ داروں اور مزدوروں، شاہوں، اور گداؤں امیروں اور غریبوں کے باہمی

تفاوت کو رو کنے کی خاطرِ زکوۃ و صدقات کا زرّیں اصول بتایا۔
زناکاری و بدکاری کی تمدنی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ چار نکاحوں کی
اجازت دی۔ ناموافقت مزاج کی صورت میں دونوں کو ایک دوسرے
سے علحدہ ہونے کی اجازت دی۔ حقوق اللہ وحقوق العباد کی تشریح
کر دی۔ غرضیکہ اس کتاب میں تمام ارضی و سماوی دینی و دنیوی جہاد و
قتال کے احکامات مکمل طور پر نازل فرما دیئے۔ جن کا اثر یہ ہوا کہ
شقی و سنگدل رحم کے مجسمے بن گئے۔ پانی پانی پر کٹ مرنے والوں
نے اصولِ جہانداری و مدارات کی اہمیت جان لی۔ کھیڑوں اور
بکریوں کے ریوڑ چرانے والے جہانبان بن گئے۔ سفلی جذبات
کچل کر انہوں نے جذباتِ عالیہ پیدا کئے۔ پس پھر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ
کے برکات و نعائم ان پہ نچھاور ہونے لگے اور وہ دنیا کے گوشے
گوشے کونے کونے اور پستی و بلندی پہ حکمرانی و جہانبانی کرنے کی
خاطر قرآن کریم کو سینوں میں رکھ کر پہنچ گئے۔ واقعات شاہد ہیں
کہ جب عرب جیسی اجڈ اور خانہ بدوش قوم نے قرآنِ پاک کو سینوں
کے سفینوں میں بند کر لیا تو دنیا کی بلندیاں پستیاں حتیٰ کہ زمین کی
پہنائیاں ان کے عزائم عالیہ کے سامنے تنگ ہو گئیں۔ اور صدر
نشینانِ عالم ان گودڑی والی بارگاہوں میں دست بستہ لرزہ براندام

دم بخود کھڑے رہتے تھے۔ یہ صرف اسی لئے تھا کہ وہ لوگ قرآن کے عامل و حامل تھے، اِن کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ قرآنِ پاک کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ مگر آج یہ حالت ہے کہ جس کو دیکھ کر آنکھ اشکبار ہے۔

غمِ جاں سوز ہے سینے میں وہ قلزم اُبلتے ہیں
کہ میری چشمِ تر سے خون کے آنسو نکلتے ہیں

اب بھی اگر ملتِ اسلامیہ زندہ ہو سکتی ہے تو صرف قرآنِ پاک کی تعلیم کو زندہ کرنے سے ہم قعرِ مذلت سے نکل کر اوجِ ثریا پہ پہنچ سکتے ہیں تو صرف قرآنِ پاک کے احکام کی پابندی کرنے سے!!

سیرتِ نبوی کا اثر دنیا کے علوم و فنون پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرت کا ایک زبردست احسان جو عالم اور عالم کے رہنے والوں پر ہوا وہ دنیا کو علوم و فنون کی عظیم الشان دولتوں سے مالامال کرنا تھا۔

اسلام نے حضرت آدم کی عظمت صرف علم قرار دیا جیسا کہ سورۂ بقر کے ابتدائی حصے ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اس قدر تاکید فرمائی کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ فرمایا ہم نبیوں کے گروہ سے ہیں کسی کو درہم و دینار کا ترکہ نہیں دیتے ہیں بلکہ علم کو وراثت میں دیتے ہیں۔ پس علماء نبیوں کے وارث ہیں (طبرانی صفحہ ۴۹)

یہاں تک کہ شہادت جیسا عظیم تر مرتبہ جو بغیر میدان جہاد میں تڑپے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ طلب علم سے حاصل ہو جاتا ہے۔ فرمایا من مات فی طلب العلم فقد مات شہیدا۔ جو علم کی طلب میں مرا وہ شہید ہوا (بخاری شریف)، ان فضائل کی وجہ سے مسلمان علم کے خزانے دنیا کو لٹانے میں مصروف ہو گئے اس کی ایک جھلک ملاحظہ

ہو۔

عہدِ رسالت اور خلفائے راشدین

جب آنحضرتؐ نے تبلیغ اسلام شروع کی تو جن مصائب کا سامنا آپ کو کرنا پڑا، وہ سب پر ظاہر ہے۔ اور ایسی صورت میں جب کہ لاکھوں افکار آپ کے پیش نظر تھے، علوم و فنون کی طرف کوئی توجہ نہ ہو سکتی تھی، تاہم جب آپ کے پیش نظر کوئی ایسا موقع آیا تو آپ نے ضرور فائدہ اٹھایا، چنانچہ آپ نے بدر کے قیدیوں کو صرف اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ لوگوں کو لکھنا سکھائیں۔ پھر اس کے ساتھ اگر رسول اللہ کی احادیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے کن کن طریقوں سے لوگوں کو علوم و فنون سیکھنے کی طرف رغبت دلائی ہے۔ رسول اللہ کے بعد خلیفۂ اوّل کا عہد شروع ہوا لیکن افسوس ہے کہ وہ بہت کم رہا۔ خلیفۂ دوم نے نسبتاً طویل زمانہ پایا، لیکن آپ کو حکومت اسلام کی بنیاد ہی استوار کرنے سے فرصت نہ ملی تھی کہ قدرت نے اس عجیب و غریب ہستی کو اپنے پاس بلا لیا۔ خلیفۂ ثالث کا عہد بے شک طویل تھا، لیکن آپ کی صداقت اور نیکی سے لوگوں نے اس قدر ناجائز فائدہ اٹھایا کہ آخر کار اندرونِ ملک میں انتشار و افتراق کی آگ مشتعل ہو گئی جس کی چنگاریاں صدیوں بعد تک تمام اکنافِ عالم میں اڑتی رہیں

خلیفۂ چہارم نے باوجود اس کے کہ حد درجہ بدامنی کی حالت

میں عنانِ خلافت ہاتھ میں لی اور حکومتِ اسلام کے دو حصے آپ کے عہد ہی میں ہو گئے، تاہم آپ علم کی طرف سے غافل نہیں رہے۔ اور آپ ہی کے اشارہ سے الاسود الدولی نے زبانِ عربی کو صحیح لکھنے اور صحیح بولنے کے قواعد مرتب کئے۔ اس کے بعد خلیل نے علم عروض کے قواعد مرتب کئے اور آخر کار بصرہ و کوفہ مسلمانوں کی ادبی تحریکات کا مرکز ہو کر رہ گئے، جن سے کسائی اور سیبویہ کی مشہور ہستیوں کو کبھی جدا نہیں کیا جا سکتا۔

عہدِ بنی امیہ | عہدِ بنی اُمیہ کے ساتھ ہی حکومتِ اسلام کا رنگ بدل گیا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ وہ مذہبی حکومت جو خلفائے راشدین کے عہد میں پائی جاتی تھی، مفقود ہو گئی اور اس کے بجائے دنیاوی جاہ و جلال کے مناظر ہر طرف نمودار ہونے لگے، لیکن اسی کے ساتھ یہ کہنا کہ بنو امیہ نے ترقی تعلیم و تہذیب کی طرف توجہ نہیں کی حقیقتاً انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسپرٹ آف اسلام کے مصنف نے کیونکر ایسا غلط الزام بنو امیہ پر لگا کر اپنی عصبیت کو اس بُری طرح سے ظاہر کرنا پسند کیا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خاندانِ بنی امیہ کے بعض افراد (مثلاً ولید ثانی، یزید ثالث اور مروان ثانی) ایسے تھے جن پر یہ الزام عاید ہو سکتا

ہے لیکن کیسا صریح ظلم ہے کہ ان بعض افراد کے حال پر قیاس کر کے سارے خاندان بنی آمیہ کی نسبت تو یہ حکم لگا دیا جاتا ہے لیکن خاندان بنی عباس میں (جس کی علم پروری کے افسانے اس قدر مشہور ہیں) مستنجد اور مقتدر کے واقعات کو پیشِ نظر رکھ کر سارے خاندان عباسیہ کو علم و تہذیب کا دشمن قرار نہیں دیا جاتا۔

امیر معاویہ جو خاندانِ بنی امیہ کے جو سب اولین ہیں (اُن کی نسبت خواہ کوئی کچھ ہی کیوں نہ کہے) لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ بڑے دل والے اور سیر چشم آدمی تھے۔ آپ نے اپنی مسیحی رعایا کے ساتھ جس سلوک کو روا رکھا، اگر اس کو بازنطائن فرمانروایان کے طرزِ عمل کے ساتھ ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ امیر معاویہ کس قدر فراخ دل رکھتے تھے۔ دنیا کو معلوم ہے کہ آپ ہی نے ایک مسیحی طبیب ابن اثال کو اپنے دربار میں بلا کر حکم دیا تھا کہ طب کی کتابیں عربی میں ترجمہ کرے اور آپ ہی نے عابد کو صنعار سے طلب کر کے مجبور کیا تھا کہ وہ شاہانِ یمن کی تاریخ کو ایک جگہ کتابی صورت میں محفوظ کر دے۔

امیر معاویہ کا بیٹا اور جانشین، یزید بھی اچھا شاعر تھا اور شعراء کی قدر کیا کرتا تھا اور خالد ابن یزید کو تو علوم کی طرف خاص شغف تھا۔

چنانچہ اُس نے متعدد آدمی متعین کئے تھے کہ وہ مختلف کتابیں، عربی زبان میں منتقل کریں اور اگر ابن ندیم اور ابن ابی عصیبہ کی روایت پر اعتماد کیا جائے، تو خالد کے اکتسابات علمیہ کا درجہ بہت بلند نظر آتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز، مصر کے گورنر ہی تھے کہ یونانی علوم کی طرف آپ کو توجہ ہوئی، چنانچہ ابن الجبر سے جو سکندریہ میں یونان کے علوم فلسفیہ کا بہت بڑا ماہر تھا، آپ نے ملاقات پیدا کی اور یہ مراسم اس حد تک مستحکم ہو گئے کہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو ابن الجبر کو سارے محکمۂ حفظانِ صحت کا منتظم بنا دیا۔

ابن ابی عصیبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی کے عہد میں یونان کے بہت سے علوم و فنون مصر سے انطاکیہ اور حران میں منتقل ہوئے اور وہاں سے دیگر بلادِ اسلامی میں۔

ہشام بن عبدالملک، اک اعلیٰ درجہ کا محارب ہونے کے ساتھ ہی جیسا قابل و فاضل خلیفہ تھا، وہ تاریخ کا روشن واقعہ ہے۔ اس کا وزیر کاتب خصوصی وہی سالم تھا جو اپنے عہد کا بڑا مشہور زبان داں تسلیم کیا جاتا تھا اور جس نے ارسطاطالیس کی متعدد کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کیا۔ سالم کے بیٹے جبلہ نے بھی متعدد تاریخی کتابیں فارسی سے عربی میں ترجمہ کیں۔

ابنِ ندیم نے بیان کیا ہے کہ اکاسرۂ عجم کا جو علمی خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا۔ اس میں ایک تاریخ ایران بھی تھی جو نہایت بسیط و مفصل ہونے کے علاوہ مصور بھی تھی، چنانچہ خلیفہ ہشام نے ۱۱۳ھ میں اس کا ترجمہ عربی میں کرایا۔ جسے مسعودی نے خود بمقام اصطخر ۳۰۳ھ میں دیکھا تھا۔

عبد القاسم حماد، جس کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ اس نے ایک بار ایک نشست میں ۲۹۰۰ قصیدے شعراء جاہلیت کے سنا دیے ولید ابن عبد الملک اور ہشام ہی کے دربار کا شخص تھا۔ اور اگر انصاف سے کام لیا جائے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہیں خلفاء کی کوشش تھی جس نے قدیم شعراء کے کلام کو محفوظ رکھا ورنہ آج ایک لفظ بھی عہدِ قدیم کے لٹریچر کا نظر نہ آتا۔

ہر چند ہشام کے ساتھ ہی عہد بنی امیہ کے عروج کا بھی خاتمہ ہو گیا، تاہم اس وقت تک جو کچھ ہو چکا تھا وہ بھی کم نہ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ بنیاد تھی جس پر بعد کو بنو عباس نے اپنی عمارت قائم کی اور اگر اسی کے ساتھ اسپین کی اموی خلافت قرطبہ کو بھی سامنے رکھا جائے جس نے قرونِ وسطیٰ میں اپنے علم و تہذیب کے کارناموں سے دنیا کو متحیر کر دیا، تو شاید خاندانِ بنی امیہ کے احسانات علمیہ کا کوئی استقصاء

ہو ہی نہیں سکتا۔

عہد بنی عباس | جب بنو عباس کا عہد شروع ہوا، تو انہوں نے عہد بنی امیہ کے علمی باقیات الصالحات کو نہ صرف محفوظ رکھا، بلکہ اس میں ترقی پیدا کرنے کی کوشش تام کی۔ چونکہ حکومت بنی عباس کے اصول بنو امیہ سے الگ تھے اور ان کے امیال و عواطف زیادہ تر عجمی عنصر سے متعلق تھے اس لئے ان کی کوششیں بھی جدا تھیں اور علمی مساعی کے حدود بھی بنو امیہ سے ذرا مختلف تھے۔

اس زمانہ میں نہ صرف تاریخ پر توجہ کی گئی بلکہ علم الفقہ، فلسفہ اور دیگر علوم عقلیہ کی طرف بھی کافی اعتناء کیا گیا اور چونکہ اس عہد میں یونانی تہذیب کے ساتھ عجمی مذاق بھی مل گیا تھا، اس لئے انہوں نے شائستگی کی طرف نہایت سریع قدم اٹھایا۔ لیکن اسی کے ساتھ انحطاط و زوال کے وہ جراثیم بھی پیدا ہو گئے جو دنیاوی جاہ و جلال، مادی دولت و ثروت اور انسانی تہذیب و شائستگی کے اجزاء لازم ہیں اور جنہوں نے آخر کار دولت عباسیہ کا شیرازہ منتشر کر دینے میں کوئی دقیقہ کوشش کا فرو گذاشت نہیں کیا۔

عرب میں یونانی علوم و فنون کا رواج تین ذرائع سے ہوا۔ اسکندر اعظم کے وقت سے دجلہ و فرات کے درمیان کا حصہ تمام

یونانی تہذیب سے متاثر تھا۔ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہ اسپارٹا کے دربار میں کراسس کی موت کی خبر پہنچی تو اس وقت وہاں یوریپڈس (یونان کا نہایت مشہور شاعر و ڈرامانگار) کا ایک ڈرامہ جو ٹریجڈی سے متعلق تھا، دیکھا جا رہا تھا۔ اس کے بعد ۵۳۱ء میں ساسانی بادشاہ، خسرو انوشیرواں نے خوزستان میں جند شاپور کے مقام پر ایک اکیڈیمی (مجلسِ علمیہ) قائم کی، جو ساسانی حکومت کے زوال کے بعد بھی تین صدی تک قائم رہی۔ یہاں یونانی طب و فلسفہ کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

اس کے بعد شامیوں نے دوآبہ دجلہ و فرات میں عربوں کے اندر یونانی فلسفہ کا مذاق پیدا کیا اور یہ مذاق اُن میں اس حد تک رچ گیا کہ مذہب عیسویت کے متعلق جو خیالات اُنہوں نے قائم کئے وہ بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس طرح حکومتِ بازنطائن نے جو فائدہ اس سے اُٹھایا وہ تاریخ کا کھلا ہوا واقعہ ہے۔

چونکہ حکومت بازنطائن کے زیر اثر، یونانی اور رومن حکماء سے اہلِ عرب کو تبادلۂ خیالات کا بہت موقع ملتا تھا، اس لئے وہ اُقلیدس افلاطون اور ارسطاطالیس کی کتابیں عام طور سے پڑھتے تھے اور اُن سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ علاوہ اِس کے انطاکیہ اور موصل کے درمیان

شامی عیسائیوں کی جماعتیں خانقاہوں کے اندر یونانی کتابیں عربی میں منتقل کر رہی تھیں، اور اس طرح علوم یونانی کے ساتھ ساتھ مسیحی خیالات بھی آہستہ آہستہ عربوں میں پھیلتے جاتے تھے۔

حران کے رہنے والے (شام کی یہی جماعت ایسی تھی جو اپنے اصلی مذہب پر قایم رہی) بھی خاص ذریعہ ہیں جن سے عربوں نے یونانی تہذیب کو حاصل کیا، چونکہ اہلِ حرّان، عربی زبان نہایت اچھی جانتے تھے۔ اس لئے جو تراجم اُن کے ذریعہ سے ہوئے وہ نہایت مکمل تھے۔

خاندانِ عباسیہ کے عروج کا بنیادی پتھر منصور نے رکھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اُس کے عہد میں زبان عربی کو بہت ترقی حاصل ہوئی، سیبویہ، کسائی، خلیل اسی عہد کے درخشندہ گوہر تھے اور اسی نے کسائی کو اپنے بیٹے مہدی کی تعلیم کے لئے بہ حیثیت اتالیق مقرر کیا تھا۔ اصمعی بھی اسی زمانہ میں ہوا ہے، جو اپنی قوتِ حافظہ کے لحاظ سے تاریخ عرب کی ایک نہایت ہی مشہور ہستی ہے۔

ذہبی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴۳ھ میں علماء اسلام نے فقہ، حدیث اور تفسیر کی کتابیں مدوّن کرنا شروع کیں۔ چنانچہ ابن جریج کہ میں اور امام مالک (صاحب مؤطا) مدینہ میں، اوزاعی، شام میں، ابن ابی عروبہ، حماد، ابوسلمہ، بصرہ میں، معمر، یمن میں اور سفیان الثوری، کوفہ میں۔

مصروفِ تصنیف و تالیف تھے۔

جب ۱۴۸ھ میں خلیفہ منصور، بیمار ہوا اور اس کے دربار کے اطبائی نے جواب دے دیا، تو اُس نے جارج کو جو جند شاپور کی مجلس علمیہ کا مہتمم تھا۔ طلب کیا اور اس کے علاج سے فائدہ ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد سے دربار خلیفہ میں متعلقین اکیڈیمی کا اثر قائم ہو گیا اور بعد کو جارج کا پوتا جبرئیل، ہارون الرشید کے دربار کا طبیب خاص مقرر کیا گیا۔

منصور کے عہد میں ایک اور شخص ابن مقفع بھی تھا، جو عربی اور فارسی کا بڑا زبردست ماہر تھا۔ اس نے کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی زبان میں کر کے سب سے پہلے عربوں میں رومان کا مذاق پیدا کیا، جس کی ارتقائی صورت الف لیلیٰ نظر آتی ہے۔ ابن مقفع نے شاہنامہ کا ترجمہ عربی میں کیا۔ اور یہی وہ تصنیف تھی جو بعد کو شاہنامہ فردوسی کی بنیاد قرار پائی۔

معقولات کو، جن کی ابتدا حسن بصری سے ہوئی تھی ابتدا عہد عباسیہ میں زیادہ ترقی حاصل ہوئی اور خلیفہ منصور نے غیر مذاہب کی کتابوں کا بھی ترجمہ عربی میں کرایا۔ چنانچہ تعلیمات مانی کی کتابیں بھی اسی عہد میں ترجمہ کی گئیں۔ اس کے علاوہ سنسکرت کی کتابوں پر بھی توجہ کی گئی۔ جن میں سے ایک سدھنتا خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس وقت معقولات کا رواج زیادہ ہوتا جاتا

تھا، لیکن اس کے ساتھ منقولات کو بھی پسِ پشت نہیں ڈالا جا سکتا تھا اور ان کا اثر اس قدر قائم تھا کہ مامون بھی خلقِ قرآن کے مسئلہ کو عام طور سے رائج نہ کر سکا۔

عہدِ عباسیہ کے ابتدائی دس سال کے اندر علم الفقہ شروع ہو کر مرتب ہو گیا، عہدِ منصور میں ابو حنیفہ، عہدِ ہارون میں مالک و شافعی اور عہدِ مامون میں احمد ابن حنبل وہ ہستیاں تھیں جن سے آج بھی ہر مسلمان اچھی طرح واقف ہے۔ خلیفۂ مہدی کا زمانہ چنداں قابلِ ذکر نہیں، کیونکہ اس نے علومِ عقلیہ کی سخت مخالفت کی۔ لیکن اس کے بعد ہارون نے اس کی بہت کچھ تلافی کر دی۔

ہارون نے ایک بیت الحکمۃ ہی صرف اس لئے قائم کیا تھا کہ وہاں نہ صرف پہلی کتابیں . . . محفوظ رہیں بلکہ اور جدید تصانیف، مختلف علوم کی شائع کی جائیں فضل ابن نوبخت کو فارسی کتابوں کا مہتمم بنایا گیا، اور وہ یونانی کتابیں جنہیں ہارون، ایشیائے کوچک کی طرف سے لایا تھا، یوحنا ابن ماسویہ کے سپرد کی گئیں۔ ہارون الرشید اپنے علم پروری کے لحاظ سے عجیب و غریب خلیفہ گزرا ہے۔ اسی نے ایک بار سفیان ابن عینیہ کو ایک لاکھ درہم اور اسحاق موصلی کو دو لاکھ درہم بطور علمی انعام کے دے دیئے اور یہی وہ خلیفہ تھا جس نے مروان ابن ابی حفصہ

کو صرف ایک نظم کے صلہ میں پانچ ہزار دینار، ایک خلعتِ زریں، ایک گھوڑا اور دس یونانی کنیزیں ایک وقت میں بخش دیں۔

الغرض اس کا دربار علماء و شعراء، حکماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ اور اس کی قدر دانی علم کی شہرت تمام اطرافِ عالم میں پھیل گئی تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ وہ معقولات و منقولات کی تطبیق کا سخت مخالف تھا۔

اس کے بعد جب مامون کا عہد آیا تو مذہبی آزادی زیادہ بڑھ گئی اور اس نے خلقِ قرآن کے مسئلہ کو خود پیش کر کے علماء عصر کی تصدیق کرانی چاہی، جس میں زیادہ کامیاب نہیں ہوا۔

مامون لٹریچر، فلسفہ اور دیگر علوم و فنون کا بہت بڑا قدر شناس تھا اور اس کے عہد میں علوم اسلامی نے اس قدر ترقی کی کہ اس کی نظیر کسی اور بادشاہ کے عہد میں نہیں مل سکتی۔

چونکہ مامون کی ماں اور بیوی دونوں ایرانی النسل تھیں اور علاوہ اس کے اس کا ابتدائی زمانہ مرو میں بسر ہوا تھا جہاں ایرانی تہذیب کے مناظر کثرت سے نظر آتے تھے، اس لئے اس کے عہد میں ایرانیوں کو بہت درخور حاصل ہو گیا۔ اور اس نے اپنے تمدن کو ساسانی بادشاہوں کے انداز پر قائم رکھنا چاہا۔ جو بظاہر بہت خوشنما بات تھی، لیکن وہی آخر زوال خلافت کا باعث قرار پائی۔

ہارون الرشید کے عہد میں جو بیت الحکمتہ قائم ہوا تھا۔ اس کو مامون نے اور زیادہ ترقی دی اور اس نے قیصر روم کے پاس سے یونانی کتابیں منگوا کر عربی میں ان کا ترجمہ کرایا۔ حنین اور یعقوب کندی مخصوص طور پر یونانی کتابوں کا ترجمہ کرنے پر مامور تھے۔ ان کے علمی کارنامے اس قدر ہیں کہ ان کے ظاہر کرنے کے لئے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔

مامون کو علم ہیئت و نجوم کی طرف بھی خاص رجحان تھا، چنانچہ اس کے اشارے سے یحییٰ ابن ابی منصور المامونی نے جو زیج الممتحن اور کتاب العمل کا مصنف ہے، بغداد و دمشق کے قریب رصد گاہیں قائم کیں۔ لیکن مامون کی بے وقت موت کی وجہ سے یہ کام انجام کو نہ پہنچ سکا۔ محمد ابن موسیٰ بن شاکر کا زمین کی پیمایش کی طرف متوجہ ہونا بھی مامون ہی کے حکم سے ہوا تھا۔

مامون کے بعد المعتصم کا عہد شروع ہوا، جو ایک سپاہی مزاج خلیفہ تھا، اس لئے علوم و فنون کا وہ سیلاب جو مامون کے عہد میں رونما ہوا تھا، اس کے عہد میں رک گیا اور تقریباً دس سال تک اسی حالت میں رہا۔

جب ۲۲۷ھ میں واثق سریر آرائے خلافت ہوا تو پھر وہی علمی بیداری ہر جگہ نظر آنے لگی، جو عہد مامون میں پائی جاتی تھی۔ اس کے عہد میں بھی کثرت سے غیر زبانوں کی کتابیں عربی میں منتقل ہوئیں اور مذہبی

آزادی بہت بڑھ گئی۔ یوحنا ابن ماسویہ اس کا دستِ راست ہو گیا۔ اور بے شمار انعامات اس نے حاصل کئے۔ مسعودی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ واثق نے اس کو تین لاکھ درہم اُٹھا کر دے دیئے۔

اس کا جانشین، المتوکل ہر چند ایسا علم دوست نہیں تھا تاہم ترجمہ و تالیف کا کام اس کے زمانہ میں بھی جاری رہا۔ متوکل کے بعد خاندان عباسیہ کا زوال شروع ہو گیا۔ لیکن اب بھی کچھ نہ کچھ سلسلۂ علوم و فنون کا جاری رہا۔ یہاں تک کہ شروع سے لے کر زوالِ خلافتِ عباسیہ تک بغداد کی سرزمین میں جو کچھ ہو گیا وہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ اگر اس کی تفصیل بیان کی جائے تو ایک مستقل تصنیف مرتب ہو سکتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ہم یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ خلافتِ بنی عباس کی تاریخ پانچ دور میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کا بہترین زمانہ جسے عہدِ زرّیں کہنا چاہیئے، مامون پر ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد دوسرا دور وہ تھا جب جماعت اتراک کو در خور حاصل ہوا۔ یہ زمانہ سنہ ۳۳۴ھ تک قائم رہا۔ تیسرا دور بویہی خاندان کے اثر و اقتدار کا تھا، چوتھا سلاجقہ کی قوت کا پانچواں وہ جب انحطاط کی آخری منازل شروع ہوئیں۔ اور آخر کار مغلوں نے آکر بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

ہر چند سنہ ۲۰۸ھ کے بعد سے سنہ ۶۵۶ھ تک کا زمانہ انتشار و انشقاق

کا ہی تھا اور بہت سی چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتیں قائم ہو کر، وہ مرکزی اقتدار جاتا رہا تھا جو مامون کے عہد تک پایا جاتا تھا تاہم علم دوستی کا وہ مذاق جو اس سے قبل پیدا ہو چکا تھا، مفقود نہیں ہوا اور جہاں جہاں اسلامی حکومتیں قایم ہوئیں وہیں علوم و فنون کی قدر کی گئی۔

اس لئے اگر آپ خلافت عباسیہ کے سارے عہد کو پیش نظر رکھ کر (جس میں تمام چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں بھی شامل ہیں)، صرف یہ معلوم کرنا چاہیں کہ اس تمام زمانہ میں کتنے علماء گزرے ہیں تو ان کی صحیح تعداد بھی نہیں معلوم ہو سکتی۔ لیکن اگر صرف مشاہیر وا کابر ہی کو لیا جائے تو ان کی فہرست مرتب کرنے کے لئے بھی اک دفتر درکار ہے۔

فارابی، ابوبکر الرازی، ابوبشر، بوعلی سینا۔ ابن رشد، غزالی، فخرالدین رازی وغیرہ بہت سی ایسی مشہور ہستیاں ہیں جو اس عہد میں رونما ہوئیں اور اپنے نقوش صفحات تاریخ پر ہمیشہ کے لئے ثبت کر گئیں۔

فارابی ترکستان میں، پیدا ہوئے اور مختلف زبانیں انہوں نے حاصل کیں، جس وقت یہ بغداد گئے تو ابوبشر کے خطبات فلسفہ میں شریک ہوئے اور اس کے بعد حران جا کر ابو یوحنا ابن خیلان سے فلسفہ مسیحیت سیکھا، جب وہ بغداد واپس آئے یہاں خود فلسفہ کی تعلیم لوگوں کو دینے لگے۔ ان کو تفلسف کی طرف اس قدر رجحان تھا کہ انہوں نے

ارسطا طالیس کی بعض بعض کتابیں چالیس چالیس مرتبہ پڑھیں اور پھر بھی اپنی عمر کی طرف سے بے وفائی کی شکایت لے گئے۔

ان کی بہت سی تصانیف، جو ان کی شہرت کا باعث ہوئیں۔ بغداد ہی میں لکھی گئی تھیں۔ اس کے بعد یہ دمشق چلے گئے اور وہاں سے مصر مصر سے واپس آنے کے بعد وہ سید سے شام آئے اور اس جماعت علماء میں داخل ہو گئے جو سیف الدولہ حاکم حلب کے دربار میں پائی جاتی تھی سیف الدولہ بڑا علم دوست شخص تھا، اس نے اسکی قدر کی اور جب دمشق گیا تو انہیں بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

ابو البشر، منطق میں فارابی کا اُستاد تھا۔ یہ عیسائی تھا۔ اور بغداد اس کا مسقط الراس تھا۔ منطق میں اس کو بڑا تبحر حاصل تھا اور اسی علم کی خدمت کرتے کرتے اس نے اپنی عمر تمام کر دی۔ طبقات الحکماء میں اس کے تصانیف کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔

ابو بکر الرازی، خلیفہ مقتدر کے دربار کا طبیب خاص تھا۔ اس نے چیچک پر اک عجیب وغریب رسالہ لکھا، جو اب ولایت میں مع ترجمہ و حواشی کے شائع بھی ہو چکا ہے۔

سامانی فرمانروا، منصور ابن نوح نے بھی اس کی سرپرستی کی تھی جس کے لئے اس نے رسالہ طب پر المنصوری کے نام سے تحریر کیا تھا۔

حکمت عملی کے سلسلہ میں حسن ابن حسین، ابوالوفا اور ابن یونس خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ اور حکمت نظری کے لحاظ سے غزالی اور فخرالدین رازی اپنے عہد کے بے نظیر علماء میں سے تھے غزالی نے نظام الملک طوسی کی سرپرستی میں ترقی کی اور اس قدر شہرت حاصل کر لی کہ خود ان کے استاد بوعلی سینا کو بھی نصیب نہ ہوئی تھی۔

ہر چند خلفائے عباسیہ کا سیاسی اقتدار، امتداد زمانہ کے ساتھ کم ہوتا جاتا تھا اور اس کے ساتھ علمی ذوق و شوق میں انحطاط ہو رہا تھا (یہاں تک کہ الراضی باللہ، آخری خلیفہ تھا جس نے ممبر پر کھڑے ہو کر قابلِ ذکر خطبہ دیا اور اپنے دربار و نظامِ حکومت کے لحاظ سے فی الجملہ خلیفہ کہا جا سکتا تھا) تاہم یہ عجیب و غریب بات ہے کہ خلافت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی مختلف خود مختار اسلامی حکومتوں نے علم و حکمت کی قدر دانی کو ترک نہیں کیا۔

اسد الدولہ نے علوم و فنون کی ترقی میں جس قدر حصہ لیا وہ اس سے ظاہر ہے کہ عبدالرحمٰن مشہور عالم ہیئت اس کے دربار کا جوہر تابندہ تھا۔ اسی طرح المنصور سامانی، سیف الدولہ حمادی نے فارابی کی سرپرستی کر کے اپنی فضل شناسی کا جو ثبوت پیش کیا۔ وہ بھی کچھ کم نہیں ہے، نظام الملک طوسی الپ ارسلان اور ملک شاہ

کے وزیر) سے کون واقف نہیں ہے کہ اُس نے کیسے کیسے اہلِ کمال کو یک جا کر دیا تھا اور سب جانتے ہیں کہ صلاح الدین کی صحبت میں ہمیشہ بہاؤالدین، قاضی الفضل اور امام الدین کاتب ایسے نفوس رہا کرتے تھے۔

کوئی اسلامی حکومت ایسی نہ تھی جہاں کتب خانے اور دار العلوم کثرت سے قائم نہ ہوئے ہوں اور نہ ہر حکومت دوسری حکومت سے اس مسئلہ میں بڑھ جانے کی کوشش نہ کرتی ہو۔

بصرہ، کوفہ، بغداد، دمشق، مصر اور ادھر سارے عجم میں گھر گھر علم کا چرچا تھا۔ مسجدیں اور خانقاہیں اہلِ کمال کے فاضلانہ خطبات سے گونجا کرتی تھیں اور ممالکِ اسلامی کے ذرّے ذرّے سے علم و فضل کا دریا اُبل رہا تھا۔

کیا بصرہ کی تاریخ، واصل بن عطأ اور جماعتِ اخوان الصفاء کو کبھی فراموش کر سکتی ہے؟ کیا وہاں کی مسجدیں اس لذت کو کبھی فراموش کر سکتی ہیں کہ علم و ادب، فلسفہ و ریاضی، ہیئت و نجوم کے کیسے کیسے اہم مسائل انہیں کی چار دیواریوں کے اندر حل ہوتے تھے۔؟ کیا قدیم قاہرہ، جامع الازہر پر بجا طور سے فخر نہیں کر سکتا۔ جہاں سے ہزاروں ہستیاں فضل و کمال کا بہترین طرۂ امتیاز حاصل

کر کے باہر نکلیں؟

کیا مسجدِ دمشق اُن واقعات کو بھول سکتی ہے کہ ابن ہشام المخزومی، روزانہ وہاں علمی مباحث جاری رکھتے تھے! کیا کوفہ کی مسجد سلمیٰ کے اُن دُروسِ قرآنی کو بھول جائے گی جن سے روزانہ اس کے در و دیوار گونجا کرتے تھے! اور کیا کوئی شخص دارالعلوم نظامیہ اور مستنصریہ کو کبھی فراموش کر سکتا ہے! یہ حال تھا خاص خاص درسگاہوں کا ورنہ یوں تو ممالکِ اسلامی میں اس قدر کثرت سے مدارس جاری ہوئے کہ آج کوئی انکا شمار بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے ساتھ جب آپ اس حقیقت پر غور کریں گے کہ شوقِ علمی صرف مردوں ہی میں نہ تھا بلکہ عورتیں بھی اس میں حصہ دار تھیں تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ علمی لہریں ممالکِ اسلامی کے مخفی ترین حصوں میں دوڑ گئی تھیں اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو ان سے فیضیاب نہ ہو۔

از زاویہ کا دار الحکمت، نورالدولہ کی بیٹی ہی نے قائم کیا تھا۔ اور دمشق میں بھی دو اکیڈمی ایک خاتون ہی نے قائم کی تھیں جن کا نام ست الشم تھا۔

حکومتِ مصر / مصر میں فاطمین اور فرمانروایانِ مملوک نے بھی خاندانِ عباسیہ سے کم علم کی قدردانی نہیں کی۔ علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ

میں تفصیل کے ساتھ اس عہد کے علمی کارناموں کا ذکر کیا ہے ۔ المعز اور اس کے بعد تین فرمانرواؤں نے ترقی علم و تہذیب کے لئے اپنی پوری کوششیں صرف کیں اور بعض اوقات تو خلفاء فاطمیین کے مساعی اس باب میں خلفاء عباسیہ سے بھی سبقت لے گئے ۔ چنانچہ الحاکم بامر اللہ کا قایم کردہ دار الحکمتہ، تمام اسلامی ممالک کے مدارس سے زیادہ وسیع تھا ۔

حکومت اسپین | اسپین کی حکومت اسلام پر جب آپ مورخانہ نگاہ ڈالیں گے، تو یہاں بھی آپ کو عجیب و غریب علمی مناظر نظر آئیں گے اور آپ کو حیرت ہوگی کہ کیونکر ایسے دور دراز ملک میں پہنچ کر مسلمانوں نے اس قدر ترقی کر لی اور کس طرح انہیں مسیحی دشمنوں کے درمیان رہ کر اس قدر فرصت نصیب ہوئی کہ علوم و فنون کو بھی اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا ۔

اسپین کا مشہور مصنف، ابن سعید لکھتا ہے کہ "قواعد اور علم بیان اور معانی میں، اندلس والوں کو اس قدر انہماک تھا، کہ انہوں نے خلیل اور سیبویہ کے عہد کو بھی شرما دیا ۔ پھر اسی کے ساتھ دیگر فنون میں بھی انہوں نے کم ترقی نہیں کی ۔

ابن زہر کی کتاب التیسیر (جو علم طب کی بے مثل کتاب ہے اور

جس کا ترجمہ اب یورپ کی تمام زبانوں میں ہو چکا ہے) زہراوی کی تصنیف فن تشریح پر یحییٰ کی کتاب علم الادویہ پر دولت ہسپانیہ کے عہد حکومت کے خاص کارنامے ہیں۔

حکم ثانی کے زمانہ کو دیکھئے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت علم کا کیسا چرچا تھا۔ یہ کتابوں کا حد درجہ شائق تھا اور اس نے تمام ممالک مشرق میں آدمی بھیج بھیج کر اس قدر نادر نسخے فراہم کئے تھے کہ انکی فہرست صرف چالیس جلدوں میں مرتب ہوئی تھی۔ ابن ماجہ اور ابن رشد اسی کے عہد میں رونما ہوئے جن کے علمی کارنامے بیان کرنے کے لئے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔

اسپین کے مسلم عہد حکومت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عورتیں حد درجہ مہذب و شائستہ ہو گئی تھیں۔ ولادہ (المستکفی کی بیٹی) اپنے عہد کی بڑی زبردست شاعرہ تھی۔ اور علم بیان و معانی میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ اسی طرح عائشہ (شاہزادہ احمد کی بیٹی) اس قدر فاضلہ تھی کہ اس کے خطبات قرطبہ کے دارالعلوم میں پڑھے جاتے تھے اور لوگ اُن سے فصاحت و بلاغت کا درس لیا کرتے تھے۔ یہ حال طبقۂ امراء کی عورتوں کا تھا لیکن معمولی طبقہ بھی اس سے محروم نہیں تھا۔ چنانچہ لبنی، قرطبہ کے ایک معمولی خاندان کی لڑکی تھی، لیکن ادب و فلسفہ میں

مشکل سے کوئی مرد بھی اس کے سامنے بروئے کار آسکتا تھا۔ اور خلیفہ حکم نے اس کے انہیں اکتسابات بلند کو دیکھ کر اپنے پرائیویٹ سکریٹری کی جگہ دے دی تھی، جو اس سے قبل و بعد کبھی کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔ اسی طرح ایک خاتون، مریم (یعقوب الانصاری کی لڑکی) تھی جو ادب و شعر کی تعلیم لوگوں کو دیا کرتی تھی۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ ہسپانیہ میں، اس وقت ستر کتب خانے موجود تھے۔ اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کے مسلمان فرمانرواؤں کو علم کا بہت ذوق تھا، بلکہ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مذاقِ علم وہاں پبلک میں بھی عام ہو گیا تھا۔ یہ تھا اک عام تبصرہ مسلمانوں کے ذوقِ علمی کا جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کے کارنامے کیا کیا تھے اور شاہانِ اسلام کی سرپرستی میں کیسے کیسے لوگ پیدا ہوئے اور علوم و فنون کا کیسا معتد بہ ذخیرہ فراہم ہو گیا۔

حاجی خلیفہ نے بارہ سو، صرف تاریخی کتابوں کا نام اپنی فہرست میں درج کیا ہے۔ اور اس میں وہ کتابیں شامل نہیں ہیں جن کا پتہ اُسے نہیں مل سکا۔

مؤرخ ابن ہشام سے لے کر (جو خلیفہ منصور کے عہد میں پائے جاتے تھے)، ابن خلدون کے زمانہ تک (جو تیمور کا ہمعصر تھا) جتنی تاریخی

کتابیں مدوّن ہوئی ہیں، اگر آج وہ سب دستیاب ہوجائیں تو کئی کتب خانے صرف تاریخ کی کتابوں سے بھر سکتے ہیں۔ تمام مورخین میں سے آج ہمیں صرف طبری، ابن اثیر، مسعودی، بلاذری، ابن قتیبہ، خلدون، ابن خلکان وغیرہ کے چند نام معلوم ہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ اور کتنے تھے جن کے کارنامے آج دنیا کے سامنے موجود نہیں۔

اسی طرح فن جغرافیہ میں ہمیں ابن خورداذبہ، قدامہ، مقدسی یاقوت، ابوالفدا وغیرہ سے اور دیگر علوم میں بھی صرف مخصوص افراد سے آگاہی حاصل ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف علوم اسلامی کی مفصل تاریخ لکھنے بیٹھے تو باوجود اس کے کہ لاکھوں کتابیں مفقود ہوگئی ہیں، ہزاروں مصنفین کے نام دماغوں سے محو ہوگئے ہیں، اپنی پوری عمر صرف کرنے کے بعد بھی وہ اس فرض سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

مشاہیر یورپ اور سیرت محمدیؐ

مغرب اور مشاہیرِ مغرب نے اسلام اور شارعِ اسلام پر کیسے کیسے خرافات اور بے ہودہ الزامات لگائے ہیں! لیکن جادو وہ ہے جو سر پہ چڑھ کر بولے۔ اسلام کی حقانیت اور حضورؐ کی پاکیزہ ذات نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ حقائق کا کھلے بندوں اعتراف کریں۔ اس سے قبل ہم نے کتاب یورپ اور اسلام میں عربی کتب اور مصری اخبارات و رسائل اور دیگر ذرائع معلومات سے یورپ کے بہت سے علماء و محققین و مشاہیر مغرب کے بہت سے مستند اقوال کو بہ تفصیل بیان کر دیا ہے۔۔۔ جگہ ہیں ہم ان کے علاوہ دوسرے بعض مشاہیر یورپ کے اقوال پیش کر رہے ہیں۔ اس سے مقصود اسلام کی تائید و توثیق نہیں ہے کہ عیاں را چہ بیاں۔ البتہ ان حضرات کی تسلی کا سامان مہیا کرنا ہے جو ہر بات میں مغرب کی حمایت کے عادی بن چکے ہیں ـــ اس سے اندازہ ہو سکے گا کہ ایک طرف اگر عرب کے بدو ہمارے نبیؐ پر ایمان لائے تو دوسری طرف مغرب کے محقق و مدقق، ڈاکٹر و پروفیسر، لیڈر و ایڈیٹر سب کے سب اس کی مدح و ثنا کے بغیر نہ رہ سکے۔

ڈاکٹر خالد شیلڈرک کی ایک تقریر | آپ نے عباس منزل لائبریری

الہ آباد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا "میں انگریز ہوں اور برطانیہ کا مسلمان ہوں، اکتیس[۳۱] سال کا زمانہ ہوا کہ میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ میرے باپ مجھے علم الہیات پڑھانا اور پادری بنانا چاہتے تھے میں نے انکار کیا۔
عرصہ تک لامذہب رہا میں نے اسلام پر زیادہ توجہ نہیں کی۔ یورپ میں عام طور پر مسیحیوں کا یہ خیال تھا کہ آنحضرت نے قرآن پاک میں بہت سی باتیں بائیبل اور یہود کی کتابوں سے اقتباس کر لی ہیں لیکن میرے نزدیک یہ خیال بالکل غلط اور افترا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس وقت آنحضرت صلعم نے قرآن پاک کی تعلیم دی، موجودہ بائیبل کتابی صورت میں موجود نہ تھی کیتھولک بائیبل ۱۵۴۶ء میں تدوین ہوئی اور پروٹسٹنٹ بائیبل ۱۵۵۳ء میں۔ اور حضرت مسیح سے قبل جو آسمانی کتابیں مختلف پیغمبروں پر نازل ہوئیں ان میں بھی گزشتہ پیغمبروں کے حالات جابجا موجود ہیں۔ اگر قرآن مجید میں بھی گزشتہ پیغمبروں کے حالات موجود ہیں تو یہ اس کی دلیل صداقت ہے میں نے بدھ مذہب اور ہندو اور دیگر مذاہب اور کتب فلسفہ کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اس وقت عیسائیوں کیا چار سو نوے[۴۹۰] مذہبی فرقے موجود ہیں۔ ان میں صرف ایک یوسٹرین فرقہ کی طرف میری توجہ ہوئی اور اس وجہ سے میں نے بہت سے مضمون اتحاد پر لکھے اور اخبارات کو دیئے یا اس سے پیشتر مجھے بدھ مذہب کی

کتابوں نے متأثر کیا تھا۔ اس وقت کا یہ عام مذاق تھا کہ مختلف مذاہب کے علماء کثرت سے اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے تھے۔ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مذہب اسلام حقیقت میں ایک زبردست عالمگیر مذہب نہ ہوتا تو اس قدر اسلام کے خلاف کتابیں لکھنے کی جرأت نہ کی جاتی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا زبردست مذہب ہے۔ اس خیال نے مجھے اسلام کی کتابیں دیکھنے پر آمادہ کیا۔ اور بحمد اللہ میں انہیں پڑھ کر مسلمان ہو گیا میرے مطالعہ میں جو کتابیں رہیں وہ صرف دو تھیں۔ ایک قرآن پاک مترجمہ سیل صاحب اور دوسرے سوانح عمری آنحضرت صلعم مصنفہ سر ولیم میور۔

میں نے ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو سولہ سال کی عمر میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور مسجد ایا صوفیہ قسطنطنیہ کو لکھ بھیجا۔ مجھے ابتدائے قبول اسلام میں بہت سی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ چنانچہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں ایک موقعہ پر میں نے ایک پادری صاحب سے کہا کہ تمہاری بائیبل اصلی نہیں رہی بلکہ اس میں بہت کچھ تحریف ہو چکی ہے۔ اس قدر کہنے پر اس نے میرے داہنے رخسار پر گھونسہ مارا میں نے بایاں رخسار بھی اس کی طرف پھیر دیا اور کہا کہ یہ تمہاری بائیبل کی تعلیم ہے۔

مساوات کی طرف آؤ! آنحضرت صلعم پیغمبر آخر الزماں ہیں بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں پیدا ہوئے مگر وہ سب معدوم ہو گئے۔ اور ان کا

دعوے باطل ہو گیا۔ مسلمان جب تک اسلامی تعلیمات اور قرآنِ پاک کے
ارشاداتِ خداوندی پر عمل پیرا رہے۔ نصرت خداوندی و فتحمندی ان کے
دوش بدوش رہی اور جب سے اخوت اسلامی اور قوتِ ایمانی جاتی رہی
طرح طرح کی مصیبت اور نکبت میں مبتلا ہو گئے مسلمانو! خدا کے لئے
فرقہ بندی چھوڑ دو اور آپس کی خانہ جنگیوں سے باز آؤ۔ اسلامی تعلیم کچھ
گورے کالے عزیب، امیر، یورپین، اور حبشی پر موقوف نہیں ہے۔
بلکہ ہر ایک ملک اور بلاد کے مسلمان مرد اور عورت پر یکساں فرض ہے
اسلام حُسن ظاہری کا محتاج نہیں ہے بلکہ حُسن سیرت چاہتا ہے۔ ایسی
پاک صورتیں جن سے نورانیتِ اسلام جھلکتی ہو وہ حبش کا رہنے والا کیوں
نہ ہو وہ ایک یورپین کے سفید خون سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ چیزے

صداقتِ رسول کلامِ موسیٰؑ سے | رسولِ مقبول صلعم کے متعلق توریت اور
انجیل میں بشارتیں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ حضرتِ عیسٰی علیہ السلام کی تعلیم
دنیا میں موجود نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا کہ "میں
تیرے بھائیوں سے ایک پیغمبر پیدا کروں گا جیسا کہ تو ہے"! حضرتِ
اسمٰعیلؑ کی اولاد سے رسول اللہؐ پیدا ہوئے اس پیشین گوئی سے مراد
حضرت عیسٰی علیہ السلام نہیں ہیں۔ بلکہ رسول اللہ کی ذات مراد ہے۔ اور
آپ کی زندگی سے ظاہر ہے کہ آپؐ خدا کے برگزیدہ نبیؐ برحق تھے۔

آپ جامۂ بشریت میں تشریف لائے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَیَّ ۔۔۔۔ الخ آپ ہمہ تن خلق تھے۔ ایثار، نفس کشی، رواداری، انسانی ہمدردی، اور محبت کا سرچشمہ تھے۔ آپ سیاسی مدبر تھے، جنرل تھے، مجاہد تھے، آپ نے مصائب جھیلے اور جلاوطن کئے گئے۔ آپ نے ہجرت فرمائی، آپ نے وفات پائی۔ آپ مدفون ہوئے۔ اگر آپ ان تمام واقعات کا حضرت موسیٰ کے واقعات زندگی سے مقابلہ وموازنہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ پیشین گوئی آپ ہی کی ذات سے پوری ہوتی ہے، نہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ذات سے۔

صرف ایک کتاب | دنیا میں صرف ایک کتاب ہے جو مستند کہی جا سکتی ہے جس میں اس وقت تک تیرہ سو برس کا زمانہ گزرا کوئی لفظ تبدیل ہونا کیا ایک شوشہ بھی اس وقت تک غائب نہ ہو سکا یہ صرف قرآن کا معجزہ ہے

تعلیمِ قرآنی | کل مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اسلام رنگ اور ملک کی تمیز نہیں کرتا۔ اب چونکہ مسلمان تعلیمِ قرآنی کو بھول گئے اور اخوتِ اسلامی کو فراموش کر دیا اس لئے دنیا کے اندر ذلیل وخوار ہو گئے۔ جب آپ قرآنِ پاک کا مطالعہ غور کے ساتھ کرینگے تو آپ کو اپنے اندر ایک نئی روح اور تازہ زندگی کا سراغ پیدا ہو گا۔ مایوس نہ ہونا چاہئے بلکہ فخر کرنا چاہئے کہ آپ مسلمان ہیں، وہ زمانہ قریب ہے جب کہ یورپ بھی ایک دن مسلمان ہو کر

رہے گا (چیرز)

فلسفۂ نماز | قرآن کی پاک تعلیم مساوات ہے۔ اور نماز، اس کی شان کا سب سے بڑا مظاہرہ ہے۔ کعبہ ناف دنیا میں واقع ہے۔ یہ مرکزیت مذہب اسلام صرف مذہب اسلام کو حاصل ہے جس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتا ہے۔ ویسے ہی ایک بلاد مشرق کا رہنے والا مغرب کی طرف اسی طرح شمال کا رہنے والا جنوب کو اور جنوب کا رہنے والا شمال کی طرف نماز پڑھتا ہے۔ نماز کے اندر دو شانیں موجود ہیں، ایک تو قبلہ یعنی چاروں طرفوں سے مسلمانوں کا ایک ہی مرکز اسلام کی طرف منہ کرنا اور دوسرے پیر سے پیر اور شانہ سے شانہ ملا کر کھڑا ہونا پہلی شان سے شانِ توحید مرکزیت اسلام نظر آتی ہے اور دوسری شان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب ایک ہی زنجیر اخوت میں جکڑے ہوئے ہیں اور اپنے پیروں میں ایک ہی محبت اسلامی کی بیڑیاں ڈالے ہوئے ایک دائرہ کی صورت میں چاروں طرفوں سے مرکز کعبہ کے گرد نمازیں پڑھتے ہیں اور اس طرح بہت سے چھوٹے بڑے دائرے مرکز سے دُور اور قریب ہونے کی وجہ سے پیدا کرتے ہیں جس طرح دائرہ کے تمام قطر جو ایک ہی مرکز پر ملتے ہیں۔ آپس میں مساوی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک مسلم بھی حصول برکت و فلاح دارین کے لئے اس مرکزیت توحید یعنی درگاہ

ربّ العزت میں یکساں اور مساوی درجہ رکھتا ہے۔ اسلام کی مساوات یہی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب یہ دائرے وسیع ہوتے جارہے ہیں۔

ایمان کامل کی ضرورت | برادرانِ ملت! اگر آپ اپنے ایمان میں کامل رہیں گے۔ تو خواہ آپ کتنے ہی وضع اور لباس میں کم ہوں، آپ کی مالی حالت درست نہ ہو۔ غیر مذاہب کے اشخاص آپ کو عزت کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور آپ کی عزت کرینگے۔ لیکن اگر آپ کے اندر ذراسی بھی منافقت ہو گی تو لوگ آپ کو سب سے زائد ذلیل خیال کریں گے۔ گناہوں سے بچئے۔ گناہ کر کے بار بار توبہ کرنا ہرگز معافی کے قابل نہیں بلکہ یہ اپنے خدا اور رسولؐ سے استہزا کرنا ہے۔ افضل ترین وہ شخص ہے جو گناہ نہ کرے۔ اور انسانوں کے کام آئے، اسلام انسانیت کا مذہب ہے کسی خاص ملک اور قوم کا مذہب نہیں ہے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے، بہت سے جزائر ایسے ہیں جہاں کوئی بھی مجاہد نہیں گیا مگر وہاں ہزاروں مسلمان موجود ہیں چین میں پانچ کروڑ مسلمان ہیں۔ یورپ میں سات ملین مسلمان ہیں۔ اسی طرح جاوا سماٹرا میں لاکھوں مسلمان ہیں لیکن وہاں کبھی تلوار نہیں چلائی گئی۔ میں خود آپ کے سامنے موجود ہوں، فرمائیے مجھے کس نے تلوار کے زور سے مسلمان کیا ہے۔ (بحوالہ اخبار ایمان، ۷ اجنوری ۱۹۳۵ء)

ڈاکٹر صاحب کی ایک اور تقریر | انہی ایام میں آپ نے دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ کے طلبہ واساتذہ کے سامنے بھی شبلی ہوسٹل میں تقریر فرمائی تھی۔ اس میں لکھنؤ یونیورسٹی کے طلبہ اور شہر کا اہلِ علم طبقہ بھی شریک تھا۔ آپ نے بہت سی مفید باتوں کے ساتھ اسلام کے مالیاتی نظام پر خاص طور سے زور دیا تھا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"قبل از اسلام دنیا میں مفلسی سب سے بڑی مصیبت تھی۔ زمین و آسمان میں گویا غریبوں کا کوئی حق ہی نہ تھا۔ ان کا وجود ہی اس لئے تھا کہ امرا کی خدمت کریں ان کی حیثیت جانوروں سے زیادہ نہ تھی۔ ان کی زندگی کا شاید کوئی لمحہ اپنے آرام وسکون میں گذرتا ہو۔ جو امیر تھے، وہ حد سے زیادہ امیر تھے اور جو غریب تھے وہ حد سے زیادہ غریب تھے۔ ان حالات میں مساواتِ انسانی کا بعید ترین تصور بھی قائم نہیں ہوسکتا تھا۔ آج بھی عہد حاضرہ کے مغربی تمدن میں مجلسِ انسانی ان ہی دو شدید گروہوں میں منقسم ہے۔ نظامِ سرمایہ داری میں ایک جانب دولت کا غالب حصہ چند افراد کے خزانوں میں جمع نظر آتا ہے۔ جن کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مال کو کیونکر خرچ کریں اور دوسری جانب افلاس کی تہی دستی ہر روز ایک قیامت ہے۔ ہر چیز کی بہتات کے باوجود قحط کا ایک ختم نہ ہونے والا منظر پیشِ نظر ہے۔ گویا فصل

بہار میں خزاں کا دور دورہ ہے کروڑوں فاقہ کش بے کار آدمی خلاف وقت پیدا ہو گئے اور کساد بازاری کی وجہ سے عمدہ خوراک زمین میں دفن کی جا چکی ہے۔ جب کہ دنیا فاقہ کشی اور بے کاری کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ سرمایہ داروں کی دولت میں کثیر اضافہ ہو رہا ہے۔ چند روز کا ذکر ہے کہ ایک بڑے سرمایہ دار کا کتا مر گیا۔ اس نے اس کی سنگ مرمر کی قبر بنوائی اور کئی ہزار ڈالر اس کے لئے وقف کر دیئے۔ حالانکہ اس وقت بنی نوع انسان کے ایک کثیر حصہ کی آہ وزاری سے تمام عالم ماتم کدہ تھا۔

حکم زکوٰۃ | تاریخ انسانیت میں اسلام نے سب سے پہلے امیروں کی دولت میں باضابطہ غربا کا حق قائم کیا اور کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً کا درس دے کر اور یہ بتا کر کہ بنی نوعِ انسان ایک ہی برادری کے افراد ہیں۔ ان میں مساوات پیدا کر دی۔ جب اہم مذہبی فعل یعنی نماز میں امیر و غریب، شریف اور رذیل ایک صف میں بلا امتیاز کھڑے کر دیئے گئے۔ تو مساجد میں مساوات قائم ہو گئی۔ اب دنیاوی زندگی میں بھی یہی توازن قائم کرنا تھا۔ اس لئے غریب اور بے کسوں کو سہارا دے کر آگے بڑھانے کے لئے زکوٰۃ کا نظام قائم ہوا اور ہر متمول شخص پر فرض ہوا کہ وہ اپنی دولت کا ایک حصہ حاجتمند افراد کے لئے مخصوص

کردے۔ جہاں یہ نظام تمدن ہو وہاں اشتراکیت کی کیا ضرورت! زکوٰۃ کی غرض اس طرح حدیث شریف میں واضح کی گئی ہے۔ خذ ھا من اغنیاء ھم وترد الیٰ فقراء ھم یعنی زکوٰۃ کا روپیہ امراء سے لے کر غربا کو عطا کر دو۔

زکوٰۃ کی اہمیت | زکوٰۃ اسلام میں اتنی اہم ہے کہ اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور اس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں ہے اسی بنا پر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے ان مسلمانوں کے خلاف جو زکوٰۃ کے منکر ہو گئے تھے جہاد کیا۔ لیکن آج ہماری یہ حالت ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ کے لئے مسلمانوں سے اصرار کرے تو وہ شاید اس غریب ناصح پر سے ہی جہاد کر دیں۔ افلاس ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے احساس خودداری کو مفقود کر دیتی ہے اور اس میں خوشامد اور بے حیائی کا مادہ پیدا کرتی ہے۔ اور اس پر مجبور کرتی ہے کہ ایک بندۂ خدا دوسرے بندۂ خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ اسلام نے اس کی سبکی کے پہلو کو دور کر دیا۔ زکوٰۃ میں یہ مصلحت رکھی کہ محتاج اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں اور ایک غیور اور با وقار زندگی بسر کر کے اپنے اندر جوہر انسانیت پیدا کر سکیں بیت المال قائم کر کے اسے حکومت کے سپرد اس لئے کر دیا گیا کہ بیت المال خود زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین کو

دیا کرے اس میں یہ حکمت تھی کہ غرباء کو امیروں کے در پر نہ جانا پڑے بلکہ یہ بھی عام طور پر ظاہر نہ ہو کہ زکوٰۃ کے لائق محتاج کون کون تصور کئے گئے۔

بیت المال | زکوٰۃ کا روپیہ جہاں جمع کیا جاتا تھا اس کو بیت المال کہتے تھے۔ بیت المال کے لفظی معنی خزانہ کے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ مسلمانوں کا قومی وملی سرمایہ تھا جس سے مسلمانوں کی عام حاجات پوری کی جاتی تھیں مسلمانوں کے قومی امور اسی سرمایہ سے انجام پاتے تھے۔ اس کی بنیاد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پڑی تھی مگر اس وقت مسلمانوں کی عام عسرت و ناداری کی وجہ سے اس قومی سرمایہ کے لئے کچھ نہ بچتا تھا۔ بیت المال کے لئے سب سے پہلی عمارت حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں مخصوص کی گئی۔ بعد ازاں عہد فاروقی میں جب فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا، آمدنی میں اضافہ ہو گیا مسلمانوں کی عام حالت اچھی ہو گئی اور ایک موقع پر حضرت عمرؓ کے عامل بحرین حضرت ابوہریرہؓ پانچ لاکھ رقم خطیر ایک سال کی بچت اپنے ساتھ لائے تو حضرت فاروقؓ نے مجلس شوریٰ کا انعقاد فرما کر مسلمانوں سے استصواب کیا۔ مختلف رائیں ہوئیں لیکن ولید بن ہشامؓ کی رائے سب کو پسند آئی اور یہ پانچ لاکھ کی رقم داخل بیت المال ہوئی۔

اس کے لئے ایک عمارت بنوائی گئی اور پھر تمام ممالک محروسہ میں اس کی شاخیں کھولی گئیں متعدد مقامات پر شاندار اور خوبصورت عمارات تعمیر کی گئیں۔ پھر تو اس قدر وسیع پیمانہ پر کام کیا گیا کہ حسب بیان مؤرخین صرف مدینہ کے بیت المال سے تقریباً تین کروڑ روپیہ سالانہ اہلِ شہر پر خرچ کیا جاتا تھا۔

مسلم مالیات کی درستی | مسلمانوں میں جب تک زکوٰۃ باقاعدہ وصول کر کے مسلمان غربا کی حاجت براری کی جاتی رہی اس وقت تک مسلمان مفلسی سے دُور رہے۔ اب اگر مسلمان زکوٰۃ کے حکم پر پھر کاربند ہو جائیں تو ان کا افلاس دُور ہو جائے گا۔ ہر خاندان میں ایک دو خوشحال افراد ضرور موجود ہوتے ہیں۔ اگر یہ زکوٰۃ کے فرض کو ادا کرتے رہیں تو ان کا خاندان رفتہ رفتہ خوشحال ہو جائے گا۔ اس طرح تمام جماعت اسلامی کی مالی حالت درست ہو سکتی ہے۔ (ختم تقریر)

مسٹر ایڈگر راسن (GAR RAWLINSON) جو ایک بڑے عہدیدار ہیں اور بڑی شخصیت کے مالک ہیں کہتے ہیں "ہم کو تاریخ صاف صاف بتاتی ہے کہ محمد صلعم ہی تمام نبیوں میں وہ نبی ہیں جن کی اصلاح بہت جلد قابل قبول ہوئی اور ملک عرب آپ کی زندگی ہی میں فائز اور کامگار ہو گیا۔ اس لئے ہمارے عیسائی مذہب کے مورخین نے آپ کو سب

سے زیادہ کامیاب نبی مانتا ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے آرٹیکل قرآن میں اس امر کا صاف اعتراف کیا گیا ہے کہ اس اقرار کے بغیر کسی کو کوئی چارہ ہی نہیں کہ ہر شخص کو تاریخی واقعات نے مجبور کر دیا ہے کہ چار و ناچار آپ کو سب سے زیادہ کامیاب نبی یقین کرے"۔ اس کے بعد پھر لکھتے ہیں کہ عیسیٰؑ کو ہم نبی محض اعتقاداً مانتے ہیں۔ اگر ان کے کارناموں کی کوئی تفصیل مانگے تو ہم صحیح تفصیل دینے سے قاصر ہیں۔ البتہ محمد صلعم کو سب کچھ مانا اور منوایا جا سکتا ہے مگر ان کا لایا ہوا قرآن آج بھی موجود ہے۔ اس دعوے کے ساتھ جو اس نے بالکل شروع میں کیا تھا کہ میرا جیسا کلام کوئی نہیں لا سکتا۔ واقعتہً اس وقت سے لے کر اب تک بڑے بڑے شعرا اور ادیب وخطیب پیدا ہوئے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی اس کی مثال نہ پیش کر سکا۔ پھر یہ کہ عرب کے بڑے قادر الکلام شعرا جن کو اپنی زبان پر بڑا ناز تھا جب انہوں نے اس کو الہامی کتاب ہونا مان لیا تو انکار اب کون کر سکتا ہے پھر جب قرآن کا الہامی کتاب ہونا ثابت ہوا تو جو وہ کہے گا اس کو بھی ماننا پڑے گا۔ اس لئے میں محمدؐ کو سب سے بڑا اور آخری نبی تسلیم کر رہا ہوں (تذکرہ جمیل)

مسٹر اسپیلی مصنف اسپیچز آف محمدؐ بڑی زبردست شخصیت

کا مالک ہے۔ اس نے سیرت نبوی پر کئی اہم مقالات لکھے ہیں جس سے
کافی شہرت حاصل کر لی ہے۔ ایک مقالہ کا خلاصہ درج ذیل ہے۔
لکھتا ہے۔ محمدؐ کی شخصیت رحم و شجاعت کا حیرت انگیز مجموعہ ہے۔ آپ
کئی سال تک تن تنہا عربوں کی مخالفت کا مقابلہ کرتے رہے۔ آپ اتنے
خوش تعلق تھے کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے محبت سے پیش آتے غیروں کے ساتھ
ہمیشہ شفقت کرتے حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عظیم الشان فیاضی بہادری
استقلال اور بے غرضانہ محبت بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ اور آپ پر
عیش پسندی ظلم وغیرہ کے جو اتہامات لگائے جاتے ہیں ہم تحقیق کی
بنا پر کہتے ہیں کہ یہ سب بے بنیاد ہیں" (دیکھو رسالہ المجموع العلیٰ)
پروفیسر ایڈورڈ مونٹے کا یورپ میں مسلمہ شخصیتوں سے شمار ہے۔
آپ کی تحقیق اور صاف گوئی ضرب المثل ہے۔ آپ نے اسلام کا بخوبی
مطالعہ کیا ہے۔ اپنی کتاب تبلیغ عیسائیت اور مخالف مسلمان میں آنحضورؐ
کی سیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ حضرت محمد صلعم،
وجدان صحیح اور ذوق سلیم کا مجموعہ تھے، آپؐ کا دل ایمان کی روشنی
سے منور تھا۔ اور آپ نے اس نور کو مسلمانوں کے دلوں میں بھر دیا
تھا۔ ٹالسٹائی روس کا مشہور مؤرخ ہے بین الاقوامی شہرت کا
مالک ہے آنحضرتؐ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے، حضرت

محمد خلیق، متواضع، روشن خیال اور صاحب بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت اصلاح اور دینی مباحث کی طرف شروع سے ہی مائل تھی"۔ موسیو گاسٹن کار نے آپ کی اور اسلام و مسلمانوں کے احسانات کی تفصیل پر ایک طویل مقالہ لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "اسلام درحقیقت ایک اجتماعی مذہب ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ایک مقبول مذہب ہے اور اس میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جن سے ہمارا اس زمانہ کا تمدن بنا ہے۔ جو دراصل تعلیم اسلام ہی کا نتیجہ ہے اس حیرت انگیز مذہب نے یورپ کو تمام بنیادی ذرائع بہم پہنچائے ہیں۔ گو ہم میں اس کا کوئی اعتراف نہ کرے مگر یہ ایک حقیقت ہے! ابھی ابھی حال میں امریکہ کے ایک پروفیسر مسٹر ہووڑ نے ایک لکچر دیا ہے جس کو مغرب و مشرق دونوں میں خاص اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ "البلاغ" مصر نے "ڈیلی نیویارک ٹائمز" کے حوالہ سے پیش کیا ہے۔ بیان طویل ہے جس کے بعض ضروری اقتباسات درج ہیں۔ پروفیسر مذکور نے کہا کہ ہم لوگ خواہ کتنا ہی انکار کریں مگر واقعات کو سامنے رکھ کر یہ ماننا ہی پڑے گا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس قوم پر حکومت کر رہا ہے جو تاریکی کے زمانہ میں عیسائیوں کے لئے شمع راہ بنی رہی اور جس نے اپنے علوم و

فنون سے ہمارے دماغوں کو سیراب وشاداب کیا۔ اس کی الہامی کتاب قرآن ہے۔ جو روز اول سے اسی طرح محفوظ ہے رسیلیہ اپنی کتاب خلاصۂ تاریخ العرب میں اسلام اور سیاسیات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہایت صاف وصریح الفاظ میں بلند اخلاق اور بلند مرتبہ کا کس طرح اقرار واظہار کر رہا ہے۔" دنیا جس قدر تاریخ کا مطالعہ کرتی جائے گی اور واقعاتِ عالم کا گہری نظروں سے مشاہدہ کریگی اس کو آپؐ کی ذات سے وابستگی اور عقیدت ہوتی جائے گی۔ آپ ایک بلند کیرکٹر اور زبردست سیرت کے حامل تھے جس کا انکار کوئی متعصب سے متعصب انسان بھی نہیں کر سکتا۔ ایک اور جگہ مصنف مذکور نے قرآن کی بابت یوں لکھا ہے قرآن ایک قابلِ عزت کتاب ہے۔ اس میں فلسفہ اور اخلاق عالیہ کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قرآن میں تمام ترقی کے اصول بتا دئیے گئے ہیں۔ قرآن اعتدال ومیانہ روی کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں کو جہالت کی تاریکی سے باہر نکال کر فضائل کی روشنی میں لانا اور انسانی زندگی کو کمالات سے بدل دیتا ہے۔" اسی طرح یورپ کے مشہور مستشرق عالم اسکاٹ صاحب اپنی مایہ ناز کتاب "ہسٹری آف دی سورس ایمپائر ان یورپ" میں لکھتے ہیں ہم کو چاہیئے کہ اس غیر معمولی مذہب کی سرعت

وترقی اور اس کے دوری اثرات کی قدر کریں جو ہر جگہ امن وامان دولت حشمت، فرحت وسرور اپنے ساتھ لے کر گیا"۔ اس کے بعد مصنف موصوف نے نہایت پرجوش طریقہ پر اسلامی خدمات اور احسانات اور کارناموں کو بیان کیا کہ عالم میں اس نے کیا کیا اصلاحات کیں اور مسلمانوں نے خلق کی کس قدر خدمت کی آگے چل کر لکھتا ہے کہ اس نے آئندہ آنے والی نسلوں کو علوم وفنون کا لازوال خزانہ دیا اور انسان کے دماغی قویٰ کی وہ سلطنت قائم کی جو کبھی نہ مٹے گی۔ ٹامس کارلائل نے سیرت محمدی پر ان الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ صحرائے عرب کا غور پسند باشندہ محمدؐ اپنی سیاہ چمکدار آنکھوں صاف وشفاف دل اور پاکیزہ روح کے ساتھ وسعت نظر اور حرص وہوا سے متنفر خیالات رکھتا تھا۔ وہ اُن پرجوش اور باہمت اشخاص سے تھا جن کو قدرت نے خلوص اور سچائی کے ساتھ پیدا کیا ہو وہ بہت ہی زیادہ متفکر تھا اور ہر وقت غور وفکر کرتا۔ یہی وجہ تھی کہ ہستی کا بڑا راز اس پر کھل گیا حقیقت میں محمدؐ کی صداقت کامیاب ہوئی"۔ روایات میں آیا ہے کہ حضور شروع سے ہی غور پسند تھے اور زمانہ وحی کے قریب تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ کئی کئی دن گھر نہ آتے۔ غارِ حرا میں عبادت وریاضت اور غور وفکر میں وقت گزارتے تاآنکہ وہ وقت آگیا کہ آپ پر نزول قرآن ہونا شروع ہو گیا۔ اور اب آپ

تبلیغِ دین میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ غالباً تفکر اور غور و فکر کے متعلق مصنف کا اسی جانب اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ حضورؐ کی مساوات اور بلند اخلاق کے متعلق مسٹر مارکس ڈاڈ نے محمدؐ، مسیحؑ اور بدھ میں کیا خوب یہ الفاظ لکھے ہیں:" آپ کا اخلاق نہایت اعلیٰ و پاکیزہ تھا۔ دنیاوی حشمت آپؐ کے نزدیک کوئی شئے نہ تھی۔ آپؐ ایک قیمتی لباس رکھنے والے اور بوسیدہ کپڑے والے سے یکساں محبت و اخلاق سے ملتے۔" ڈاکٹر ٹین گاس تحریر فرماتے ہیں حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرخلوص صداقت، تلاشِ حقیقت اور بھاگنے والے سامعین کے دلوں میں اپنے خیالات کو ذہن نشین کرانے میں اپنے استقلال اور غیر متزلزل ثبات میری رائے میں اس جلیل القدر پیغمبر کی حقیقی اور ناقابل انکار مُہرِ نبوت ہے۔" فاضل مصنف کی رائے یقیناً سیرت محمدیؐ پر وسیع اور گہرے مطالعہ کی روشن دلیل ہے۔ پروفیسر سیڈیو نے اپنی تصنیف میں دیکھئے کس اختصار اور جامعیت سے حضورؐ کے اخلاق کا نقشہ کھینچا ہے۔ آنحضرت (صلعم) خوش اخلاق، کشادہ پیشانی، خاموش طبع، دائمی عابد، صائب الرائے اور سلیم العقل تھے۔" آخر میں یہ بھی کہا ہے کہ یہ سیرت محمدیؐ کے روشن عنوانات ہیں۔ اگر ان سب کو تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو حیرت انگیز طریقہ پر ہم کو آپؐ کی صداقت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ مورخ ڈبلیو آئرنگ نے صحیح تعریف کا ایک زبردست نمونہ

پیش کیا ہے لکھتے ہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سادہ مزاج رفاہ تھے۔ آپ کی ذہنی قابلیت حیرت انگیز فہم و ادراک، نہایت تیز، حافظہ زبردست اور قوتِ تدبیر غیر معمولی تھی۔ سادہ مزاج منکسر بردبار خلیق اور حلیم الطبع تھے۔ گفتگو قلیل مگر دلکش شیریں، پُر مغز اور فصیح و بلیغ فرماتے بڑے عابد بڑے متقی تھے۔ انصاف میں کسی کی بھی رعایت نہ کرتے اور یوں ہر ایک سے نہایت محبت و شفقت سے پیش آتے۔" فاضل مصنف نے حضور صلعم کے اخلاق و عادات کا جس جامعیت اور جس خوبصورتی سے نقشہ کھینچا ہے۔ یقیناً وہ نہایت قابلِ قدر او قابلِ داد ہے اور دوسروں کے لئے عبرت انگیز اور سبق آموز بھی۔ عرصہ ہوا مسٹر آرتھر صاحب نے ایک مضمون میں لکھا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دلکش عادات و پسندیدہ خصائل کیوجہ سے عرب کے وحشیوں میں بجید مانوس ہو گئے آپ میں تکبر و غرور ذرہ برابر نہ تھا۔ بلاشبہ آپؐ ایک زبردست اخلاق و اوصاف کے حامل تھے جس کا گواہ ہمیشہ رہنے والا قرآن ہے۔ مشہور فرانسیسی مؤرخ مسٹر والٹر نے نہایت پرجوش طریقہ پر اسلام کو واضح کیا ہے طرزِ بیان غور کیجئے کس قدر زوردار ہے۔ "میں آپ سے پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور احمق ہیں جو مذہبِ اسلام پر اور اہانات کرنے کے علاوہ راحت کوشی اور عیش پسندی کا الزام لگاتے ہیں۔ یہ سراسر غلط اور بہتان ہے۔ چار بجے صبح سے آٹھ بجے شام تک کھانا

پینا روک دیا جائے۔ ہر قسم کی قمار بازی، شراب اور ہر نشہ حرام کر دیا جائے۔"

آخر میں ہم قرآن حکیم کی زبان سے سیرت بیان کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔

رسول کی سیرت خدا کی زبان سے

حضورؐ کی سیرت سے قرآنِ کریم کے صفحات پُر ہیں۔ اور کل حالاتِ زندگی صرف قرآنِ حکیم سے معلوم کئے جا سکتے ہیں:-

(۱) آنحضرتؐ صلعم کے ظہور کی بشارتیں

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ (اعراف آیت ۱۰۷)	وہ لوگ جو رسولِ اُمیؐ کی اتباع کرتے ہیں پاتے ہیں اس کو اپنے ہاں لکھا ہوا توراۃ و انجیل میں۔!

(۱) آپ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے مظہر ہیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ (بقرہ ۱۵)	اے ہمارے رب ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیج جو تیری آیات کی تلاوت کرے اور انکو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور تزکیہ کرے

(۳) حضرت موسیٰؑ کے مثیل ہیں

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل آیت ۱۰)	بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا شاہد بنا کر جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

(۴) حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہیں

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (صف آیت ۹)	اور جب کہا عیسیٰؑ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تصدیق کرتا ہوں جو میرے پہلے توراۃ ہے اور بشارت دینے والا ہوں اپنے بعد آنے والے رسول کی جس کا نام احمد ہوگا

(۵) اہل کتاب آپکو مثل بیٹوں کے پہچانتے ہیں

یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (بقرہ ۱۷)	وہ پہچانتے ہیں اس کو (محمد صلعم کو) جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

(۶) زمانہ جاہلیت

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ (روم آیت ۴۱)	لوگوں کی ہاتھ کی کمائی کی وجہ سے (اعمال بد سے) فساد بحر و بر میں برپا ہوگیا۔

(۷) دلوں کا سخت ہونا

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ	پس اُن کے دل سخت ہوگئے۔

(۸) لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا

اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ نحل ۵۹ — یا چھپا دیا کرے مٹی میں۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ التکویر ۸ — اور جب زندہ درگور کی ہوئی پوچھی جائے گی۔

(۹) ملک عرب میں اصلاحات

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ (یٰس آیت ۶) — "تاکہ تو ڈراوے اس قوم کو جس کے آباء ڈرائے نہیں گئے پس وہ غافل ہیں

(۱۰) سلسلہ نسب کا اشارہ

اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (شعراء ۱۸-۱۹) — جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو کھڑا ہوتا ہے اور پھرتا ہے سجدہ کرنے والوں میں۔

(۱۱) ابتدائی حالات (واقعہ یتیمی)

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (سورۃ ضحیٰ پارہ ۳۰) — کیا تجھے یتیم نہیں پایا پس تجھے پناہ دی۔

(۱۲) غربت و افلاس

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی سورۃ ضحیٰ پارہ ۳۰ — اور پایا تجھے مفلس پس غنی کیا۔

(۱۳) حالات قبل از بعثت

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سورہ یونس ۱۶) — پس میں تم میں ایک مدت عمر ٹھہرا رہا اس سے پہلے کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

(۱۴) منصب نبوت — اِقْرَاْ بِاسْمِ — پڑھ ساتھ نام اپنے رب کے جس

رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ (سورہ اقرأ پ ۳۰) — نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے (یہ پانچ آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں)

(۱۵) پہلے ایمان لانے والے

اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (سورہ واقعہ ۱۵) — پہل کرنیوالے پہل کرنیوالے ہی مقرب ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ، خدیجہؓ، علیؓ اور زبیرؓ وغیرہ۔

(۱۶) آپ کا نبی اُمّی ہونا | (اس مضمون کو قرآن حکیم میں کئی جگہ ذکر کیا گیا ہے۔

اعراف $\frac{157}{158}$ جمعہ ۲ شوریٰ ۵ عنکبوت

نساء ۱۱۱- مائدہ ۱۰۷-۱۲- آل عمران آیت ۱۶۴

اِذْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ — جبکہ اُس نے امیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا

(۱۷) آپ کا طریق تبلیغ

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ (نمل ۱ لیل ۱۱ ذاریات ۱۴ وغیرہ) — ہدایت و بشارت دیتے ہوئے مومنین کو۔

(۱۸) کفار کی ایذا رسانی

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (عنکبوت ۲) — کیا گمان کرتے ہیں کہ چھوڑ دیئے جائیں گے صرف اس پر کہ آمنا کہیں اور مبتلا نہ کئے جائیں گے۔

(۱۹) آپ کا منکروں سے الگ ہونا

قُلْ يَآاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (الیٰ) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ٥ — کہہ دیجئے اے کافرو! نہ پوجوں گا جس کو تم پوجتے ہو (تا) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

(۲۰) ہجرت حبشہ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (مانس ۹۶ نحل ۴۱) — اور وہ لوگ جنہوں نے خدا کے لئے ہجرت کی مظلوم ہونے کے بعد ہم اجر دینگے دنیا میں اچھائی کے ساتھ۔

(۲۱) واقعہ شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الم نشرح ۱) — کیا ہم نے تیرا شرح صدر نہیں کیا؟

(۲۲) دعوت اسلام کو روکنے کی کوششیں

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا (بنی اسرائیل) — اور اگر ہم تجھ کو ثابت قدم نہ کر دیتے تو تو قریب تھا کہ تو ان کی طرف کچھ مائل ہو جاتا۔

(۲۳) واقعہ معراج

۱. سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى — پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔

۲. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (بنی اسرائیل ۱ و نجم ۹) — پس ہوا قریب تیر کمان کے یا اس سے بھی قریب۔

(۲۴) مکہ کے آخری ایام

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا (بنی اسرائیل ۶) — اور وہ تو لگے تھے گھبرانے تجھ کو اس زمین سے کہ نکال دیں تجھے یہاں سے

(۲۵) ہجرت کا واقعہ

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ آیت ۴۰) — اگر تم مدد نہ کروگے اس کی پس تحقیق اللہ نے اس کی مدد کی جب کہ نکالا ان کو کافروں نے دو میں کا دوسرا جبکہ دونوں غار میں تھے جب کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے مت غمگین ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے

(۲۶) سبب ہجرت

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ (انفال ۴) — تجھ سے جھگڑتے تھے ظہور حق کے بعد

(۲۷) غار ثور میں چھپنا | (توبہ ع توبہ آیت ۴۰) اوپر شمار ۲۵ سورۂ توبہ آیت ۴۰ ملاحظہ ہو

(۲۸) حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت اور پریشانی " " " "

تفصیل واقعہ ہجرت (بنی اسرائیل ع) تفصیل اوپر آیت ۴، سورہ مذکور میں گزر چکی۔

(۲۹) مدینہ کے ابتدائی ایام

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ — بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مال اور جانوں کے ساتھ

وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (انفال ۷۲)

اللہ کے راستے میں اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی، یہ لوگ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے

(۳۰) تحویل قبلہ

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (سورہ بقرہ آیت ۱۴۴ وغیرہ)

پس اپنے منہ کو مسجد حرام (کعبہ شریف) کی طرف پھیر دیجئے۔

(۳۱) غزوات حکم جہاد

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (سورہ حج ۱)

اجازت دی جاتی ہے ان لوگوں کو جو جنگ پر مجبور کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ مظلوم ہیں

(۳۲) جنگ بدر لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران آیت ۱۲۳)

البتہ مدد کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری بدر میں اور تم کمزور تھے۔

(۳۳) جنگ احد وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران آیت ۱۳۹) نیز آیا ہے اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا (آل عمران آیت ۱۶۵)

نہ سست ہو اور نہ غم کرو اور تم ہی بلند (غالب) ہوگے اگر تم مومن ہو۔ اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دوگنے حصے تم جیت چکے تھے۔

اس کے علاوہ پوری تفصیل یہی ہے۔

(۳۴) بدر صغریٰ

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ (آل عمران، آیت ۱۷۳)

وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا بیشک لوگ (کفار) جمع ہو گئے ہیں تمہارے (مقابلہ کے) لئے۔

(۳۵) زینب و زید کا معاملہ

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا (احزاب، ع ۵ آیت ۳۷) اور جب زید اپنا کام اس سے پورا کر چکے۔

(۳۶) قبائل عرب اور مسلمان

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ (آل عمران آیت ۱۲۷)

آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جائیں یا عذاب دے دیں کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ ۱

(۳۷) جنگ احزاب

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا (احزاب آیت ۲۲)

اور جب کہ دیکھا مسلمانوں نے گروہوں کو کہا انہوں نے یہ ہے وہ جو وعدہ کیا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے اور نہیں زیادہ ہوئے مگر یقین اور اطاعت میں

(۳۸) یہود اور مسلمانوں کے تعلقات

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ

البتہ ظاہر ہو گیا بغض ان کے منہ (زبانوں) سے اور جو ان کے سینے

(آل عمران آیت ۱۱۸) چھپاتے ہیں وہ بہت بڑا ہے۔

(۳۹) یہود بنی قریظہ کا قتل (احزاب ۲۶) وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ الآیہ

اور اتار دیا انکو جو انکے پشت پناہ ہوئے تھے۔ اہل کتاب۔

(۴۰) صلح حدیبیہ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (الی) وَ — بیشک ہم نے آپ کو ایک صریحی فتح دی زنا اور

یَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا (فتح ۱-۳) — اللہ انکو ایسا غلبہ دے جس سے عزت ہی عزت ہو

(۴۱) بادشاہوں کو دعوت

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ — اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف

سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ (آل عمران آیت ۶۴) — جو مشترک ہے ہمارے اور تمہارے درمیان

(۴۲) فتح مکہ و خیبر

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ — تم پر آج کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں

وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (فتح و یوسف ۹۲) — بخشدے وہ سب سے زیادہ مہربان ہے

(۴۳) جنگ حنین

وَیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ — اور حنین کے دن جبکہ تعجب میں ڈالا تھا تم کو

تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْئًا (توبہ آیت ۲۵) — تمہاری کثرت نے پس اس نے تم کو کوئی فائدہ نہ دیا

(۴۴) جنگ تبوک

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا — اگر سامان نزدیک ہوتا اور سفر

لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ — درمیانہ تو وہ لوگ (منافقین) تیری

عَلَيْهِمُ الشَّقَّةُ (توبہ آیت ۴۲) اتباع کرتے ۔ اور لیکن تھی تطرآلئی الکرامات

(۴۵) ملک عرب میں اسلام کا چرچا

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الفتح آیت ۲۸)	وہ وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ غالب کر دے اسکو تمام دینوں پر

(۴۶) منافقوں کا انجام

اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (سورہ توبہ آیت ۶۶)	اگر درگذر کرتے ہیں ہم ایک جماعت کو تو ایک کو عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں اس لئے کہ وہ مجرم تھے۔

(۴۷) دین کامل ہونا حجۃ الوداع

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ مائدہ آیت ۳	آج کے دن تمام کیا میں نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو اور پوری کی میں نے تم پر اپنی نعمت

(۴۸) واقعہ وفات کا اشارہ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (سورہ آلِ عمران ۱۴۴)	نہیں ہیں محمدؐ مگر رسول آپ سے پہلے رسول گذر گئے (وفات پا گئے) پس کیا اگر وہ وفات پا گئے یا قتل ہو گئے تو اپنے پاؤں پر لوٹ جاؤ گے!

(۴۹) معجزات | شق القمر (قمر ۱)، فصاحت قرآن (بقرہ ۲۔ یونس ۳۔ بنی اسرائیل وغیرہ۔ چلتے ہاتھ کا حیرتناک کام (پانی پھوٹ نکلنا) انفال ۲۔ معراج بخم ا۔ بنی اسرائیل، مطلق معجزات عمران ۹ قمر ا۔ غرضیکہ بہت سی معجزات کا تفصیلی اور اجمالی تذکرہ ہے

(۵۰) پیشگوئیاں | روم ا۔ فتح ۴۔ توبہ ۵ وغیرہ میں بیشمار پیشگوئیاں ہیں جو بعد میں حرف بحرف پوری ہوئیں اور اس سے بیشمار گمراہوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔

(۵۱) اخلاق و عادات | اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ (ن ۴) — بیشک آپ البتہ زبردست مرتبہ اخلاق پر فائز ہیں۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (آل عمران ۱۵۹)، پس اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لئے نرم دل ہیں

یہ اور اس قسم کے بے شمار حقائق ہیں مگر بخوف طوالت ذکر نہیں کئے جاتے جن میں آپ کی ازواج مطہراتؓ، آپ کی آل و اولاد اور آپ کے اصحاب کرام کا تذکرہ خاص طور سے قابل ذکر ہے نیز آپ کے عادات ذکر و فکر، زہد و قناعت دشمنوں پر رحم و کرم وغیرہ بھی۔

یہ اتنی بڑی صفت اور خصوصیت ہے جو تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت اور امتیازی شان کو نمایاں کر دیتی ہے۔ اگر ہم تاریخ کی طرف نہ بھی دیکھیں تو بھی صرف اس قرآن سے آپ کی مکمل سوانح حیات لکھی جا سکتی ہے جو لاکھوں سینوں میں شروع سے آخر تک محفوظ اور کروڑوں اربوں مصحفوں میں مکتوب و مسطور ہے اور مشرق و مغرب میں جسکی دن رات تلاوت ہوتی ہے۔!

خلاصہ سیرت نبویؐ

(۱) ۵۷۱ء میں آپ پیدا ہوئے۔ ۶ سال میں والدہ کا انتقال ہوا۔ ۸ سال میں دادا کا انتقال ہوا۔ ۱۲ سال میں سفر شام کیا۔ ۲۵ برس میں پہلا نکاح ہوا۔ ۴۰ برس میں نبوت کا اعلان کیا۔ پانچویں سال حضرت عمرؓ و حمزہؓ مسلمان ہوئے، ساتویں سال ہجرت حبشہ ہوئی۔ نبوت کے گیارھویں سال معراج ہوئی اور پنج وقتہ نماز فرض ہوئی۔ نماز اصل میں خشوع و خضوع کا وہ ذریعہ ہے جس سے کمال روحانیت حاصل ہوتی ہے۔ اور خدا کے دربار میں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بندہ اس کا مطیع اور درباری بننے کا اہل ہے۔

(۲) ۱ سنہ ہجری میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اذان کا طریقہ رائج ہوا اور اس سال حمایت دین کے لئے جہاد فرض ہوا۔ جب جسم کا کوئی حصہ فاسد ہو جاتا ہے تو اس کا کاٹ ڈالنا ہی بقیہ جسم کی زندگی ہے اس لئے جہاد بدرجۂ مجبوری فرض ہے۔

(۳) ۲ سنہ ھ میں بیت المقدس کی جگہ کعبہ قبلہ قرار پایا۔ مسلمان ۱۶ یا ۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے تھے۔ اسی سال رمضان کے روزے بھی فرض ہوئے اس سے پہلے ہر مہینہ کے تین روزے فرض تھے۔

اسی سال حضرت بی بی فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی مرتضٰیؓ سے ہوا۔ حضرت علیؓ
کی عمر ۲۱ سال اور حضرت فاطمہؓ کی ۱۵ سال کی تھیں۔ اس نکاح کی سادگی اور
بے تکلفی مسلمانوں کی توجہ کے لائق ہے۔ اسی سال صدقۂ فطر امیر لوگوں پر
واجب قرار دیا گیا تاکہ غریب اور تنگ دست لوگ عید کی خوشیوں سے
محروم نہ رہیں، اسی سال عید کی نماز واجب قرار پائی۔ اور اسی سال زکوٰۃ
فرض ہوئی ہر مالدار مسلمان جس پر سال گذر جائے اپنے مال کا چالیسواں
حصہ ادا کرے۔ اگر ہر مالدار اس کا اہتمام کرلے تو دنیا میں کوئی مسلمان غریب نہ رہنے
پائے۔ اور موجودہ دور میں کمیونزم کا کوئی نام بھی نہ لے۔

(۴) ۳ھ میں شراب حرام ہوئی راوی کا بیان ہے کہ منادی آواز
دیتا جاتا۔ اور حال یہ تھا کہ شراب کے مٹکے اور شراب کے برتن گلیوں میں
گر گر کر ٹوٹ رہے تھے قیمتی شراب سیلاب کے پانی کی طرح گلیوں میں
بہہ رہی تھی۔ افسوس موجودہ متمدن حکومتیں چاہتی ہیں کہ یہ ام الخبائث
کمی اور پینی بند ہو جائے لیکن وہ مدنی آقا کی طاقت کہاں سے لائیں
کہ ایک اشارہ میں سارا عالم اسلام شراب سے پاک تھا۔ اس سال
حضرت امام حسنؓ پیدا ہوئے اور حضورؐ کا عقد حضرت حفصہؓ سے ہوا۔ مشرکہ
عورتوں سے مسلمان کا نکاح حرام ہوا اور قانون وراثت نازل ہوا۔
حضرت عثمانؓ سے ام کلثومؓ کا عقد ہوا۔

(۵) ۴ھ میں حضورؐ نے حضرت زیدؓ کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں سے عبرانی زبان سیکھیں اور عبرانی لکھنا پڑھنا حاصل کریں۔ حضرت زیدؓ بن ثابت جو ابھی نہایت نوعمر صحابی تھے کی ذہانت ملاحظہ ہو کہ صرف ۱۷ روز میں عبرانی جیسی مشکل زبان کے ماہر ہو گئے۔ اسی سال حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے حضرت ام سلمہؓ حضورؐ کے عقد میں آئیں۔ اور حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا۔

(۶) ۵ھ میں حج مسلمانوں پر فرض ہوا جو خانہ کعبہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ حج دراصل وہ فریضہ ہے جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے یہی وہ فریضہ ہے جس سے دنیا کے منتشر مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں اور اس اجتماع عظیم و بزرگ سے ایک دوسرے سے عظیم الشان روحانی علمی۔ اخلاقی، سیاسی، تمدنی ثقافتی اور دینی و دنیاوی منافع اٹھاتے ہیں پھر سب مل کر مختلف زبانوں اور مختلف طریقوں سے ایک ہیئت ایک لباس ایک اصول اور ایک نہج پر خدا کو یاد کرتے ہیں جس سے خدا راضی ہوتا ہے اور جو وہ مانگتے ہیں پاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے الحج فی الاسلام نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جو لاہور میں چھپی ہے اس میں حج کے جملہ مسائل تاریخ متعلقہ اعاظم رجال کا حج اور فوائد و برکات پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

اسی سال متبنٰی (منہ بولے لڑکے) کے رواج کو اسلام نے ختم کیا
(۷) ۷ھ میں خالد بن ولید، عمروؓ بن العاصؓ اور عثمان بن طلحہؓ مسلمان ہوئے۔

(۸) ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان بن حربؓ حضرت معاویہؓ اور ابو قحافہ حضرت ابوبکرؓ کے والد اسلام لائے۔

(۹) ۱۱ھ ربیع الاوّل میں حضورؐ کا وصال ہوا حضورؐ کی پیدائش اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے درمیان ۵۷۱ سال کا فرق ہے۔
حضرت عیسیٰؑ و حضرت موسیٰؑ کی پیدائش میں ۱۷۱۶ سال حضرت موسیٰؑ و ابراہیمؑ کے درمیان ۵۴۵ سال حضرت ابراہیمؑ و طوفان نوحؑ میں ۱۰۸۱ سال طوفان نوحؑ و حضرت آدمؑ کے درمیان ۲۲۴۲ سال پس آدمؑ اور حضرت رسول خدا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ۶۱۴۵ سال کا فرق ہوا حضورؐ کے ایام تبلیغ کی تعداد ۸۱۵۵ دن برابر قریب ۲۳ سال کل زندگی کے ایام ۲۲۳۳۰ چھ گھنٹے ۶۳ سال ۵ یوم ہوتے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

عبدالقیوم ندوی

خلافتِ راشدہ

سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ع تا سنہ ۴۱ھ ۶۶۲ع

از
عبدالقیوم ندوی

باب دوم

خلافت راشدہ

سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ء تا سنہ ۴۱ھ ۶۶۲ء

حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس درخت کو لگایا تھا۔ خلافتِ راشدہ اس کا ثمر شیریں ہے۔ اس مبارک دور پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ سچائی اور خدا ترسی، خدا پرستی اور خداشناسی کی کتنی قوت ہے اور اس کے تحت میں جو طاقت رہتی ہے خدائی کو کیا کچھ ملتا ہے۔ اور کیسی عزتیں حاصل ہوتی ہیں۔

خلیفۂ اوّل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

از سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ء تا سنہ ۱۳ھ ۶۳۴ء

آپ قریش کے چشم چراغ تھے پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ پھر

عبداللہ رکھا گیا۔ ابوبکر کنیت عتیق و صدیق لقب پانچویں پشت میں حضور سے آپ کا سلسلۂ نسب مل جاتا ہے۔ آپ نے کبھی بت پرستی اور شراب نہیں استعمال کی۔ جاہلیت میں بھی نہایت معزز تھے قتل کا فیصلہ آپ ہی کرتے تھے، بہت بڑے تاجر تھے، خوشحال تھے۔ سب سے پہلے مسلمان ہونے والوں میں آپ ہی کا نام نامی ہے۔ مسلمان ہوتے ہی آپ اسلام کے مبلغ بن گئے اور چند ہی روز میں بڑے بڑے سرداروں کو اسلام کے قدموں پر ڈال دیا یعنی حضرت عثمانؓ غنی حضرت طلحہؓ۔ زبیرؓ عبدالرحمٰن بن عوف۔ ابوعبیدہ اور سعید یہ بعد میں عشرہ مبشرہ میں شمار کئے گئے۔ جن کے متعلق حضورؐ نے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی۔ (مسند ابن ابی خذیمہ) قرآن شریف بڑی رقت سے پڑھتے کہ کافروں کے بچے اور عورتیں بھی رو پڑتے تھے۔ ہجرت کے وقت غار میں اور راستہ میں شریک سفر نبوت تھے۔ تمام مشہور غزوات میں پیش پیش تھے۔ غزوہ تبوک جو آخری غزوہ ہے اس میں آپ نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ جھاڑو اور برتن بھی راہِ خدا میں دے ڈالا تھا۔ ۹ھ میں حضورؐ نے اپنا جانشین بنا کر امیر حج مقرر فرمایا تھا۔ حضورؐ نے وصال سے پہلے امامت نماز کے لئے آپ ہی کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ آپ نے سترہ وقت کی نمازیں پڑھائی تھیں یہ آپ کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔

خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ | جس وقت ہمارے حضورؐ اس دنیا سے پردہ فرما رہے تھے صحابۂ کرام میں سخت بے چینی اور پریشانی تھی۔ حضورؐ کے پردہ فرماتے ہی ثقیفۂ بنی ساعدہ میں جو مدینۂ منورہ سے قریب تین میل کے فاصلے پر ایک مقام تھا۔ مہاجرین اور انصار کے بہت سے لوگ جمع ہوئے اور خلافت کی بات چیت کرنے لگے۔ انصار اپنا حق اور اپنی بزرگی جتا رہے تھے اور مہاجرین اپنے حقوق ثابت کرنے میں مصروف تھے۔ قریب تھا کہ حضورؐ کی جانشینی کے مسئلے پر آپس میں تلوار چل جاتی اور جاہلیت کا وہ زمانہ جس کے مٹانے کے لئے اسلام آیا تھا اور حضورؐ نے اپنی ساری زندگی صرف فرمائی تھی۔ لوٹ آئے ادھر حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ مدینہ میں حضورؐ کے غم میں تھے کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ثقیفہ بنو ساعدہ کے واقعے کی خبر کی۔ حضرت ابوبکرؓ فوراً ثقیفہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ اور دوسرے مہاجر بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت عمرؓ کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن حضرت صدیقؓ نے ان کو روک دیا اور نہایت وقار اور سنجیدگی کے ساتھ کھڑے ہو کر تقریر فرمائی جس میں پہلے مہاجرین کی تاریخ اور ان کی بزرگی بیان کی پھر ان مصائب کا ذکر کیا جو انہوں نے برداشت کئے تھے۔ اس کے بعد انصار کی دینی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ بہتر ہے کہ امام قریش میں سے ہو۔ ہم امیر ہوں۔ تم

وزیر تمہارے مشورے کے بغیر کوئی معاملہ طے نہیں کیا جائے گا۔ (تاریخ خیاط جلد دوم ص۱۲)

حضرت ابوبکرؓ کی تقریر کے بعد حباب بن منذر انصاریؓ نے ایک جوشیلی تقریر کرتے ہوئے دو امیر بنانے کی تجویز پیش کی کہ ایک امیر قریش میں سے ہو اور ایک انصار میں سے منتخب کیا جائے۔ حضرت عمرؓ اس پر بگڑ گئے اور سخت کلامی بھی ہوئی۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے گروہِ انصار! دینِ اسلام کی سب سے پہلی فتح تمہارے ہاتھ سے ہوئی۔ اب اس کی بربادی میں تم کو پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ اس پر بشیر بن سعد انصاری نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کو سمجھایا کہ ان کا مطالبہ درست نہیں اور قریش ہی خلافت کے صحیح حق دار ہیں۔ اس تقریر کے ختم ہونے پر انصار خاموش ہو گئے (تاریخ الخلفاء سیوطی ص۹۲)

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ موجود ہیں ان میں سے جس کو تم لوگ پسند کرو اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو اس پر ان ہر دو حضرات نے کہا کہ آپ مہاجرین میں سب سے افضل ہیں غار میں رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھی اور نماز پڑھنے میں ان کے قائم مقام رہے ہیں۔ نماز وہ شئے ہے جو دین کے کاموں میں سب سے افضل ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا کون خلافت کا حقدار ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر سب سے پہلے عمرؓ بڑھے

اور حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد ابوعبیدہؓ بشیر بن سعدؓ نے بیعت کی حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت عثمانؓ نے ان کی پیروی کی یہ دیکھ کر لوگ جوق در جوق بیعت کرنے کے لئے آنے لگے۔

خطبۂ خلافت | ثقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت کے اگلے روز مسجد نبوی میں مسلمان جمع ہوئے اور حضرت عمرؓ کے اصرار پر جناب صدیقؓ منبر کے نچلے درجے پر بیٹھے اس موقع پر حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور فرمایا کہ اے مسلمانو! کیا تم نہیں جانتے کہ ابوبکرؓ غار میں رسول اللہ کے ساتھی تھے۔ پس وہ تم پر حکومت کرنے کے لئے سب مسلمانوں سے زیادہ حقدار ہیں لوگو اٹھو اور ابوبکرؓ سے بیعت کرو۔ اس پر سب لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی جو بیعت عام کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔

"لوگو! قسم ہے اللہ کی نہ میں کبھی امارت کا خواہاں تھا، نہ اس کی طرف مجھے رغبت تھی اور نہ کبھی میں نے خفیہ یا ظاہرہ اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے دعا کی لیکن مجھے خوف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ برپا ہو جائے۔ اس لئے اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا ورنہ مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایسا بار مجھ پہ ڈالا گیا ہے جس کے برداشت کی طاقت میں اپنے اندر نہیں پاتا اور بلا امداد الٰہی کے اس سے عہدہ برآ

نہیں ہوسکتا کاش میری بجائے کوئی ایسا شخص ہوتا جو اس بوجھ کے اٹھانے کی مجھ سے زیادہ طاقت رکھتا۔ مجھے تم نے امیر بنایا حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر اچھا کام کروں تو مجھے مدد دینا اور اگر غلطی کروں تو اصلاح کرنا۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ یہاں تک کہ ان کا حق دلواؤں اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ ان سے حق لے لوں جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور اگر ان کے خلاف کروں تو میرا ساتھ چھوڑ دو"۔ (تاریخ ابن جریر طبری ص ۱۲۷) ہر بڑے آدمی میں کوئی نہ کوئی خصوصیت ایسی ہوتی ہے۔ جو اُسے دوسروں سے ممتاز رکھتی ہے۔ حضرت صدیقؓ کی دو صفتیں خاص طور پر بہت نمایاں ہیں۔ ایک تو ارادے کی پختگی دوسرے رقّتِ قلب۔ ارادے کی پختگی کے یہ معنے ہیں کہ جو مہم پیش آئے اس میں جہاں تک ہو سکے دوسرے دوستوں سے رائے اور مشورہ لے اور جب ایک راہ مقرر کر لی جائے تو اس پر چل پڑے اور کوئی مشکل سے مشکل رکاوٹ بھی راستے میں حائل ہو تو اس کو روندتا ہوا چلا جائے یہ صفت حضرت ابوبکرؓ میں خاص طور پر موجود تھی رقّتِ قلب اس کو کہتے ہیں کہ انسان کے دل میں درد ہو اور کسی دوسرے انسان کی تکلیف کو دیکھ کر بے قرار ہو جائے۔

حضرت ابوبکر کے ارادے کی پختگی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا

ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے کچھ عرصہ قبل اسامہؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا۔ لیکن عین کوچ کے وقت آنحضرتؐ بیمار ہو گئے جس کے باعث فوج کو رکنا پڑا۔ حضورؐ کے انتقال کے فوراً بعد ہی عرب کے قبائل بگڑنے لگے بعض اسلام سے پھر گئے اور اکثر نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کئی جھوٹے نبی بھی پیدا ہو گئے غرض ملک کے اندر ہی ایک گڑبڑ کی صورت پیدا ہو چکی تھی۔ بعض لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ اسامہؓ کو فوج دے کر بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو انہوں نے کہا چونکہ اپنے ہی ملک میں اکثر مسلم قبیلے مرتد ہوتے چلے جا رہے ہیں اور مخالفت بڑھ رہی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس فوج کو باہر نہ بھیجا جائے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے نہایت سختی سے انکار کیا اور فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر مجھے یہ ڈر ہوتا کہ مجھے درندے کھا جائیں گے تو بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کرتا۔ اور لشکر کو روانہ کر دیتا خواہ بستیوں میں میرے سوا کوئی نہ رہ جائے پھر بھی میں اس لشکر کو روانہ کروں گا۔" (تاریخ مسعودی ص۲۹)

ارشاد نبویؐ کی تعمیل اس وقت حضرت اسامہؓ کی عمر صرف انیس سال کی تھی۔ آپ زید بن حارثہؓ غلام کے بیٹے تھے۔ حضرت عمرؓ اور بعض

دوسرے صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ اسامہؓ کے بجائے کسی شریف النسل اور سن رسیدہ شخص کو امیر مقرر کیا جائے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ غصے سے بے تاب ہوگئے اور فرمایا خدا تمہیں ہلاک کرے تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ جس شخص کو آقائے دوجہاں نے امیر مقرر کیا ہو اس کو معزول کردوں ایسا ہرگز نہ ہوگا (تاریخ ابن اثیر کامل جلد ۳ صہ ۱۲۹)

جب یہ لشکر روانہ ہوا تو حضرت اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک غلام زادے کی رکاب تھامے ہوئے ساتھ ساتھ پیدل جا رہے تھے اور ہدایات فرما رہے تھے۔ اسامہ نے کہا کہ آپ بھی سوار ہو جائیں یا مجھے اترنے کی اجازت فرمائیں حضرت صدیقؓ نے جواب میں فرمایا کہ نہ میں خود سوار ہوں گا نہ تم کو پیادہ ہونے کی اجازت دوں گا حضرت صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ کو ہدایات دینے کے بعد لشکر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان دس باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا۔

اسلام کا جنگی اصول (۱) خیانت نہ کرنا (۲) دھوکہ بازی نہ کرنا (۳) امیر لشکر کی نافرمانی نہ کرنا (۴) کسی کے اعضا مت کاٹنا (۵) بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا (۶) کھجور یا کسی میوہ دار درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا (۷) بکری گائے اونٹ بلا ضرورت نہ مارنا (۸)

گوشہ نشینوں کو ان کے حال پر چھوڑنا (۹) قیمتی برتنوں میں تمہارے سامنے کھانے آئیں گے ان کو خدا کا نام لے کر کھانا (۱۰) تم کو ایک ایسی قوم ملے گی جن کے سر کے بال بیچ میں سے مونڈے ہوں گے۔ اور نیچے چھوٹے ہونگے ان کو تازیانہ کی سزا دینا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اب خدا کے بھروسے پر روانہ ہو جاؤ خدا تم کو دشمنوں اور طاعون کی بیماری سے محفوظ رکھے (تاریخ طبری ص ۱۹۴۹)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ سے درخواست کی کہ اگر مناسب سمجھو تو عمرؓ کو میری مدد کے لئے چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ اسامہؓ نے اس کی اجازت دے دی۔ لشکر روانہ ہوا اور چالیس دن کے بعد کامیاب اور بامراد واپس آگیا۔ جو صحابی اس لشکر کے بھیجنے کے حق میں نہ تھے اُنہیں اب محسوس ہوا کہ ارشاد نبوئی کی تعمیل سے انہیں کیا فائدے پہنچے لشکرِ اسامہؓ نے نہ صرف جنگ موتہ کے شہیدوں کا بدلہ لیا اور کفار کو زبردست شکست دی بلکہ مرتدین عرب جو شورش پر تلے ہوئے تھے۔ ان پر بھی اس لشکر کی کامیابی کا بہت اچھا اثر ہوا۔ انہوں نے جان لیا کہ ابھی مسلمانوں میں طاقت اور قوت باقی ہے اور ان کے مقابلہ میں کامیاب ہونا آسان نہیں۔

مانعین زکوٰۃ کو تنبیہ | حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خلیفہ مقرر ہوتے ہی

اُن لوگوں سے نپٹنا پڑا جو دُور دراز علاقوں میں مسلمان تو ہو چکے تھے۔ لیکن جب انہیں آنحضرت کے انتقال کی خبر پہنچی تو انہوں نے خیال کیا کہ ان پہ مذہب کی پابندی کی چنداں ضرورت نہیں سب سے زیادہ انہیں زکوٰۃ دینا شاق ہو رہا تھا۔ جناب صدیقؓ کی خدمت میں مختلف قبائل سے کئی وفد بھی محض اسی غرض سے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے باقی ارکان اسلام بیشک ایسے ہی رہیں صحابہؓ اور خود حضرت عمرؓ کا یہ مشورہ تھا کہ لوگوں سے نرمی کی جائے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کی بات سُن کر فرمایا عمرؓ جاہلیت میں تو تم بڑے جابر تھے۔ کیا اسلام میں آکر ذلیل ہو گئے ہو۔ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا میری زندگی میں اس دین کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی خدا کی قسم اگر زکوٰۃ میں کسی کے ذمے رسی کا ایک ٹکڑا بھی نکلا اور اس نے دینے سے انکار کیا تو جہاد کا حکم دے دوں گا۔ اگر بکری کا بچہ دیتا تھا اور نہ دے گا تو جہاد کروں گا (بخاری شریف جلد اول ص ۱۸۸)

حضرت عمر کہتے ہیں کہ یہ جواب سُن کر مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کے دل کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لئے کھول دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبائل کے جو قاصد آئے تھے ناکام اور نامراد واپس لوٹے آپ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے ایک زبردست لشکر تیار کیا اور مدینہ منورہ

سے باہر نکلا لشکر کو گیارہ حصّوں میں تقسیم کر کے بڑے بڑے بہادروں کو ان کا سردار مقرر کیا۔ اور انہیں مرتد قبائل عرب کو سیدھے راستے کیلئے بھیجا (تاریخ خضری جلد دوم) انہوں نے بے دینی کی جگہ اسلام اور بغاوت کی بجائے امن قائم کر دیا اور زکوٰۃ کا روپیہ باقاعدہ وصول ہونے لگا (تاریخ مروج الذہب مسعودی)

مدعیان نبوت | اس کے علاوہ کئی جھوٹے مدعیانِ نبوت بھی پیدا ہو چکے تھے جن میں طلحہ اور مسیلمہ کذّاب نامی دو شخصوں نے بہت زور پکڑا تھا۔ طلحہ کے ساتھ ایک زبردست گروہ تھا جن میں قبیلۂ طے کے لوگ بھی شامل ہو گئے۔ مگر حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدیؓ کے سمجھانے بجھانے سے بنی طے پھر اسلام لے آئے۔ اسی طرح حضرت عدیؓ کی کوشش سے قبیلۂ جدیلہ کے لوگ طلحہ کو چھوڑ کر حضرت خالدؓ کی فوج سے آملے جس سے اسلامی فوج کو بہت تقویت ملی حضرت عدیؓ کی اس کارکردگی پر انہیں بہترین فرزند کا خطاب دیا گیا حضرت خالدؓ نے طلحہ کو زبردست شکست دی (تاریخ خیاط مصری جلد دوم ص۲۹) دوسری طرف قبیلہ بنی حنفیہ کے سردار مسیلمہ نے نبوّت کا دعوٰے کر دیا اور مشہور کیا کہ خود آنحضرتؐ نے مجھ کو نبوت میں شریک بنایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی سرکوبی کے لئے یکے بعد دیگرے عکرمہؓ اور شرجیلؓ کی سرکردگی میں دو

فوجیں بھیجیں اور یہ حکم دیا کہ جب یہ دونوں فوجیں آپس میں مل جائیں تو حملہ کیا جائے لیکن عکرمہؓ نے اس خیال سے کہ کامیابی کا سہرہ انہیں ہی نصیب ہو شرجیل کا انتظار کئے بغیر حملہ کر دیا لیکن شکست کھائی۔ جس پر جناب صدیقؓ بہت برہم ہوئے اور حضرت خالدؓ کو جو ابھی ایک دوسری جنگ سے فارغ ہو کر آئے تھے۔ بنی حنیفہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار کے قریب فوج تھی۔ حضرت خالدؓ سے ہولناک جنگ ہوئی بنی حنیفہ بڑی بہادری سے لڑے۔ لیکن مسیلمہ کی ہلاکت نے یکایک جنگ کا رُخ پلٹ دیا۔ اور بنی حنیفہ شکست کھا کر بھاگ گئے لشکرِ اسلام فتح یاب ہو کر واپس لوٹا۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی ملک عرب میں فتنۂ ارتداد کی شورش تھی۔ اسے نو ماہ کی قلیل مدت میں فرو کر کے امن و امان بحال کر دیا گیا۔ اس کارنامے سے نہ صرف حضرتِ صدیقؓ کے عزم راسخ کا پتہ ملتا ہے بلکہ ان کے فوجی نظام کی تعریف بھی کرنی پڑتی ہے۔

ایرانیوں سے جنگ | ملک عرب میں کامل امن و امان قائم کرنے کے بعد جنابِ صدیقؓ نے اپنے سپہ سالارِ اعظم حضرتِ خالدؓ بن ولید کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی تاکید کر دی کہ صرف ان مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے جائیں جو فتنۂ ارتداد سے بچ رہے تھے۔ حضرت خالدؓ نے خلیفۂ وقت

کا حکم پہنچتے ہی سرحد عراق کے فرماں روا ہرمز کو لکھا کہ دینِ اسلام قبول کرو یا ذمی بن کر جزیہ ادا کرو ورنہ سوائے اپنے کسی کو ملامت نہ کرنا کیونکہ میں ایک ایسی قوم کو تمہارے مقابلے میں لا رہا ہوں جو موت کو اتنا ہی عزیز رکھتی ہے جتنا تم زندگی کو"۔ ہرمز نے حضرت خالدؓ کے آمد کی اطلاع شہنشاہِ ایران کو دی اور خود فوج لے کر مسلمانوں کے مقابلے کو نکلا۔ اور حضرت خالدؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ اس فتح سے بہت خوش ہوئے اور ہرمز کا تاج جو کئی ہزار درہم کا تھا۔ حضرت خالدؓ کو بخش دیا۔ اس سے اسلامی فوج کے حوصلے اور بھی بلند ہو گئے۔ اسلامی لشکر سیلاب کی طرح بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ دربار ایران کی طرف سے ایک زبردست فوج مقابلے پر آئی لیکن اس نے بہت بری طرح شکست کھائی۔ اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی مارے گئے۔ اس شکست کی خبر سن کر شہنشاہِ ایران نے ایک بہت ہی زبردست فوج بھیجی جس میں ایران کے نامی گرامی سپہ سالار بھی تھے۔ مگر وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے حضرت خالدؓ کی فتوحات کی دھاک بندھ گئی اور تمام قبائل خود بخود مطیع ہوتے گئے ٹیکس مقرر ہوئے اور عہد نامے لکھے گئے۔ حضرت خالدؓ نے اور دیگر عراقی قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں امن و امان قائم کر کے آپ نے حاکم مقرر کر دیئے (تاریخ خضری جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

جنگ یرموک | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے عیسائی بادشاہ کو دعوتِ اسلام بھیجی تھی لیکن اس نے قاصد کو شہید کر دیا تھا۔ آنحضرت نے اس کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ سے تین ہزار فوج بھیجی تھی۔ کفار ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ اور جعفرؓ طیار وغیرہ اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ اس سے کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ ان کی سرکوبی کے لئے آنحضرتؐ نے اسامہؓ کی قیادت میں ایک فوج ترتیب دی لیکن آنحضرتؐ کی بیماری کے باعث یہ لشکر روانہ نہ ہو سکا۔ حضرت اسامہؓ نے اگرچہ کامیابی حاصل کی لیکن اس کے باوجود رومیوں کے مدینہ منورہ پر حملہ کا خطرہ ہر آن موجود تھا۔ ۱۲ھ میں حضرت ابوبکرؓ نے چار جانباز سپہ سالاروں یعنی عمرو بن عاصؓ یزید بن ابی سفیانؓ۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح اور شرجیلؓ بن حسنہ کو ایک فوج کا کمانڈر مقرر کر کے ان کی رَوانگی کے راستے مقرر کر دیئے۔ ان چاروں سپہ سالاروں کے ساتھ ۳۶ ہزار فوج تھی۔ جب رومیوں کو اسلامی فوج کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے شہنشاہ روم ہرقل سے مدد چاہی۔ اسلامی فوجیں یرموک کے مقام پر آپس میں مل گئیں۔ ہرقل نے ان کے مقابلے کے لئے دو لاکھ چالیس ہزار رومی بہادر بھیجے۔ رومیوں نے جہاں ڈیرے ڈالے۔ اس کے ایک طرف دریا اور پشت کی جانب پہاڑ تھے۔ یہ محفوظ مقام

انہوں نے اس لئے پسند کیا تھا کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کے دل مطمئن اور بے خوف ہو جائیں۔ اسلامی فوج نے بھی یرموک سے بڑھ کران کے سامنے مورچہ قائم کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوج بالکل محصور ہو گئی۔ مسلمان فوج تین ماہ تک اسی طرح ڈیرے ڈالے پڑی رہی۔ آخر انہوں نے دربارِ خلافت سے امداد طلب کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ کو جو عراق اور ایران میں فتح کے ڈنکے بجاتے پھرتے چلے جاتے تھے حکم دیا کہ عراق کی مہم پر مثنیؓ ابن حارثہ کو چھوڑ کر خود شام میں جاکر مسلمانوں کی مدد کریں۔ چنانچہ حضرت خالدؓ دس ہزار فوج کے ساتھ فوراً روانہ ہوکر شام میں اسلامی فوج سے جا ملے۔

حضرت خالدؓ نے اسلامی فوج کو اس طریق پر ترتیب دیا کہ اس سے پہلے عربی فوج اس طرح مرتب نہ کی گئی تھی۔ انہوں نے سارے لشکر کو ۳۸ دستوں میں تقسیم کیا۔ ۱۸ دستے وسط میں رکھے اور ابو عبیدہؓ کو ان کا سردار مقرر کیا۔ عمرو بن عاصؓ کی سرداری میں دس دستے داہنے بازو پر اور یزید بن ابوسفیانؓ کی قیادت میں دس دستے بائیں بازو پر متعین کئے۔

رومیوں نے بھی مسلمانوں کے مقابلے میں بڑی شان وشوکت سے صف بندی کی اور میدانِ کارزار گرم ہوا۔ رومی اگرچہ بڑے بہادر تھے مگر مسلمانوں جس ہمت واستقلال کا ثبوت دیا وہ تاریخ میں ہمیشہ

یادگار رہے گا مسلمان خواتین نے بھی اس جنگ میں نمایاں حصہ لیا اور بہت سے کافروں کو تہہ تیغ کیا لڑائی دن رات ہوتی رہی آخر رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ اپنی اپنی جانیں بچا کر بھاگے۔ ہرقل کو جب اس شکست کی خبر ملی تو اس نے کہا اے ملک شام تجھ کو یہ میرا آخری سلام ہے۔ دوران جنگ میں مدینہ منورہ سے یہ روح فرسا خبر موصول ہوئی کہ حضرت صدیق اکبرؓ انتقال فرما گئے اور حضرت عمرؓ ان کے بجائے خلیفہ مقرر ہوئے (تاریخ ابن اثیر کامل)

علالت | سات جمادی الثانی ۱۳ھ کو صدیق اکبرؓ نے غسل فرمایا تو سرد ہوا چل رہی تھی۔ سردی کی وجہ سے بخار ہو گیا جو دو ہفتہ تک رہا۔ بخار کی شدت دن بدن بڑھتی گئی یہاں تک کہ مسجد میں آنے سے معذور ہو گئے۔ اور امامت حضرت عمرؓ کے سپرد کر دی۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ زندگی کی امید نہیں رہی تو صحابہؓ کے مشورہ سے حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا وفات سے کچھ روز پہلے ایک دن اپنے کوٹھے کی چھت پر جو مسجد نبوی کے پاس تھی تشریف لے گئے نیچے لوگوں کا مجمع تھا آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا جس کو میں جانشین مقرر کروں اس کو تم پسند کرو گے؟ خدا کی قسم میں نے بہت غور کیا ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو بھی تجویز نہیں کیا۔ میں عمر ابن الخطاب کو اپنا

جانشین مقرر کرتا ہوں پس میرا کہنا سنو اور مان لو آپ کی تقریر سن کر سب نے اس سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد آپ نیچے اترے۔ اور حضرت عثمانؓ کو اس معاہدہ کی تحریر کا حکم دیا (تاریخ خضری جلد دوم ص۱۵)

حضرت عمرؓ کو وصیت | پھر حضرت عمرؓ کو طلب فرمایا اور جو کچھ سمجھانا تھا سمجھایا اور ہاتھ اٹھا کر اپنی بیت اور جناب عمرؓ کے حق میں دعا کی اور فرمایا اے عمرؓ یاد رکھو کوئی مصیبت یا تکلیف تم کو خدمت دین سے نہ روکے۔ رسول خدا صلی اللہ وسلم کی وفات سے بڑھ کر ہرگز کوئی مصیبت نہیں آسکتی ہے۔ تاہم خدا کی قسم اگر میں اس دن اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ذرا بھی غفلت کرتا تو اللہ تعالیٰ ہم کو تباہ کر دیتا۔ اور مدینہ میں وہ آگ بھڑکتی جو کسی کے بجھائے نہ بجھتی۔ پھر اپنے وظیفے کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ بیت المال کا کچھ روپیہ آپ کے ذمے ہے۔

آخری حکم | حکم ہوا کہ میری زمین بیچ کر قرض ادا کیا جائے وفات کا وقت قریب تھا کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ آنحضرت کو کتنے کپڑوں میں دفنایا گیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تین میں حکم دیا کہ مجھے بھی تین کپڑے کا کفن دینا۔ دو چادریں جو میرے اوپر ہیں ان کو دھو لینا اور ایک نئی لینا۔ حضرت عائشہ بولیں کہ کیا ہم نیا کپڑا نہیں خرید سکتے۔ فرمایا اے لخت جگر نئے کپڑے زندوں کے لئے زیادہ درکار

ہیں۔ پھر کہا کہ کیا آج دوشنبہ نہیں جب آپ کو بتایا گیا کہ آج دوشنبہ ہی ہے تو خوش ہوکر فرمایا کہ رسول اللہؐ نے بھی اسی روز وفات پائی تھی۔

آخری الفاظ | آخر آپ یہ کہتے ہوئے کہ اے اللہ میری موت اسلام پر ہو اور مجھے صالحین سے ملا (تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ) خداوند عالم اور اپنے محبوب صادق حضور سرور کائنات سے جاملے۔

وفات | آپ نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء بروز دوشنبہ مابین مغرب و عشاء ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جناب عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں پہلوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے صرف دو سال تین ماہ دس روز تک خلافت کا کام انجام دیا (ملخص طبقات ابن سعد جلد اول تا ص۱۴۲)

اجمالی تبصرہ | آپ کے مختصر سے دور کا سب سے بڑا خاصہ اور آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے احکام میں ذرہ برابر فرق نہ آنے پایا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں جزیرہ نمائے عرب اسلامی انتظام کے ماتحت تھا۔ شام و عراق میں جنگ قائم تھی وہاں کے مفتوحہ علاقوں کا انتظام خود افسر لشکر کے متعلق تھا۔ کل عرب کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر حصہ

میں خلیفہ کی طرف سے ایک امیر مقدمات کے فیصلہ حدود شرعیہ کے اجراء اور نماز کے لئے مقرر تھا وہی امیر وہی قاضی ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کسی کو وزیر نہیں بنایا تھا صرف حضرت عمرؓ ان کے مشیر تھے اور مقدمات کے فیصلے بھی کرتے تھے حضرت ابوعبیدہؓ جب تک شام کی مہم پر نہیں بھیجے گئے تھے۔ امین بیت المال رہے۔ احکام حضرت زیدؓ بن ثابت لکھا کرتے تھے اور خطوط و حالات حضرت عثمانؓ کے سپرد تھے۔ تمام اہم کام مشورے سے ہوتے۔ حکام صرف اہلیت کی بنا پر مقرر ہوتے۔ غیر مسلم رعایا کو مساوی حقوق حاصل تھے۔ یزید بن سفیانؓ، حضرت خالدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ سپہ سالار فوج اور حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار اعظم تھے "تاریخ الخلفاء"

فضل و کمال | آپؓ اسلامی تعلیمات کا پیکر اور محاسن رسالت کے پرتاثیر عکس تھے۔ حضرت صدیق اکبر قرآن اور حدیث کے بڑے عالم تھے۔ تقریر میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ چنانچہ نماز جمعہ سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تازگی اور اثر سے حاضرین پر ہمیشہ ایک خاص کیفیت طاری رہتی تھی۔ مسائل کے باریک نکتے نہایت آسانی سے لوگوں کو سمجھا دیا کرتے تھے (ابن سعد جلد اول ص۱۲۱)

جمع قرآن | قرآن و حدیث جمع کرنے کا خیال سب سے پہلے آپ ہی کو آیا چنانچہ آپ ہی کے عہد میں نہایت تحقیق اور پوری کد و کاوش سے

ساتھ قرآن لکھا گیا۔ بڑی تحقیق کے بعد پانچ سو حدیثیں جمع کیں۔ لیکن موت سے کچھ دن پہلے سخت احتیاط کے خیال سے اس مجموعہ احادیث کو اپنے سامنے ضائع کرا دیا (اسد الغابہ جلد اول ص۲۲۷)

علم تعبیر رویا: خواب کی تعبیر بیان کرنے میں بھی جناب صدیق کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ چنانچہ جو تعبیر وہ بیان کرتے تھے اللہ تعالٰے اسے پورا کر دیتا تھا۔

حلیہ: حضرت ابوبکر صدیق کا رنگ زردی مائل سپید اور جسم دبلا پتلا تھا پیشانی بلند آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی اور رخساروں پر گوشت بہت کم تھا۔ چہرے پر اکثر پسینہ آتا رہتا تھا۔ بال مہندی سے رنگتے تھے۔ (اسد الغابہ جلد اول ص۲۱۹)

اخلاق وعادات: حضرت ابوبکرؓ بڑے پرہیزگار اور سخی تھے (اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اور بہتری کے لئے اپنی جائداد کی آخری چیز تک بخوشی قربان کر دی تھی۔ اپنی یہ حالت تھی کہ عبا میں بٹنوں کی جگہ ببول کے کانٹے ٹانک کر گزارا کر لیتے تھے۔ آپ کی شان میں ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ دنیا میں ادا کر دیا۔ لیکن ابوبکر کے احسانات مجھ پر باقی رہ گئے ہیں ان کا بدلہ قیامت کو اللہ تعالٰی دے گا (جامع ترمذی ابواب المناقب جلد۲)

ایفائے عہد| وعدہ کو پورا کرنے والے اور حلیم الطبع تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں ایسا عشق تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کے لئے دنیا کے کاروبار کی کبھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور ہر ایک نیک کام میں دلی شوق سے سبقت حاصل کرنا چاہتے تھے۔

تقوے| تقویٰ زہد عقل اور متانت میں متفقہ شہرت حاصل تھی۔ راتوں کو کمزوروں کی خدمت کرتے اور رات بھر نمازمیں روتے رہتے۔ (اصابہ جلد اول)

خدمتِ خلق| خلافت سے پہلے اور خلافت کے بعد ہمیشہ آپ کا یہ دستور رہا کہ آپ مدینہ کے ہمسایوں کی بکریاں تک چرالایا کرتے تھے، دودھ دوہ دیا کرتے تھے جب خلیفہ ہو گئے تو ان لوگوں نے کہا کہ کیا اب آپ ہمارے کام نہ کیا کریں گے تو آپ نے جواب دیا کہ ضرور کروں گا۔ چنانچہ خلیفہ ہو جانے کے بعد بھی لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ بکریاں چرانی ہیں یا دودھ دوہنا ہے؟ محلہ بھر کا سودا سلف خود ہی لا دیا کرتے تھے۔ روزی کا یہ حال تھا کہ خلافت کے پہلے چھ ماہ تک کپڑوں کی گٹھڑیاں کندھوں پہ اٹھا کر گلیوں اور بازاروں میں بیچا کرتے تھے لیکن جب خلافت کے کاموں سے مصروفیت کے باعث یہ کام بھی چھوڑ دینا پڑا تو مسلمانوں کی رائے سے بہت قلیل

وظیفہ بیت المال سے لینا شروع کیا (تہذیب التہذیب جلد اول ص۱۸۸)

امانت | ایک موقعہ پر آپ کی بیوی نے شیرینی کی فرمائش کی فرمایا بیت المال اس غرض کے لئے نہیں ان بیوی صاحبہ نے روزانہ خرچ سے کچھ بچا کر چند روز بعد کچھ شیرینی منگالی۔ جناب صدیق کے دریافت کرنے پر جب انہیں معلوم ہوا کہ اس قدر رقم کی بچت ہو سکتی ہے تو بیت المال سے اپنا وظیفہ کم کرا لیا۔ انہیں فضائل کی وجہ سے جناب صدیق اکبرؓ امت محمدیہ کے تمام لوگوں بلکہ انبیاء کے بعد کل بنی نوع انسان سے افضل اور برتر تسلیم کئے گئے۔ فتنہ ارتداد کو جس اولوالعزمی اور دانشمندی کے ساتھ تھوڑی مدت میں انہوں نے رفع کر دیا وہ اُن کی اس عظمت کا زندہ ثبوت ہے۔ جو ان کو دوسرے صحابہؓ پر حاصل تھی۔ رضی اللہ عنہ

مبارک اقوال | فرمایا مجھ کو دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں (۱) رسول خدا کی طرف دیکھتے رہنا (۲) رسول خدا پر اپنا مال صرف کرتے رہنا (۳) رسول خدا کے عقد میں میری بیٹی کا ہونا (تہذیب ابن حجر)

آپ نے ایک بار خطبہ میں فرمایا۔ لوگو خدا سے شرم کرو خدا کی قسم جب میں قضاء حاجت کو جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے شرم کی وجہ سے سر ڈھانک لیتا ہوں۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ جب آپ کسی کی تعزیت کو جاتے تو فرماتے صبر کرنے سے مصیبت دور ہو جاتی

ہے۔ اور جزع فزع سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ موت اپنے پہلے حال کی نسبت تو سخت ہے مگر بعد کے لحاظ سے نہایت آسان۔ رسول اللہ کی وفات کو یاد کر لیا کرو۔ تمہاری مصیبت کم ہو جائے گی۔ اور خدا تمہارا اجر زیادہ کرے گا۔ فرمایا کرتے لوگو آؤ میرے ساتھ عبادت میں مصروف ہو تاکہ صبح ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ کے غلام نے لاعلمی میں ایک مشتبہ مال آپ کو کھلا دیا۔ آپ نے معلوم کیا تو فوراً منہ میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ اور فرمایا مشتبہ چیز کھانا دوزخ کی آگ ہے۔ فرماتے کہ دنیا سے اہل خیر اور نیک لوگ مرتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جو رہ جائیں گے وہ کھجور یا جو کے پس خوردہ کی مانند ہوں گے۔ خدا ان کی پرواہ نہ کرے گا (مسند ابن خذیمہ)

ایک بار آپ ایک باغ گئے۔ ایک پرندہ کو دیکھ کر فرمایا کاش ابوبکر تجھ جیسا ہوتا کہ چرتا ہے آرام کرتا ہے مگر تجھ سے کوئی سوال جواب خدا کے ہاں نہ ہوگا۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ مجاہد نے فرمایا جب آپ نماز کو کھڑے ہوتے تو ستون کی طرح بے حس و حرکت ہو جاتے فرمایا کرتے۔ کاش ابوبکر درخت ہوتا جس کو جانور کھا جاتے۔ یا لوگ کاٹ ڈالتے (مسند احمد حنبل جلد اول ص۲۹) رضی اللہ عنہ

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

خلیفۂ دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۱۳ھ / ۶۳۴ء تا ۲۴ھ / ۶۴۵ء

ابتدائی حالات | حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حضرت عمر فاروقؓ نے بروز سہ شنبہ ۲۲ر جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۲ر اگست ۶۳۴ء کو تختِ خلافت کو مزّین فرمایا۔ آپ قریشی ہیں ساتویں پشت میں آپ کا سلسلۂ نسب حضورؐ سے جا ملتا ہے۔ والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام عنتمہ بنت ہشام تھا۔ خاندان اور قبیلہ میں نہایت معزز تھے۔ سفارت کا کام آپ کے سپرد تھا۔ پہلوان تھے۔ عوکاظ کے بازار میں کبھی کبھی دنگل میں شریک ہوا کرتے تھے۔ نہایت فصیح بلیغ خطیب و مقرر تھے۔ دانا اور مدبر تھے۔ شروع میں نہایت سخت تھے۔ اسلام سے نفرت تھی۔ اور جو مسلمان ہوتا۔ اس کو آپ سے اذیت پہنچتی۔ حضورؐ نے ایک دن دعا فرمائی۔ خداوندا تو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابو جہل) میں سے کسی سے اسلام کو مضبوط بنا۔ (طبرانی کبیر ۴۸۱) آخر دعا قبول ہوئی۔ اور ۳۳ برس کی عمر میں حضرت عمرؓ اسلام کے قدموں پر تھے۔

قبولِ اسلام | شروع میں حضرت عمرؓ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ ایک دن آپ تلوار لے کر معاذ اللہ حضورؐ سے گستاخی کرنے چلے راستہ میں نعیم بن عبداللہ صحابی ملے بولے عمر کدھر کو؟ جواب دیا محمدؐ کی طرف۔ حضرت نعیمؓ بولے پہلے اپنے گھر کی خبر لو فوراً پلٹے تو دیکھا کہ بہن فاطمہ اور بہنوئی حضرت سعید قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف ہیں۔ بیحد برہم ہوئے اور بہن و بہنوئی کو اس قدر مارا کہ دونوں لہولہان ہو گئے۔ آخر تھک کر بیٹھ گئے۔ پھر بولے اچھا لاؤ کیا پڑھ رہی تھیں۔ بہن بولیں پہلے نہا آؤ تو دونگی۔ آپؓ نے غسل فرمایا۔ پھر قرآن کی تلاوت شروع کی۔ یہ سورۂ طٰہٰ کی آیات تھیں۔ جلالِ خداوندی سے دل پارا پارا ہو گیا۔ فوراً حضور اقدسؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضورؐ اور صحابہؓ پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ فرطِ مسرت سے اللہ اکبر پکار اٹھے (تاریخ طبری)، آپ کے اسلام لاتے ہی مسلمانوں کی حالت بدل گئی۔ مسلمان خانۂ کعبہ میں نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتے تھے۔ آپ ہی نے ان کو اجازت دلوائی اور خود شریک ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ نے ہجرت کا حکم دیا تو آپ نے بڑی بہادری سے کفارِ مکہ سے مقابل ہو کر ہجرت فرمائی۔

غزوات میں شرکت | تمام بڑے بڑے غزوات میں آپ نہ صرف شریک

رہے بلکہ ایک گروہ کی قیادت کرتے رہے۔ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ بنو مصطلق، غزوہ خیبر، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، غزوہ حنین وغیرہ میں آپ بڑی جانبازی سے لڑے۔ غزوہ تبوک میں آپ نے اپنے کل مال کا نصف حصہ اسلام کی کفالت کے لئے حضورؐ کی خدمت میں لا ڈالا اس کے علاوہ ہر اہم معاملہ میں آپ حضورؐ کے دست راست اور مشیر خصوصی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا تھا۔ لو کان من بعدی نبیًا لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ عہد صدیقی میں بھی آپ وزیر اور مشیر تھے اور تمام اہم امور آپ کے مشورہ سے طے پاتے تھے (طبقات جلد اول ص۲۲۲)

عہد خلافت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد جب آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکی تو منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا عرب کی مثال اس اونٹ کی ہے جو اپنے ساربان کا مطیع ہو۔ اس کے رہنما کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ وہ اس کو کس طرف لے جا رہا ہے۔ میں رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم کو سیدھے راستہ پر لے چلوں گا ——— اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مسلمان کس قدر صادق الیقین تھے کہ انہیں جو حکم دیا جاتا تھا وہی کرتے تھے اور جس کام سے منع کیا جاتا تھا اس سے باز آجاتے تھے۔ اس لئے ساری ذمہ داری امت کے

خلیفہ پر عائد ہوتی تھی کہ وہ اس کو کس راستہ پر لئے جا رہا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہی اس ذمہ داری کے باعث خوف خدا سے لرزتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں دین اسلام کو جو ترقی ہوئی اور سلطنت کو جو وسعت ملی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی نواح شام اور عراق تو خلیفہ اوّل کے وقت میں فتح ہو چکے تھے۔ شام۔ فلسطین۔ مصر۔ خوزستان۔ عراق عجم۔ آذربائی جان۔ کرمان سیستان۔ مکران۔ خراسان وغیرہ حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں ہی اسلامی جھنڈے کے ماتحت آئے اور روم و ایران جیسی عظیم الشان سلطنتوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔

اطاعت امیر کی مثال | خلیفہ ہوتے ہی حضرت عمر نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سپہ سالار اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ کو جو اس وقت جنگ یرموک میں داد شجاعت دے رہے تھے معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح کو مقرر کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے اس حکم خلافت کو نہایت صبر و سکون سے سنا اور سپہ سالاری حضرت ابو عبیدہؓ کے سپرد کر کے آپ ایک بہادر سپاہی کی طرح پہلے سے بھی زیادہ جانفشانی اور بہادری سے لڑے۔ حضرت خالدؓ کی معزولی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانۂ خلافت میں جب فتنۂ ارتداد کھڑا ہوا تو حضرت خالدؓ

مالک بن نویرہ مرتد کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ اس ہنگامے میں مالک بن نویرہ مارا گیا جس کی بیوی نے کچھ عرصہ بعد حضرت خالدؓ سے نکاح کر لیا۔ جب یہ خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو حضرت عمرؓ نے جناب خالدؓ کے اس فعل کی مذمت کی ـــــ اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ ان کو معزول کر دینا چاہئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد کو بلا کر باز پرس کی تو انہوں نے اصل واقعہ بیان کر دیا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے مالک کے بھائی کو خون بہا دلوا دیا اور حضرت خالد کو احتیاط مزید کی نصیحت کر کے واپس کر دیا (اسد الغابہ جلد اول ص۱۱۵)

لیکن حضرت عمرؓ اس سے مطمئن نہ ہوئے اس وقت تو خلیفہ کے حکم کے سامنے چپ ہو رہے۔ مگر جب خود برسر اقتدار آئے تو سب سے پہلے آپ نے انہیں کو معزول کیا لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت خالدؓ کی جانفشانیاں اور کامیابیاں دیکھیں تو فرمایا ابوبکرؓ پر اللہ رحم فرمائے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے خالدؓ اور مثنیٰ کو کسی شبہ کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا بلکہ میں چاہتا تھا کہ مسلمان کلیتہً انہیں کے اوپر بھروسہ نہ کریں۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ خالدؓ بن ولید)

فتوحات | حضرت خالدؓ بن ولید نصف فوج لے کر عراق سے شام کو روانہ ہوگئے اور باقی نصف مثنیٰ بن حارثہ کو سونپ دی جس نے بہن

جادویہ کی فوج کو شکست دی مثنیٰ رضا حیرہ میں مقیم تھے کہ ان کو ایک زبردست ایرانی لشکر کے آمد کی اطلاع ملی ایک مدت سے دربار خلافت سے بھی کوئی اطلاع اور امداد نہ آئی تھی اس لئے مثنیٰ خود مدینہ منورہ پہنچے۔ یہ دن حضرت صدیق اکبر کی زندگی کا آخری دن تھا۔ انہوں نے آخری وقت میں حضرت عمر کو مثنیٰ کی امداد کرنے کی تاکید فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر کے کفن دفن سے فارغ ہو کر جب لوگ جوق در جوق حضرت عمرؓ کی بیعت کے لئے آنے لگے تو آپ نے پرجوش تقریر میں انہیں جہاد کے لئے ابھارا۔ لیکن ایران ایسی عظیم الشان سلطنت سے مقابلہ کا خیال ہی اوسان خطا کر دینے والا تھا اس لئے عربوں میں کچھ جنبش نہ ہوئی۔ اس پر مثنیٰ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ لوگو" تم ایرانیوں کو خاطر میں نہ لاؤ ہم نے ان کو آزما لیا ہے اور ہم ہر بار ان پر غالب رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ایک نہایت پرجوش خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس دین کو سارے دینوں پر غالب کر دے گا۔ خدا کا وعدہ سچا ہے مسلمان فتح پائیں گے۔ اس تقریر نے مسلمانوں میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی اور ایک زبردست فوج ایران پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔ چونکہ سب سے پہلے ابوعبیدہ ثقفی نے آمادگی ظاہر کی تھی۔ اس لئے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہ ہونے کے۔ انہیں

سرِدار لشکر بنایا گیا۔ مگر انہیں تاکید کر دی کہ چونکہ تمہارے ساتھ بہت سے صحابہ بھی ہیں اس لئے انہیں اپنے مشوروں میں شریک رکھنا اس ایران کے تخت پر ایک عورت متمکن تھی اس نے ایران کے بہت بڑے نامور سپہ سالار رستم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر بھیجا رستم نے ملک کے چاروں طرف لوگوں کو بھیج کر ان کی مذہبی اور قومی حمیت کو جوش دلایا جس پر وہ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے یہاں تک کہ وہ ایرانی علاقے جو مسلمانوں کے قبضے میں آچکے تھے ان سے چھین لئے لیکن اسلامی کمک کے پہنچتے ہی مسلمانوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ ایران سے دو فوجیں فرس اور جاپان کی سرکردگی میں روانہ ہوئیں لیکن ابو عبیدہؓ نے آگے بڑھ کر اس شدت سے حملہ کیا کہ ایرانی بھاگنے پر مجبور ہو گئے (تاریخ طبری ص۱۲۱)

<u>میدانِ جنگ میں شانِ اسلام</u> جاپان کو ایک معمولی عرب نے پکڑ لیا۔ جاپان نے اس سے کہا کہ میں بڈھا آدمی ہوں اگر تم امان دے دو گے تو میں تمہیں دو جوان غلام دے دوں گا۔ اس نے امان دے دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہی ایرانی فوج کا سردار ہے وہ اُسے پکڑ کر ابو عبیدہؓ کے پاس لے آئے کہ اس نے فریب سے امان لی ہے۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ جب ایک مسلمان اس کو پناہ دے چکا ہے تو اب بدعہدی نہیں کی

جا سکتی چنانچہ اس کو اس کے خیمے تک بحفاظت پہنچا دیا گیا۔ اسی طرح
فرس نے بھی بہت بُری طرح شکست کھائی۔ اس شکست نے رستم
کی آتش غضب کو اور بھڑکا دیا (تاریخ خضری جلد ۲ ص ۱۴۲) چنانچہ بہمن جادو
کو ایک زبردست فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بھیجا۔
اور "درفش کاویانی" کا نشان جو ایرانیوں کے نزدیک بہت متبرک خیال
کیا جاتا تھا۔ اور فریدون کے وقت سے خزانہ میں بطور تبرک بند تھا۔
عنایت کیا۔ دریائے فرات کے دونوں کناروں پر فاروقی فوجیں جمع
ہوئیں۔ بہمن نے کہلا بھیجا کہ یا تو تم دریا کے اس پار آجاؤ یا ہمیں دوسرے
کنارے پر اترنے کا موقع دو! ابو عبیدہؓ نے کہا کہ ہم خود دوسری طرف
چل کر لڑیں گے۔ تمام صحابہؓ اور سرداران لشکر نے جن میں مثنیٰ بھی شامل
تھے اس کی مخالفت کی لیکن ابو عبیدہؓ نہ مانے اور کشتیوں کا پل بنوا کر دوسری
طرف پار اتر گئے ایرانیوں کے پاس بڑے بڑے دیو ہیکل ہاتھی تھے جن پر
بڑے بڑے گھنٹے لٹک رہے تھے۔ عرب گھوڑے انہیں دیکھ کر بگڑ گئے
اور بے قابو ہونے لگے تو عرب گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہو گئے۔
اور ہاتھیوں کے ہودوں کی رسیاں کاٹ دیں۔ ابو عبیدہ ثقفی نے ایک بہت
بڑے سفید ہاتھی پر تلوار سے حملہ کیا جس نے غصے میں آکر انہیں روند ڈالا
مسلمان پیچھے ہٹ رہے تھے ایک مسلمان نے اس خیال سے پل کی رسیاں

کاٹ دیں کہ مسلمان جم کر دشمن کا مقابلہ کر سکیں یہ دیکھ کر مثنیٰ فولادی دیوار کی طرح ایرانیوں کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور پل بننے تک دشمن کو روکے رکھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا تقریباً چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ جب یہ خبریں حضرت عمرؓ کو پہنچیں تو انہوں نے پے در پے فوجیں مثنیٰ کی امداد کو بھیجیں۔ مثنیٰ نے خود بھی عراق سے ایک زبردست لشکر تیار کیا اور بویب کے مقام پر ڈیرے ڈال دیے!

اب کی دفعہ رستم نے مہران کو مقابلے کے لئے بھیجا جس کے ساتھ ایران کی منتخب فوجیں تھیں اور خود بھی اس نے عرب میں ہی تربیت حاصل کی تھی دونوں فوجوں کے درمیان دریائے فرات موجیں مار رہا تھا۔

ایران کی شکست فاش | مہران نے بھی بہمن کی طرح مثنیٰ کو کہلا بھیجا کہ یا تو تم دریا کے اس پار آجاؤ یا ہم کو اس دوسری طرف اترنے کا موقع دو۔ مثنیٰؓ نے جواب دیا تم ہی اس طرف آجاؤ! چنانچہ ایرانی دریا کو عبور کر کے صف آرا ہو گئے۔ اور خوں ریز جنگ ہوئی۔ دونوں طرف کے بہادر بڑے جوش اور خروش سے لڑ رہے تھے مثنیٰؓ نے اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ مہران کے داہنے بازو پر حملہ کیا اور دباتے ہوئے وسط میں جا پہنچے ایرانی مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگے مثنیٰؓ نے آگے بڑھ کر پل توڑ دیا۔ یہ دیکھ کر ایرانی بدحواس ہو گئے۔ مسلمان تعاقب کر کے ان کو قتل کرتے

چلے گئے۔ قبیلۂ تغلب کے ایک شخص نے مہران کو مار ڈالا اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر پکارا کہ میں نے عجمی سپہ سالار کو قتل کر دیا ہے۔ (تاریخ ابن اثیر کامل)

جنگ قادسیہ اس شکست سے ایران میں کہرام مچ گیا۔ مدائن میں ایرانی مدبروں کا اجتماع ہوا اور ملکہ اوری دخت کو تخت سے اتار کر یزدگرد کو تخت سلطنت پر بٹھایا گیا۔ ایران کے دو نامور سپہ سالار فیروز اور رستم جن کی آپس میں ناچاقی تھی، اس موقع پر متحد ہو گئے۔ ایران کی ان تبدیلیوں کو دیکھ کر عراق کے سرحدی میزبان جن کو مسلمان فتح کر چکے تھے پھر باغی ہو گئے۔ یہ حالات لشکر حضرت عمرؓ نے سن کر مثنیٰؓ کو لکھا کہ اپنی فوجوں کو جمع کر کے سرحد عرب کی طرف آجاؤ اور خود فوجی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ تمام قبائل عرب کو فرمان بھیجے کہ جہاں کہیں کوئی بہادر شہ سوار صاحب رائے شاعر یا خطیب ہو اس کو فوراً میرے پاس بھیجو اس حکم کی تعمیل میں قبائل عرب سے ایک انبوہ کثیر مدینہ منورہ پہنچ گیا حضرت عمرؓ نے اس فوج کو خود ترتیب دیا اور بہادر ترین جنگ آزمودہ کار لوگوں کو دائیں بائیں اور ہراول پر مقرر فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ چاہتے تھے کہ اس فوج کو اپنی کمان میں ایرانیوں سے لڑائیں۔ اسی نیت سے انہوں نے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین مقرر

کیا اور مدینہ سے چل بھی دیئے لیکن اکثر صحابہؓ نے اس کو پسند نہ کیا (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۷۲)

حضرت سعد کی قیادت | لہٰذا سعد بن ابی وقاصؓ کو اس فوج کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ حضرت سعدؓ کے پاس تیس ہزار فوج تھی۔ مقام زرود میں پہنچ کر اس کے مختلف دستے بنائے۔ شراف میں پہنچے تو دربار خلافت سے حکم ملا کہ قادسیہ میں جا کر قیام کرو۔ قادسیہ پہنچ کر حضرت سعدؓ کو مثنیٰؓ کے انتقال کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ وصیت کر گئے ہیں کہ ایرانیوں سے جنگ ان کی سرحد میں کی جائے اور اپنا قیام سرحد عرب میں رکھا جائے تاکہ فتح ہو آگے بڑھتے چلے جائیں۔ ورنہ اپنے ملک میں محفوظ رہیں۔ حضرت عمرؓ برابر حضرت سعدؓ کو ہدایات بھیجتے رہے جب یہ قادسیہ پہنچ گئے تو حکم ملا کہ سرزمین قادسیہ اور ایرانیوں کا حال لکھو۔ حضرت سعدؓ نے اپنی جائے قیام اور موقع جنگ کے مفصل حالات تحریر کئے اور لکھا کہ آرمینیا کا رئیس رستم ایرانی فوج کا سپہ سالار ہے۔

میدان جنگ میں اسلام کی دعوت | حضرت عمر فاروقؓ نے فرمان بھیجا کہ جنگ سے پہلے چند عقلمند مسلمانوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے دربار ایران میں بھیجو۔ اس کام کے لئے حضرت سعدؓ نے چودہ اشخاص

کو منتخب کیا جب دربارِ ایران میں اسلامی سفیروں کی آمد کی اطلاع
ہوئی تو شاہِ ایران نے ان کو مرعوب کرنے کے لئے اپنے دربار کو
عمدہ سامان سے آراستہ کیا۔ مسلمان سفیر عربی طریق کے مطابق
موزے پہنے اور ہاتھوں میں نیزے لئے بلا جھجک دربار میں داخل
ہوئے ان کی اس بیباکانہ روش کو دیکھ کر اہلِ دربار پر سناٹا چھا
گیا۔ جب مسلمانوں سے پوچھا گیا کہ تم ایران میں کیوں گھس آئے
ہو تو رئیس وفد نعمانؓ بن مقرن نے ایک تمہیدی تقریر کے بعد کہا کہ
ہم دو چیزیں پیش کرتے ہیں یا تو اسلام لاؤ یا جزیہ دو اگر اسلام لاؤ
گے تو ہم کتاب اللہ تمہارے حوالے کر دیں گے کہ اس کے احکام پر
چلو۔ تم کو اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے ورنہ
جزیہ دو اس صورت میں تمہاری حفاظت ہمارے ذمہ ہو گی۔ اگر یہ
دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو میدان جنگ اس کا فیصلہ کر دے گا۔
عرب سفیر کی تقریر سے یزدگرد دلال پیلا ہو رہا تھا۔ جب نعمانؓ نے
اپنی تقریر ختم کی تو اس نے کہا دنیا میں کوئی قوم تم سے زیادہ کمزور اور
بدبخت نہ تھی معمولی معمولی رئیس تمہاری شورشوں کو رفع کر دیا کرتے
تھے۔ اب بھی باز آؤ اور چلے جاؤ اگر تم نے مفلسی اور قحط کی وجہ سے
غارت گری شروع کی ہے تو ہم تمہاری امداد کر دیتے ہیں۔ اور تم پر

ایسا حکمران مقرر کر دیں گے جو مہربانی سے سلوک کرے۔ شاہ ایران کی تقریر سُن کر مغیرہ بن زرارہ رضؓ اُٹھے۔ یہ حلم اور وقار کی وجہ سے زیادہ گفتگو پسند نہیں کرتے تھے۔

اسلامی وفد کا خطاب | فرمایا آپ کے جواب میں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں بیشک ہم ایسے ہی تھے جیسا کہ آپ نے کہا ہے۔ بلکہ ہم سے زیادہ بدبخت اور گمراہ کوئی دوسری قوم نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ہماری قوم میں ایک نبی پیدا کیا جس نے اس بدنصیب قوم کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ وہ جو کچھ کہتا تھا اللہ کے حکم سے کہتا تھا اس نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم دینِ اسلام کو دنیا کی قوموں کے سامنے پیش کریں جو اس کو مان لیں ان کا وہی حق ہے جو ہمارا ہے اور جو نہ مانے اور جزیہ دینے پر رضامند ہو اس کی حفاظت ہمارے اوپر فرض ہے مگر جو اس سے بھی انکار کرے اس کا فیصلہ تلوار کرے گی ان میں سے جو چیز آپ کو پسند ہو قبول کر لیں یزدگرد نے غصہ میں آ کر کہا تم نے ان الفاظ سے مجھ کو مخاطب کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا جس نے ہم کو مخاطب کیا تھا وہی ہمارا بھی مخاطب ہے۔ یزدگرد نے یہ سُن کر کہا کہ اگر سفیروں کا قتل روا ہوتا تو تم یہاں سے زندہ نہ جاتے جاؤ اپنے سردار سے کہہ دینا کہ رستم آرہا ہے وہ تم کو اور تمہارے

ساتھیوں کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر کے رکھ دے گا۔ رستم کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس نے بڑھ کر نجف میں ڈیرے ڈال دیئے۔ اور ایک مدت تک اس غرض سے لڑائی کو ٹالتا رہا کہ مسلمانوں سے صلح کی کوئی صورت نکل آئے حضرت سعدؓ نے دشمنوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے بہت سے جاسوس چھوڑ رکھے تھے ان میں سے ایک شخص طلیحہ رات کے وقت ایرانی لباس پہن کر رستم کی فوج میں گئے۔ اور ایک نہایت بیش قیمت گھوڑا جو کسی سردار کا تھا کھول لیا۔ اور اس کی جگہ اپنا گھوڑا باندھ کر چل دیئے۔ جب اس سردار کو پتہ چلا تو وہ دو سواروں کو لے کر ان کے پیچھے دوڑا اور ان پر نیزے سے حملہ کیا جسے انہوں نے خالی دیا اور خود پلٹ کر ایسی پھرتی سے برچھا مارا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے دوسرے ساتھی کو بھی قتل کیا اور تیسرے کو گرفتار کر نے آئے جس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کا نام مسلم رکھا۔ اس کے ذریعہ ایرانی فوج کے بہت سے پوشیدہ حالات معلوم ہوئے۔ محرم ۱۴ھ کو میدان جنگ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں (تاریخ خضری جلد ۲ ص ۲۴۱)

بیماری میں فوجوں کی قیادت حضرت سعدؓ اس وقت بیماری کے باعث چلنے سے معذور تھے۔ اس لئے خود تو جنگ میں شریک نہ ہو سکے لیکن

ایک اونچے مکان پر بیٹھ کر میدانِ جنگ کا نظارہ دیکھتے رہے۔ اور فوج کو ہدایات دیتے رہے۔ ایرانیوں کے پاس بکثرت ہاتھی تھے جنہیں دیکھ کر عربی گھوڑے ڈر کر بھاگنے لگے اور اس کے ساتھ ہی پیدل فوج کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے۔ آخر پیدل فوج نے سنبھل کر ہاتھیوں پر تیر برسانے شروع کئے اور ان کے سواروں کو مار گرایا۔ رات تک گھمسان کی لڑائی رہی۔ اور ایک حد تک ایرانی غالب رہے۔ دوسرے دن شہیدوں کے کفن دفن اور زخمیوں کو خیموں میں لانے اور مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے سپرد کرنے کے بعد پھر میدان جنگ گرم ہوا۔ اسی اثنا میں حضرت عمرؓ کے فرمان کے مطابق وہ فوج جسے حضرت خالدؓ عراق سے شام لے گئے تھے ان کی مدد کے لئے پہنچ گئی جس کے آجانے سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ اس فوج کے سردار حضرت سعدؓ کے بھتیجے ہاشم ابن عتبہؓ تھے۔ اس دن مسلمانوں نے اونٹ پر جھول اور برقعے ڈال کر انہیں اس طرح کا مہیب بنا دیا تھا کہ جس طرف وہ رُخ کرتے ایرانیوں کے گھوڑے بھاگ جاتے تھے۔ اس سے ایرانیوں پر وہی آفت آئی جو پہلے دن ہاتھیوں سے مسلمانوں پر آئی تھی۔ آج کے روز مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔

مسلمان قیدی کا جوشِ اسلام | حضرت ابو محجن ثقفیؓ ایک بہادر صحابی

تھے۔ حضرت سعدؓ نے شراب پینے کے جرم میں انہیں اپنے خیمے میں قید کر رکھا تھا۔ لڑائی کا رنگ دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور حضرت سعدؓ کی بی بی سلمیٰؓ سے اس وعدہ پر رہائی حاصل کی کہ جنگ سے فارغ ہو کر شام کو پھر آ کر بیڑیاں پہن لیں گے۔ چنانچہ وہ بجلی کی طرح دشمن کی فوج پر گرتے جدھر جاتے تھے پرے کے پرے صاف کر دیتے تھے حضرت سعدؓ حیران تھے کہ "یہ کون بہادر ہے یہ طریقۂ جنگ تو ابو محجن کا ہے لیکن وہ تو قید ہیں"۔ شام کو آ کر انہوں نے بیڑیاں پہن لیں۔ (تاریخ خضری جلد ۲ ص ۱۰)

حضرت سعدؓ کو جب معلوم ہوا کہ ابو محجن ہی آج لڑائی میں اس بے جگری سے لڑ رہے ہیں تو انہوں نے انہیں رہا کر دیا اس پر ابو محجن نے قسم کھائی کہ آج سے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا تیسرے دن گھمسان کا رن پڑا مسلمانوں نے بڑھ کر ہاتھیوں پر حملہ کر دیا۔ ایک ہاتھی کی جب سونڈ کٹ گئی تو وہ چنگھاڑتا ہوا پچھلی طرف بھاگا۔ دوسرے ہاتھی بھی اس کے پیچھے ہو لئے اور اپنی ہی فوج کو روندتے چلے گئے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر مسلمانوں نے شدت کا حملہ کر دیا اور ایرانی فوج کے دونوں بازوؤں کو دباتے ہوئے دور تک آگے بڑھ گئے۔ پھر قلب میں بڑھ کر درفش کاویانی چھین لیا یہ دیکھ کر رستم خود میدان میں آیا لیکن زخم کھا کر بھاگا اور نہر میں کود کر جان بچانی چاہی۔ مگر ہلال بن عرفہؓ نے اسے پانی سے نکال کر

قتل کر دیا۔ ایرانی اگرچہ بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر آخر شکست کھائی۔ حضرت عمرؓ جنگ قادسیہ کے متعلق بہت فکرمند رہتے تھے۔ ہر روز صبح قاصد کے انتظار میں مدینہ سے باہر نکلتے اور دوپہر کو واپس آتے جس روز قاصد مژدہ لے کر پہنچا تو مدینہ کے باہر راستہ ہی میں حضرت عمرؓ اس سے ملے وہ تیزی سے اونٹ بھگائے لا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے اور حالات پوچھتے جا رہے تھے۔ شہر میں داخل ہونے پر لوگوں نے انہیں امیرالمومنین سے خطاب کیا تو اس وقت قاصد کو معلوم ہوا۔ اس نے عرض کیا۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ نے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا کہ میں رک جاتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ایرانیوں کی شکست سے مسلمانوں کو اس قدر گھوڑے ملے کہ مسلمانوں میں کوئی پیدل باقی نہ رہا۔ حضرت سعدؓ نے دو مہینے تک تو آرام کیا اس کے بعد مقام برس کی طرف بڑھے۔ ہرمز یہاں سے شکست کھا کر بابل کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بعد ایرانی فوج کے سپہ سالار شہریار خود میدان میں نکلا۔ مگر ایک غلام نابل نام کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا۔ (خلاصہ تاریخ ابن اثیر کامل صفحہ ۱۸۷)

کسریٰ کے محل میں جمعہ کی نماز حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت سعدؓ مدائن کی طرف بڑھے۔ اس طرف کوچ کی جلدی اس لئے بھی کی گئی کہ

اطلاع ملی تھی یزدگرد مدائن سے تمام ذخیرے منتقل کر رہا ہے۔ ایرانیوں نے دجلہ کا پل بھی توڑ دیا تھا لیکن جب حضرت سعدؓ دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ کا نام لے کر سب سے پہلے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ جسے دیکھ کر تمام لشکر کے گھوڑے ان کے پیچھے ہو گئے۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کا یہ ولولہ دیکھا تو بے اختیار کہہ اٹھے دیو آ گئے۔ ایرانیوں میں اب مقابلے کی تاب نہ تھی۔ یزدگرد اپنے اہل و عیال کو لے کر حلوان کی طرف بھاگ گیا جو رہ گئے انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ مسلمانوں نے ایوان کسریٰ میں نماز جمعہ ادا کی۔

مال غنیمت: اس فتح میں مسلمانوں کو بہت سامال غنیمت ہاتھ لگا جس میں چاندی اور جواہرات کی بے شمار چیزیں تھیں علاوہ ازیں یزدگرد کی لڑکی شہربانو بھی گرفتار ہو کر دربار خلافت میں پہنچی اور اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا نکاح حضرت حسین علیہ السلام ابن حضرت علیؓ سے ہو گیا۔ شکست خوردہ ایرانی جب جلولہ میں جمع ہوئے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس جگہ جم کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہونے کے بعد مورچہ بندی شروع ہو گئی اور اپنے گرد ایک بڑی خندق کھود لی۔ حضرت سعدؓ نے دربار خلافت کے حکم کے مطابق ہاشم بن عتبہ کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ کچھ عرصہ تک مسلمان محاصرہ کئے پڑے رہے۔ آخر ایک دن

تنگ آکر انہوں نے ایرانیوں پر اس شدت کا دھاوا کیا کہ ایرانی بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کر کے ایسا پر زور حملہ کیا کہ ایک لاکھ ایرانی قتل ہوئے اور بہت سامال و دولت ان کے قبضے میں آیا اسی طرح مسلمان یلغار کرتے ہوئے کوہستانی علاقے تک پہنچ گئے (تاریخ ابن اثیر کامل ص۲۲) حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ مسلمان سرحد عراق سے اب آگے نہ بڑھیں۔ کیونکہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے مال و دولت ملک و منال سے زیادہ مسلمانوں کی زندگیاں عزیز ہیں۔ جب حضرت سعدؓ کا قاصد مال غنیمت لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا تو جواہرات کے ڈھیر دیکھ کر حضرت عمرؓ رو دیئے لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ "جس قوم میں یہ دولت آتی ہے ساتھ ساتھ رشک و حسد بھی آتے ہیں"۔ تاریخ خضری ص۲۸)

ملکی انتظامات عراق کو فتح کرنے کے بعد سرداران اسلام انتظام سلطنت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق ملک کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کئے گئے۔ ملک میں امن و امان قائم ہوا۔ اور رعایا اطمینان کے ساتھ کاروبار میں مصروف ہو گئی۔ دشمنوں کے حملوں سے بچنے کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں قائم کی گئیں۔ عراق سے جو لوگ مدینہ منورہ میں جاتے تھے ان کے جسم کمزور اور رنگ زرد دیکھ کر حضرت عمر بہت پریشان ہوئے اور جب معلوم ہوا کہ دجلہ

کے قریب کی آب و ہوا راس نہیں آتی تو سعدؓ کو حکم دیا کہ فرات کے کنارے کوئی مناسب جگہ آبادی کے لئے تلاش کریں۔ انہوں نے کوفہ کی زمین کو پسند کیا۔

کوفہ کی آبادی یہاں اینٹ اور گارے کے مکانات بنائے گئے۔ بیچ میں ایک جامع مسجد تعمیر ہوئی جس میں چالیس ہزار مسلمان نماز پڑھ سکتے ہیں۔ شہر کے بازار اور گلیاں بہت کشادہ رکھی گئیں کوفہ کے علاوہ سکلاھ میں بصرہ کو بھی مسلمانوں نے آباد کیا (تمدن اسلامی جلد دوم ص۲۷۲)

غیر مسلموں کے آرام کا خیال ایرانی مسلمانوں سے معاہدے کر کے توڑ ڈالتے تھے۔ اس سے حضرت عمرؓ کو شبہ ہوا کہ شاید مسلمان ذمیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے ہیں اس لئے انہوں نے حکم دیا کہ غیر مسلموں سے چند معتبر آدمی دربار خلافت میں آ دیں۔ وہ آئے انہوں نے مسلمانوں کے حسن سلوک کی بہت تعریف کی (تاریخ طبری ص۲۱۱۵)

پھول ہر سمت اخوت کے کھلا دے مسلم! گلشن قوم کو فردوس بنا دے مسلم
شان اسلام زمانہ کو دکھا دے مسلم! حق کا پیغام تو ہر اک کو سنا دے مسلم
شور توحید کا دنیا میں مچا دے مسلم

تجھے پیدا کیا فطرت نے شجاعت کیلئے! تیری تخلیق ہوئی حق کی حمایت کے لئے
کام کچھ کر کے دکھا آج تو ملت کیلئے! یا علی کہہ کے نکل گھر سے شجاعت کیلئے

ایک نعرے سے وہ عالم کو ہلا دے مسلم

ہرمز اسلام کے قدموں پر ہرمز نے کئی دفعہ شکست کھائی تھی۔ وہ معاہدہ کرتا اور ہمیشہ توڑ دیتا تھا۔ ابکی تستر کے مقام پر وہ قلعہ بند ہوگیا اور عرصہ تک اسلامی سپاہ محاصرہ کئے پڑی رہی آخر مسلمان بہادر اس نہر کے راستے جو شہر میں جاتی تھی شہر میں داخل ہو گئے۔ اور دروازے کھول دے ایرانیوں کے جی چھوٹ گئے۔ ہرمز نے ایک برج پر سے پکارا کہ تم مجھے اپنے خلیفہ کے پاس پہنچا دو تو میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ وہ جو چاہیں میرے متعلق حکم دیں۔ چنانچہ اسے مدینہ منورہ بھیج دیا گیا ہرمز یہ دیکھکر حیران رہگیا کہ حضرت عمرؓ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے ہیں اور مسجد میں خاک پر بیٹھے ہوئے ہیں نہ کوئی دربان ہے نہ پاسبان۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم معاہدے کر کے انہیں توڑ دیا کرتے تھے اس نے جواب دینے سے پہلے پانی کا پیالہ طلب کیا جو اسے دے دیا گیا پیالے کو لے کر ہرمز کانپنے لگا حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں پانی پینے ہی میں قتل نہ کر دیا جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جبتک اس پانی کو پی نہ لوگے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ ہرمز نے وہ پانی زمین پر گرا دیا اور کہا مجھے پانی کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تو امان لینا چاہتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کو ضرور قتل کر دیا جائے گا۔ اس

پہ ہرمزنے کہا کہ اب تو امان مل چکی ہے۔ دوسرے صحابہؓ نے بھی اس کی تائید کی تو فرمایا افسوس ہم کو پتہ بھی نہ چلا اس نے امان لے لی۔ اس کے بعد ہرمز مسلمان ہوگیا۔ اور کہا کہ میں نے اس وقت اسلام اس لئے قبول نہ کیا تھا کہ دوسرے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے جان کے خوف سے اسلام قبول کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے دو ہزار دینار سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ ہرمز کے ساتھ جو دوسرے ایرانی سردار تھے۔ ان سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ ایرانی معاہدے کر کے کیوں مکر جاتے ہیں کیا ان سے مسلمانوں کا سلوک اچھا نہیں۔ جس کے جواب میں انہوں نے مسلمانوں کے سلوک کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ اہلِ عجم اپنے عہد پر قائم نہیں رہتے۔ احنف بن قیس نے جواب دیا آپ کا حکم ہے کہ صرف اپنے مفتوحہ علاقے پر ہی قناعت کی جائے اور آگے نہ بڑھیں لیکن ایران کا بادشاہ اہلِ عجم کو ہمارے خلاف بھڑکاتا رہتا جس کے باعث یہ یہ لوگ معاہدے توڑ کر بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جب تک مسلمان سارے ایران پر قبضہ نہ کرلیں گے۔ یہ لوگ فتنے جاری رکھیں گے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۳)

سارے ایران کی فتح | احنف بن قیس کی گفتگو کے بعد حضرت عمرؓ کو

یقین ہو گیا کہ جب تک یزدگرد موجود ہے۔ اس وقت تک ہمارے مفتوحہ علاقوں میں امن قائم نہ رہ سکے گا۔ چنانچہ آپ نے بقیہ ایران پر فوج کشی کا حکم دے کر سات عَلَم سات سرداروں کو عطا کر کے فوجوں کے ساتھ ان کو مختلف مقامات کی طرف روانہ کر دیا۔ ان بہادران اسلام نے ایکی بار۔ رَے۔ آذربائی جان۔ طبرستان۔ آرمینیا۔ فارس مکران۔ بیستان۔ مکران، اور خراسان کو فتح کر کے سلطنت ایران کا خاتمہ کر دیا۔ سیستان کی فتح حضرت فاروق اعظمؓ کے فرزند ارجمند حضرت عاصمؓ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ حضرت احنف بن قیسؓ نے خراسان، اور رَے کے دشوار گزار صوبے فتح کئے (خلاصہ تاریخ مروج الذہب[۴۲۹])

فتح دمشق | حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو جنگ یرموک ختم ہو چکی تھی حضرت ابو عبیدہؓ فوجیں لے کر محل کی طرف بڑھے۔ اور پہلے ہی حملہ میں مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔ دمشق کا قلعہ بہت مضبوط تھا جس پر عیسائیوں کو بہت ناز تھا۔ مسلمان بہت دنوں تک محاصرہ کئے پڑے رہے۔ حضرت خالدؓ نے لشکر کے سرداروں کو شہر کے دروازوں پر ڈیرے ڈالنے کا حکم دے کر خود پانچ ہزار فوج لے کر مشرقی دروازے پر خیمہ لگا دیا۔ عیسائی اب سخت پریشان تھے اور ہرقل کی امداد کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ مسلمانوں کو عیسائی فوج کی

آمد کا علم ہوا تو ذوالکلاع حمیری کو ایک مختصر سی فوج دے کر ہرقل کی فوج کو روکنے کے لئے بھیجا جس نے رومیوں کے لشکر کو زبردست شکست دے کر ان کے بہت سے سامان جنگ پر قبضہ کر لیا (تاریخ خضری جلد دوم صفحہ ۱۹۱) اگرچہ اہلِ دمشق کے حوصلے اب پست ہو چکے تھے تاہم وہ دروازے بند کئے پڑے رہے ایک دن حضرت خالدؓ نے مشرقی دروازے پر حملہ کر دیا۔ عین اس وقت غربی دروازے کے عیسائیوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کو کہلا بھیجا کہ ہم دروازے کھول دیتے ہیں آپ فوراً آ جائیں جس پر حضرت ابوعبیدہؓ کے ایک غلام نے امان کے لئے ہاں کر دی اور عیسائیوں نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت خالدؓ کو اس بات کا علم نہ تھا۔ چنانچہ فوجیں درمیانی چوک میں مل گئیں۔

غلام کا اعزاز | حضرت ابوعبیدہؓ دوستانہ طور پر آ رہے تھے۔ اور حضرت خالدؓ فاتحانہ انداز سے جب یہ دونوں سپہ سالار ملے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ "چوں کہ ہم ان کو امان دے چکے ہیں اس لئے ان پر ہرگز ہاتھ نہ اٹھایا جائے گا۔ حضرت خالدؓ کہتے تھے کہ امان کیسی؟ ہم تو فاتحانہ داخل ہوئے ہیں۔ آخر فیصلہ ہوا کہ لوٹ بند کر دی جائے اور مالِ غنیمت کو امانت رکھ کر خلیفۂ رسولؐ سے فیصلہ منگوایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ کفار کو امان کس نے دی تھی۔ جب

انہیں معلوم ہوا کہ ایک غلام مسلمان نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر تم دروازہ کھول دو گے تو تمہیں امان دے دی جائے گی تو اس پر حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا کہ مسلمان کو اپنے غلام کی بات کا بھی پاس کرنا چاہئیے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ کی فوج نے جو کچھ لوٹا تھا وہ تمام و کمال واپس کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر مختلف سرداروں کی قیادت میں مختلف سمتوں کو بڑھا۔ اور مرج۔ روم۔ حمص۔ قنسرین اور قیساریہ پر قبضہ کر لیا (تاریخ ابن اثیر کامل ص ۸۷۹)

فتح بیت المقدس | حضرت عمرو بن العاصؓ جو مہم فلسطین پر مقرر کیے گئے تھے ارض فلسطین کی طرف روانہ ہوئے اُسے فتح کرنے کے بعد وہ بیت المقدس کی طرف بڑھے اور شہر کا محاصرہ کر لیا بعد میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ بھی مع فوج آ شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ تو عیسائی قلعہ بند رہا۔ آخر اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ خلیفۂ اسلام خود بیت المقدس میں تشریف لا کر معاہدۂ صلح نامہ تحریر فرمائیں۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنا کر فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔ امرا لشکر کو حکم بھیج دیا گیا تھا کہ مقام جابیہ پر آ کر ملیں۔ سب سے پہلے حضرت ابو عبیدؓہ وغیرہ نے آکر ان کا استقبال کیا۔ اس وقت مسلمانوں نے دیبا اور حریر کے کپڑے پہن رکھے تھے جنہیں دیکھ کر حضرت عمرؓ طیش میں آ گئے

اور سنگریزے اٹھا کر اُن پہ مارے۔ اور کہا خدا غارت کرے تم بھی عجم والوں کی طرح ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ ریشمی لباس ہم نے اس لئے پہنا ہے۔ کہ ہر وقت ہمارے بدن پر ہتھیار رہتے ہیں۔ فرمایا اگر یہ بات ہے تو کچھ ہرج نہیں۔ اس مقام پر بیت المقدس کے نمائندے آکر ملے اور ایک عہدنامہ مرتب ہوا۔ جابیہ سے آپ بیت المقدس روانہ ہوئے تو غلام سے معاہدہ کے مطابق آپ پیدل ہو گئے اور غلام کو اونٹ پر سوار کیا۔ ہرچند غلام نے عرض معروض کی مگر آپ نے نہ مانا جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو سرداران لشکر استقبال کو آئے اور اس خیال سے کہ عیسائی لوگ انہیں کوئی معمولی آدمی خیال نہ کریں ایک بیش قیمت لباس اور ایک ترکی گھوڑا لائے لیکن حضرت عمرؓ نے ان دونوں چیزوں سے انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا نے اسلام کی جو نعمت ہمیں عنایت فرمائی ہے۔ وہی کافی ہے۔ بیت المقدس کے ایک بہت بڑے گرجے کی سیر کر رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ پادری نے کہا کہ یہیں نماز ادا کر لیں لیکن انہوں نے گرجے سے باہر نکل کر نماز ادا کی۔

غیر مسلموں کے معابد کا احترام اس کے بعد پادری سے فرمایا کہ اگر آج تمہارے کہنے پر گرجے میں نماز پڑھ لیتا تو کل مسلمان اس پر قبضہ کر لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پادریوں اور دیگر

معزز لوگوں کی رائے سے مقام صخرہ کو جہاں حضرت یعقوبؑ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے قیام کیا تھا مسجد بنانے کے لئے منتخب کیا۔ اس مقام پر بہت کوڑا کرکٹ پڑا تھا۔ جسے حضرت عمرؓ نے خود اپنے دامن میں بھر بھر کر اٹھانا شروع کیا۔ اس پر دوسرے آدمی بھی لگ گئے۔ جلد ہی وہ جگہ صاف ہو گئی۔ پھر وہاں مسجد تعمیر کی گئی جو اب تک مسجد عمرؓ کے نام سے مشہور ہے۔ (تاریخ خضری جلد دوم ص۳۷)

طاعون عمواس ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے دوبارہ شام کا سفر کیا۔ مہاجرین اور انصار ساتھ تھے۔ مقام سرغ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ شام میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ واپسی کی صلاح ٹھہری۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کیا خدا کی تقدیر سے بھاگتے ہو۔ اس پر فاروق اعظمؓ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ہاں خدا کی تقدیر سے خدا کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتا ہوں۔ دوسرے دن عبدالرحمٰن ابن عوف آگئے ان کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب تم کو معلوم ہو کہ کسی شہر میں وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہاری بستی میں آئے تو اس کے خوف سے نہ بھاگو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے (البدایۃ والنہایۃ جلد ۳ ص۷۲)

اکابر اسلام کا انتقال | حضرت ابو عبیدہؓ معاذ بن جبلؓ یزید بن سفیانؓ حارث بن ہشامؓ سہیل بن عمروؓ اس کے بیٹے رعتبہؓ اسی وبا میں فوت ہوئے۔ آخر عمرو ابن العاصؓ اپنی فوج لے کر ایک پہاڑی پر چلے گئے اور اس طرح وبائے طاعون کے رفع ہوجانے پر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام کر کے پھر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں صرف ان کا غلام ان کے ہمراہ تھا جس وقت پہنچتے ہیں اپنی سواری غلام کو دے دی اور خود اونٹ کی مہار پکڑ لی وہاں پہنچ کر آپ نے ملکی اور فوجی انتظام مستحکم کیا (تاریخ خضری جلد دوم ص۲۴۰)

مصر پر اسلامی پرچم | مصر رومی فوج کا بہت بڑا مرکز تھا۔ جہاں سے ان کو ہر قسم کی مدد ملتی تھی۔ عمرو بن العاصؓ کا خیال تھا کہ اگر مصر کو فتح کر لیا جائے تو پھر شام میں رومی فوجوں کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی جب حضرت عمرؓ رضامند ہو کر چار ہزار فوج کے ساتھ ان کو مصر کی طرف روانہ کر دیا مقوقس شاہ مصر نے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے فوجیں جمع کیں۔ جب مسلمان اس کے نزدیک پہنچے تو وہ قلعہ بند ہوگیا۔ مسلمانوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس دوران میں حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ کے ساتھ دس ہزار مزید فوج امداد کے لئے بھیجی محاصرہ سے تنگ آکر حضرت زبیرؓ ایک دن زینہ لگا کر فصیل پر چڑھ گئے اور

اندر رانو کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔ مقوقس نے امان طلب کی جو دے دی گئی۔ عہد نامہ تمام ملک مصر کے لئے تھا۔ لیکن قیصر نے اس کو نہ مانا اور سمندر کے راستے ایک زبردست فوج اسکندریہ میں اتار دی۔ مسلمان بھی مقابلے کو بڑھے۔ مقوقس چونکہ لڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے اس نے مسلمانوں سے عہد کیا کہ مجھ کو اور میری قوم کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے اس کی قوم نے مسلمانوں کی مدد بھی کی۔

اسکندریہ کا محاصرہ | اسلامی فوج نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر صلح ہو گئی اور مسلمان اسکندریہ رومیوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر چلے آئے۔ حضرت عمرؓ کے حکم سے عمرو بن العاصؓ نے فوجوں کو ٹھہرنے کے لئے ایک شہر آباد کیا جو اب تک فسطاط کے نام سے مشہور ہے۔ جرنیل کے خیمے میں ایک کبوتر نے انڈے دیئے تھے۔ جرنیل نے اسے اجاڑنا نامناسب سمجھا اور اس کے گرد ایک وسیع شہر آباد ہو گیا۔ خیمہ کو فسطاط کہتے ہیں۔

فتوحات کی وسعت | حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں فتوحات کا سلسلہ شرق میں دریائے جیحون تک اور مغرب میں شام تک جا پہنچا تھا۔ مصر بھی اسلامی جھنڈے کے ماتحت آ گیا تھا۔ ان تمام

ممالک کا انتظام اسلامی عدل کے موافق قائم کیا گیا اور ہر قسم کے ظلم و ستم مٹا دیئے گئے اور ذمی امن و امان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ان مقبوضات کی تعداد ۳۶ ہزار شہروں اور قلعوں پر مشتمل تھی (تمدن اسلامی جرجی زیدان ص۲۳۱)

شہادت: مدینہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک غلام ابو لولو فیروز ایک بار حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ مغیرہ نے مجھ پر محصول زیادہ لگا رکھا ہے۔ کم کرا دیجئے پوچھا کہ کس قدر ہے کہا دو درہم روزانہ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کام کیا کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا نجاری نقاشی اور آہنگری فرمایا کہ ان دستکاریوں کے ہوتے ہوئے دو درہم روزانہ کچھ زیادہ نہیں ہے اس سے وہ ناراض ہو گیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت مسجد میں گیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نماز پڑھا رہے تھے اس نے خنجر سے حضرت عمرؓ پر کئی وار کئے۔ ایک زخم ناف کے نیچے لگا یہی موت کا باعث ہوا لوگوں نے اس کو گرفتار کر لیا اس نے خودکشی کر لی۔ حضرت عمرؓ زخمی ہو کر گر پڑے اور دریافت کیا کہ مجھے کس نے قتل کیا ہے جب لوگوں نے نام بتایا تو فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں ہے بلکہ ایسا شخص ہے جس نے ابھی تک اللہ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے نماز پڑھائی۔ حضرت

عمرؓ کو اٹھا کر گھر لایا گیا۔ جب دوا پلائی گئی تو زخم کی راہ سے نکل گئی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس جا کر درخواست کرو کہ وہ اپنے حجرہ میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہونے کی اجازت دیں وہ گئے حضرت عائشہ صدیقہؓ اس واقعہ پر رو رہی تھیں فرمایا کہ اس جگہ کو میں نے اپنے لئے محفوظ کر رکھا ہے لیکن حضرت عمرؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ عبداللہ نے واپس آ کر خوشخبری سنائی تو فرمایا کہ الحمد للہ سب سے بڑی آرزو یہی تھی۔ آخر زخم لگنے کے تیسرے دن ۲۷ر ذی الحجہ ۲۳ھ چہارشنبہ کے روز شام کے وقت وفات پائی اور اگلے دن صبح کو دفن کئے گئے۔ ان کی وصیت کے مطابق صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت سعد ابن وقاصؓ حضرت طلحہؓ نے نعش مبارک قبر میں اتاری انا للہ وانا الیہ راجعون وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ دس سال چھ مہینے اور چار دن مدت خلافت ہے (ابن سعد ط ۲۵۹)

نظامِ خلافت پر اجمالی تبصرہ

لا خلافۃ الا عن مشورۃ یعنی خلافت بغیر مشورہ

کے نہیں ہے۔ آپ کا اصل حکومت تھا۔ (کنزالعمال جلد ۳ ص۱۳۹ ۱۱)
آپ کے تمام زمانۂ خلافت میں ایک واقعہ بھی مل نہ سکے گا کہ کسی ایک
ادنیٰ فرد پر کوئی ادنیٰ ظلم ہونے پایا ہو۔ یہ اتنی بڑی خوبی ہے جس کی
مثال تاریخِ عالم میں نہ مل سکے گی۔ دس سال کے قلیل عرصہ میں مسلمانوں
نے ایران اور روم کی عظیم الشان سلطنتوں کو زبردست شکستیں
دیں مسلمانوں نے اپنی بہادری دلیری جرأت شرافت سیر چشمی کا
سکہ بھی دنیا کے دلوں میں بٹھا دیا۔ حضرت عمرؓ کی دانائی اور عقل خداداد
کا یہ عالم تھا کہ فوجیں مدینہ سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پر لڑ رہی
ہیں۔ آپ کو کسی دن ان علاقوں میں جانے کا موقع نہیں ملا میدانِ
جنگ سے جو اطلاعات آتی تھیں انہیں کی بنا پر میدان جنگ کا
نقشہ خود تیار کر کے بھیجا کرتے تھے اور مزید ہدایات بھی پہنچاتے
رہتے تھے۔ فوج کا محکمہ اس حُسن انتظام کے ساتھ قائم کیا گیا تھا۔
کہ آپ کے وقت میں گو ہر طرف جنگ جاری تھی مگر سب جگہ وقت
پر کمک بھی پہنچتی تھی اور سامانِ حرب و رسد کی بھی کبھی شکایت نہ ہوئی
سرحدی علاقوں میں زبردست چھاؤنیاں ڈالی گئیں اور نئے مفتوحہ
علاقوں کا عمدہ انتظام کر دیا گیا تھا۔

اسلامی فوج میں غیر مسلم فوجی | فوج میں غیر مسلم لوگ بھی لئے جاتے

تھے۔ سامان حرب میں نت نئی اصلاحات ہونے لگیں آلات قلعہ شکن بھی حضرت عمرؓ نے ایجاد کیئے۔ ملکی نظام حکومت کا یہ حال تھا کہ باوجود اتنی وسعت کے ہر جگہ ایک قابل و معتبر عامل مقرر کیا جاتا تھا اور خلیفہ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ گویا حضرت عمرؓ بنفسِ نفیس ہر گاؤں اور ہر شہر میں موجود ہیں۔

گورنروں کو سزائیں | آپ نے کئی گورنروں سے ایک معمولی انسان کو بلا خوف و خطر قصاص دلایا کسی کو آپ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی تمام رعایا کو حکم تھا کہ جس جس عامل کے خلاف کوئی شکایت ہو حج کے موقعے پر بے خوف و خطر پیش کی جائے اور عاملوں کو حکم تھا کہ حج کے موقعے پر آیا کریں تاکہ وہیں تقرری تبدیلی معزولی اور سزا جزا کا فیصلہ ہو سکے (ابن جریر طبری ص ۱۹۲۹)

رعایا کا آرام | محاصل کے حساب و کتاب میں اس قدر احتیاط برتتے تھے کہ جو ملک فتح ہوتا سب سے پہلے اس کے محاصل رقبہ اور آبادی کا حساب لگاتے اور اس بات کی خاص احتیاط فرماتے تھے کہ کہیں کوئی خیانت تو نہیں ہوئی (ابن سعد جلد دوم ص ۲۲)

ملکی زبان برقرار رہنے دی | شہر ایران اور مصر میں محاصل کے دفتر فارسی اور رومی زبان میں بھی قائم کیئے تھے تاکہ محاسبوں و محرروں

کی تلاش میں وقت نہ ہو۔ آج کی حکومتیں عبرت حاصل کریں کہ کس بیدردی سے مغلوب قوموں کی زبان اور تہذیب کو کچلتی ہیں اور ظلم وستم کو شرمندہ کرتی ہیں۔

فتویٰ کا انتظام | غرض کہ انسانی عروج وکمال کے لئے جس قدر شعبہجات ضروری ہو سکتے ہیں آپ کے دس سالہ دورِ خلافت میں وہ سب بدرجہ کمال کو پہنچ چکے تھے۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، اُبیّ ابن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابوہریرہؓ وغیرہ مفتی تھے۔

پولیس کا محکمہ | عوام کی حفاظت کے لئے پولیس اور خفیہ پولیس کا نہایت اچھا انتظام تھا۔ مجرموں کو سزا دینے کے لئے جیل خانے بنائے گئے۔

رفاہ عام کے انتظامات | بعض صورتوں میں جلا وطنی کی سزا آپ ہی نے مقرر فرمائی تعمیرات کا مشکل محکمہ آپ نے قائم فرمایا جس کے تحت سیکڑوں مسجدیں سڑکیں پل ہسپتال اور نہریں تعمیر ہوئیں۔ بچوں کی مذہبی تعلیم کا آپ نے خاص اہتمام فرمایا۔ مردم شماری کا دفتر تبلیغ دین کا محکمہ بچوں کے وظائف کا صیغہ ٹکسال اور دوسرے ضروری شعبہ جات آپ ہی کی یادگار ہیں۔ (تمدن اسلامی جرجی زیدان مصری، ۱۲۹)

اخلاق وعادات | شروع میں نہایت سخت تھے لیکن اسلام لانے کے بعد اس سختی میں بہت کمی ہوگئی اور جب خلافت کا بوجھ آپ پر پڑا تو

یہ سختی رحمت وشفقت میں بدل گئی۔ آپ تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیتے تھے جس وقت رومی سرداروں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کا ارادہ کیا اور آپ کو روم جانا پڑا تو سارے راستے میں ایک منزل غلام اونٹ پر سوار ہوتا۔ اور آپ کے ہاتھ میں مہار ہوتی پھر جس وقت روم میں داخلہ ہوا تو غلام سوار تھا۔ اور ان کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی۔ آپ کا عدل اور انصاف ضرب المثل ہے ایک بار ایک صحابی اور آپ میں کسی معاملہ میں نزاع ہو گئی قاضی کے ہاں دونوں پیش ہوئے۔ قاضی آپ کا ادب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم کر رہے ہو یعنی فریق ثانی کا ادب تو نے نہ کیا اور میرا ادب کیوں کیا۔ راتوں کو آپ اٹھ اٹھ کر رعایا کی خبر گیری کرتے تھے۔ ایک بار آپ مدینہ منورہ سے تین میل مقام حرار پر پہنچے۔ دیکھا ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور پاس دو بچے بیٹھے رو رہے ہیں۔ آپ نے سبب دریافت کیا۔ عورت نے کہا ہانڈی میں پانی پکا رہی ہوں تاکہ بچوں کو تسلی ہو کھانا بالکل نہیں ہے۔ آپ یہ سن کر کانپ اٹھے اور فوراً مدینہ واپس آئے۔ بیت المال سے بہت سا آٹا گھی اور کھجوریں لیں اور سر پر لاد کر چلنے لگے۔ اسلم غلام نے کہا کہ حضور میرے ہوتے ہوئے آپ زحمت کیوں

فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا قیامت میں بھی تو میرا بوجھ اٹھائے گا۔
(تاریخ ابن اثیر کامل ص۶۲)

تقویٰ و پرہیز گاری | کا یہ عالم تھا کہ ایک بار شاہ روم کی بی بی نے آپ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم کے پاس عطر کی چند شیشیوں میں جواہرات بھر کر بھیجے آپ نے ان سب کو بیت المال میں داخل کر لیا اور فرمایا کہ چونکہ قاصد بیت المال کا تھا جس کے اخراجات بیت المال نے ادا کئے تھے۔ لہذا یہ حق بھی بیت المال کا ہے (خضری جلد دوم ص۲۸)
غرض کہ آپ کے دس سالہ حکومت نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ اسلام نے دنیا کو کیا دیا اور اسلام کس طرح کی حکومت کا خواہشمند ہے۔

فضل و کمال | آپ کے فضل و کمال کے متعلق جس قدر لکھا جائے۔ کم ہے حضور نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتے اور تمام عالم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو تم میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی تابعداری کرنا۔ اکثر حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یہ کیا (سیرت ابن ہشام مسند احمد جلد ۳ ص۲۷) اس سے آپ کی عظیم الشان شخصیت کا اندازہ لگائیے۔ آپ بہت بڑے عالم قرآن ماہر حدیث بہت بڑے فقیہہ بہت بڑے مقرر اور تمام کمالات انسانی کے جامع تھے۔ قرآن شریف کی جو آیت آپ پڑھتے اس پر پہلے عمل کرتے

پھر تعلیم دیتے۔ سورہ بقر کو آپ نے پانچ سال میں ختم کیا۔ اس کا سبب آپ نے یہ بتایا کہ کسی آیت کے بعد دوسری آیت کو اس وقت تک میں نے نہیں شروع کیا جب تک کہ اس پر پہلے عمل نہ کر لیا۔

جامع صفات | حضرت عمرؓ کا سب سے زبردست کارنامہ حکومت آسمانی کے منشا کی تکمیل ہے۔ جس کو حضورؐ کی سچی پیروی میں انجام دی۔ آپ نے سچی جمہوریت اور آزادی رائے کی حقیقی روح پھونک دی تھی۔ ایک بار آپ نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ میں مہر کی ایک تعداد مقرر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دولت کی زیادتی سے مہر زیادہ سے زیادہ بندھتے جا رہے ہیں جس سے ازدواجی زندگی میں تلخی کا امکان ہے۔ ایک ضعیفہ عورت کھڑی تھی بول اٹھی، امیرالمومنین! خدا نے تو فرمایا کہ اگر لوگ ڈھیر کے ڈھیر مہر باندھ دیں تو تم اس میں سے کچھ نہ لو (قرآن حکیم) لیکن آپ یہ فرماتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فوراً فرمایا۔ لقد اصابت الامرۃ واخطا عمر یعنی البتہ عورت درستی پر پہنچ گئی اور عمرؓ نے غلطی کی۔" (ابن سعد جلد دوم ص ۲۲۴) مطلب یہ ہے کہ حیثیت ہوتے ہوئے اگر کوئی زیادہ مہر باندھنا چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں چونکہ ہر شخص کے حالات اور مالی حیثیتیں جدا جدا ہوتی ہیں اس لئے قرآن حکیم نے تعداد ہی مقرر نہیں کی البتہ حیثیت سے زیادہ باندھنے کو شریعت نے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح

ایک بار حضرت عمرؓ وعظ فرما رہے تھے اسی درمیان میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں راہِ راست سے ہٹ جاؤں تو تم کیا کرو گے۔ ایک شخص نے فوراً تلوار کھینچ لی کہ اس سے راہِ راست پر لے آؤں گا حضرت عمرؓ نے سنا اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میری قوم میں ایسے بھی ہیں کہ اگر عمر بھی غلط روی اختیار کرے تو اس کو درست کر دیا جائے (اسد الغابہ تذکرہ عمر)

روم کا سفیر دربارِ فاروقی میں باریابی کے لئے حاضر ہوا اور اس نے ایک چوراہے پر صحابہ کرامؓ سے پوچھا اَیْنَ مَلِكُكُمْ؟ تمہارا بادشاہ کہاں ہے تو ان کی تیوری پر بل آ گئے اور انہوں نے جواب دیا۔ لیس ملك بل لنا امیر الخ ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہمارا ایک امیر اور میئر ضرور ہے۔ ہمارے یہاں کوئی شاہی محل نہیں۔ امیر شہر سے باہر کہیں بکریاں چرا رہا ہو گا جا کر تلاش کر لو۔ جب سفیر شہر سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ دنیا کی نئی مملکت کا صدر ایک درخت کے نیچے ریت اور کنکریوں پر پڑا سو رہا ہے۔ سورج اپنی رفتار بدل کر دوسری سمت آ گیا ہے اور دھوپ سونے والے کے اوپر چمک رہی ہے۔ جب فارس کی شہنشاہیت کا مالِ غنیمت مدینہ پہنچا تو فاروق اعظمؓ نے سونے چاندی کے ڈھیر دیکھ کر فرمایا دنیا غری غیری لے دولت دنیا کسی اور کو دھوکا دینا میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں

اور فارس کے شہنشاہ کی اس دولت کو عرب کے غریبوں پر تقسیم کر دیا
یہ تھے۔ وہ فاروق اعظم جو اسلام کو فتح کرنے کے لئے تلوار لے کر گھر سے
چلے تھے اور قرآن کی ایک آیت سن کر اسلام کے ہاتھ پر فتح ہو گئے۔

اخلاص عمل | آپ کا ہر عمل خالص خدا کے لئے ہوتا تھا ایک بار ایک شخص
کو آپ نے شراب کی سزا میں درہ مارا۔ اس نے اسی حالت میں آپ کو
ایک سخت گالی دی۔ آپ نے درہ روک لیا۔ لوگوں نے عرض کیا
امیر المومنین اب تو اس نے دوہرے جرم کئے ایک تو خلیفہ کو گالی دوسرا
شراب آپ نے فرمایا لیکن اب اگر میں سزا دیتا تو یہ سزا خالص خدا کے لئے
نہ ہوتی بلکہ نفس کے انتقام کے لئے ہوتی (طبقات ابن سعد)

ایک روایت ہے کہ آپ کے ایک نوجوان صاحبزادے عاصم سے
ایک شدید لغزش سرزد ہو گئی جس کی سزا سو دُرّے ہے آپ نے ان کو
اپنے ہاتھ سے سزا دی یہاں تک کہ سزا پوری ہونے سے پہلے ان کا
انتقال ہو گیا لیکن آپ نے سزا پوری کی اس سے آپ کی بے مثال
عدالت کا بھی پتہ چلتا ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔
یہ سب خالص خدا کے لئے تھا۔ اس میں اپنے پرائے دوست دشمن قریب
نزدیک کا کوئی امتیاز ہرگز نہ تھا۔ اور یہی وجہ کامیابی تھی۔

روحانی طاقت | آپ کی روحانیت اپنے انتہائی کمال کو پہنچ چکی تھی۔

ایک بار آپ مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ اچانک آپ نے فرمایا سادیتہ الجبل الجبل اے ساریہؓ (نام جرنیل) پہاڑ کا خیال رکھو، پہاڑ کا خیال رکھو حضرت ساریہؓ دور دراز ملکوں میں فوج لیئے پڑے تھے جمعہ کی تیاری میں مصروف تھے مسلمانوں کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ اتنی دور امیر المومنین کی آواز کہاں؟ قریبی پہاڑ کے غار میں دیکھا تو دشمن فوج معہ اسلحہ چھپی تھی انتظار میں تھی کہ مسلمان جمعہ میں مصروف ہوں اور ان کا کام تمام کیا جائے۔ مگر حضرت عمرؓ کے اس روحانی کرشمہ نے دشمنوں کا خاتمہ کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان میں بھی جس قدر مسلمانوں کو فرقہ پرست لوگوں سے جانی و مالی نقصانات عظیم پہنچے وہ زیادہ تر جمعہ ہی کو ہوئے کیا یہ عادت کسی عظیم الشان انقلاب کی نشانی تو نہیں ہے۔

دریائے نیل کی تابعداری حضرت عمرو بن العاصؓ جب مصر کے گورنر ہوئے تو انہوں نے وہاں ایک عجیب رسم بد دیکھی یعنی ہر سال باہر شہر سے ایک کنواری لڑکی جب اس میں غرق کی جاتی تو پانی آتا اور کھیتی ہوتی۔ ورنہ قحط پڑتا حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا تو ایک پرچہ لکھ کر روانہ کر دیا کہ اب کی لڑکی کی جگہ یہ پرچہ ڈالا جائے۔ پرچہ میں یہ لکھا تھا۔ اے دریائے نیل جس کا میں بندہ ہوں تو بھی اس کی لونڈی ہے۔ تجھ پہ خدا کی تابعداری لازمی ہے۔ تو سیراب ہوا کر اور یہ رسم بد ترک کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی

کیا گیا۔ (طبری جلد ۲ ص۵۷۵) راوی کا بیان ہے کہ ہر سال سے زیادہ اس سال پیداوار ہوئی۔ اور پھر کبھی آج تک اس کا پانی خشک نہ ہوا۔ سچ ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اسلام کا لشکر | ایک بار حج کرنے تشریف لائے مکہ کے قریب ایک چراگاہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ فرمانے لگے یہ وہ جگہ ہے جہاں میں اونٹ چرایا کرتا تھا۔ اور چرانا آتا تھا۔ اس پر مجھ کو میرے والد سزا دیا کرتے تھے۔ لیکن اسلام اور محض اسلام کا احسان ہے کہ مجھ کو بادشاہ چرانے آتے ہیں اور خلقِ خدا کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔

فیضانِ کرم | آپ کے اعلیٰ کردار کے چشمے صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہ تھے۔ بلکہ ہر خاص و عام ان سے فیض یاب تھا۔ ایک بار آپ نے ایک غیر مسلم بوڑھے کو بھیک مانگتے دیکھا آپ نے اسی روز سے یہ حکم جاری کر دیا کہ تمام مسلم و غیر معذور حکومت کے خزانوں سے زیر پرورش ہوں گے کیونکہ یہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے کہ جب تک طاقت ہے تو لوگوں سے کام لیا جائے اور جب وہ کام کے لائق نہ رہیں تو انہیں بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیا جائے (تاریخ ابن اثیر کامل ص۲۱)

شاہزادہ غسان کا واقعہ | جس طرح آپ مظلوموں کے ہمدرد تھے اسی

طرح غیر منصفوں کے لئے سخت تھے۔آپ کی خلافت میں مساوات کی ٹھیک ٹھیک تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔جبلہ بن ایہم غسان کا شاہزادہ تھا وہ اسلام لاچکا تھا اتفاق سے طواف کرتے ہوئے ایک معمولی مسلمان کا پاؤں اس کے دامن پر پڑ گیا جس سے وہ سخت برہم ہوا اور اس غریب کو طمانچہ مار دیا۔حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ شاہزادے کو قرآنی حکم کے مطابق اس مظلوم کا طمانچہ کھانا پڑے گا۔ شاہزادہ یہ سن کر نکل گیا۔بعض روایتوں میں ہے کہ مرتد ہو کر بھاگ گیا۔ یہ سب کچھ ہو گیا مگر قانون اسلام میں حضرت عمرؓ نے کوئی تبدیلی گوارہ نہ کی۔اس سے اسلام کی انصاف پروری مساوات اور جمہوریت کا اندازہ ہو گا۔اس کے مقابل آج کی جعلی جمہوریت ہے اور اس کے دعوے اور روز کے واقعات خشیت الہٰی۔بہت غالب تھی۔جب قیامت یاد آتی تو تھرا اٹھتے اور فرماتے کاش عمر بن خطاب کو اس کی ماں نہ پیدا کرتی اور قیامت میں حساب وکتاب کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑتا۔جب آپ شہید ہوئے تو قیامت کا بہت ڈر تھا۔ایک صحابی نے آکر عرض کیا آپ کیوں بے چین ہو رہے ہیں۔آپ کے یہ یہ فضائل اور یہ یہ مراتب ہیں فرمایا اگر میرے تمام اعمال حسنہ کو بری فروگزاشتوں کے عوض اللہ تعالےٰ نے برابر سرابر کر دے تو بھی میں کامیاب ہوں۔

نہایت نرم دل تھے کمزوروں اور ضعیفوں کی مصیبت دیکھی نہیں جاتی تھی راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رعایا کی خبرگیری کرتے تھے اور نہیں معلوم کتنی اندھی اور بوڑھیاں تھیں جن کا سارا کام نہایت سلیقہ سے ان کو صبح کیا کرایا ملتا تھا۔ وہ اس تاک میں رہ گئیں کہ معلوم کریں وہ کون خوش نصیب ہے جو اس محبت سے سب کام کر جاتا ہے جس کو کوئی جانتا تک نہیں۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ یہ امیر المومنین عمر فاروقؓ تھے۔ آپ راتوں کو سوتے کم تھے۔ رعایا کی خدمت کرتے یا نمازیں اور تلاوت قرآن شریف فرماتے، نماز اور تلاوت سے بیحد عشق تھا۔ فرماتے جس کا نماز میں حصہ نہیں اس کا اسلام میں حصہ نہیں۔ آپ نے اپنی مختصر سی خلافت میں دنیا کو بتا دیا تھا کہ دنیا میں صحیح معنوں میں رہنے سے کیا ملتا ہے۔ اور اسلام کس زندگی کا پابند کرتا ہے۔ آپ نے بازار کے تاجروں سے لے کر کھیت کے کاشتکاروں تک غلاموں سے لے کر امیروں تک محکوموں سے لے کر حاکموں تک فقیروں سے لے کر مالداروں تک جاہلوں سے لے کر علما تک سب کے دلوں میں سچے اسلام، اونچے اخلاق اور بلند انسانیت کی روح ڈال دی تھی۔ آپ کے عہد مبارک میں جو بھی تھا جہاں بھی تھا جیسا بھی تھا پہلے اسلام کا خادم ایمان کا مبلغ اور انسانیت کا خادم تھا اس کے بعد کچھ اور تھا یہی وجہ تھی کہ دس سال کی قلیل مدت میں ۳۶ ہزار شہر اور ۳۶ ہزار قلعے مسلمانوں

کے آگے سرنگوں تھے۔

حضرت عمرؓ کی اوّلیات | آپ نے اپنے دورِ خلافت میں حکومت کی جو اصلاحات کیں اور نئے نئے شعبے قائم کئے ان کی مختصر فہرست یہ ہے۔

(۱) باقاعدہ عدالتوں کا قیام (۲) سنہ اور تاریخ کا قیام (۳) خزانہ کا دفتر (۴) فوجی دفتر کا قیام (۵) امیر المومنین کا لقب۔ (۶) رضا کاروں کی تنخواہیں (۷) طریقۂ پیمائش کا اجراء (۸) مردم شماری (۹) ذرائع آبپاشی (۱۰) شہروں کی آبادی و تعمیر (۱۱) ملک کی صوبہ داری تقسیم (۱۲) دریائی پیداوار پر ٹیکس (۱۳) ہر ملک کے تاجروں کو تجارت کی اجازت اور ان کی دفتری نگرانی (۱۴) جیل خانوں کا قیام (۱۵) سزائے تازیانہ کا اجراء (۱۶) راتوں کو گشت کر کے خدمت خلق کا طریقہ (۱۷) محکمہ پولیس کا قیام (۱۸) فوجی چھاؤنیاں (۱۹) گھوڑوں کی نسل کی ترقی (۲۰) محکمہ سی آئی ڈی کا قیام (۲۱) حرمین کے درمیان منزلوں کی تعمیر (۲۲) غریب غیر مسلموں کے وظائف کا تقرر (۲۳) مدارس و مکاتب کا قیام (۲۴) معلموں کے مشاہرے (۲۵) نماز تراویح باجماعت (۲۶) شراب کی سزا اسّی دُرّے (۲۷) وقف کا طریقہ (۲۸) نماز فجر میں الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ (۲۹) نماز جنازہ پر چار تکبیروں پر علماء کا اتفاق (۳۰) مساجد میں وعظ کا طریقہ (۳۱) اماموں اور

مؤذنوں کے مشاہرے (۳۲) مسجدوں میں روشنی کا انتظام۔ (۳۳) بُرائی کرنے والے کی سزا کا تقرر وغیرہ وغیرہ آپ کی اوّلیات ہیں

ذاتی حالات | سب سے اہم بات یہ تھی کہ آپ اپنے نفس کا خود محاسبہ کرتے تھے۔

محاسبہ | ایک بار خطبہ دے رہے تھے کہ فرمایا میں ایک زمانہ تھا۔ لوگوں کا پانی بھرا کرتا اور اس کے عوض کچھ پیسے لیا کرتا تھا۔ پھر منبر سے اُتر آئے لوگوں کو تعجب ہوا فرمایا مجھ کو کچھ غرور سا ہو گیا تھا۔ اس لئے اتر آیا۔ (ابن سعد جلد ۳ ص۲۰۱)

ذریعہ معاش | تجارت تھا۔ زمانہ خلافت میں صحابہؓ کے بڑے اصرار سے عام صحابہؓ کے برابر وظیفہ تھا منظور فرمایا جو صرف دو درہم روزانہ تھا یعنی ۹ آنہ پیسے صرف یہ ایک عظیم ترحکومت کے صدر کا وظیفہ تھا مگر آج؟

لباس | نہایت معمولی تھا جس میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک بار حضرت حفصہؓ نے اس بارے میں بڑا اصرار کیا تو فرمایا مسلمانوں کے مال سے میں اس سے زیادہ نہیں لے سکتا ہوں عام مجمعوں اور درباروں کے وقت بھی یہی لباس ہوتا (کنز العمال جلد ۶ ص۳۴۴)

غذا | نہایت سادی تھی ایک بار عتبہ بن فرقد آپ کے کھانے میں شریک تھے۔ ابلا ہوا بغیر گھی کا گوشت اور سوکھی روٹی تھی۔ عتبہ امیر گھرانے

کے تھے حلق سے یہ کھانا نہ اتر سکا۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا نہ پسند ہو تو نہ کھاؤ۔ عتبہ نے عرض کیا۔ امیر المومنین اگر آپ اپنے کھانے پینے میں کچھ اور صرف کریں تو اس سے خزانہ میں کمی نہ ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تم مجھ کو عیش و عشرت کی ترغیب دیتے ہو (کنز العمال جلد ۶ ص ۳۴۸) ان واقعات سے اس جلیل القدر ہستی اور اس دور کی نفیس و پاکیزہ زندگی کا اندازہ کیا جا سکے گا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

حضرت عمرؓ کے اقوال (۱) جس نے اپنا راز پوشیدہ رکھا اس نے سلامتی کو قبضہ میں رکھا (کنز العمال) (۲) تین چیزیں محبت بڑھانے والی ہیں۔ سلام کرنا۔ دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا اور مخاطب کو بہترین نام سے یاد کرنا۔ فرمایا آدمی کے نماز روزہ کو نہیں اس کی دانائی اور راستبازی کو دیکھنا چاہیئے۔ فرمایا اگر غیب دانی کے دعوے کا خیال نہ ہوتا تو کہتا پانچ آدمی جنتی ہیں (۱) صابر محتاج۔ عیالدار (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس سے راضی ہو (۳) وہ عورت جس نے اپنے شوہر کا مہر معاف کر دیا ہو (۴) وہ لڑکا جس کے والدین اس سے خوش ہوں (۵) وہ شخص جو گناہوں پر سچی توبہ کرے۔ کنز العمال)

فرمایا کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ تلاشِ رزق سے بیٹھ جائے اور دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو رزق دے (حلیہ ابی نعیم) (۳) آج کا

کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔ فرمایا جس نے اپنے آپ کو عالم کہا وہ جاہل ہے (۴) اور جس نے جنتی ہونے کا دعوے کیا وہ جہنمی ہے خشوع وخضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حرکات وسکنات سے۔ مقدمات کا فیصلہ جلد ہونا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دعوے کرنے والا طول فیصلہ سے دعوے سے ہی دست بردار نہ ہو جائے (طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن خطاب (۵) خداوندا اس پر رحمت نازل کر جو مجھ کو میرے عیوب سے مطلع کرے (طبقات) (۶) عالم کی غلطی عالم کی غلطی ہے (اسد الغابہ جلد اول ص۱۲۵) (۷) طالب دنیا کو علم دینا ڈاکو کے ہاتھ تلوار بیچنا ہے (کنز العمال) (۸) تہمت کی جگہ بیٹھ کر ملامت کرنے والے کو برا نہ کہو (۹) کسی کے اخلاق پر مت بھروسہ کرو جب تک کہ اس کو غصہ کی حالت میں نہ دیکھ لو۔ (۱۰) کسی کی دینداری پر اعتماد نہ کرو جب تک کہ اس کو طمع کے وقت نہ دیکھ لو۔ (کنز العمال) (۱۱) منہ پر تعریف کرنا ذبح کرنے کے برابر ہے (مستدرک حاکم) (۱۲) کم بولنا حکمت ہے۔ کم کھانا صحت ہے۔ کم سونا عبادت ہے اور کم ملنا عافیت ہے (۱۳) طمع کرنا مفلسی ہے اور بے نیازی مالداری (حلیہ ابی نعیم) (۱۴) سخی خدا کا دوست ہے۔ اگرچہ فاسق ہو اور بخیل خدا کا دشمن ہے۔ اگرچہ زاہد ہو (۱۵) ظالموں کو معاف

کرنا مظلوموں پر ظلم کرنا ہے (درمنثور) (۱۶) سلامتی گمنامی میں ہے یا خلوت میں (کنزالعمال) (۱۷) عزت دنیا مال سے ہے۔ اور عزت آخرت نیک اعمال سے (منبہات ابن حجر) (۱۸) ناگہانی موت کافر کے لئے علامت قہر اور مومن کے لئے باعث رحمت ہے۔ (کنزالعمال) (۱۹) نیکی کے عوض نیکی بدلہ ہے اور بدی کے عوض نیکی احسان ہے (حلیہ ابی نعیم) (۲۰) محنت کے بغیر مطلب نہیں حاصل ہوتا۔ اچھی خصلت بغیر توفیق رب حاصل نہیں ہوتی۔ خوشی بغیر امن کے مالداری بلا بخشش کے فقیری بلا قناعت کے بلندی بغیر تواضع کے جہاد بغیر توفیق کے نہیں میسر آتے ہیں (تفسیر دُرمنثور) (۲۱) فرمایا مجھ کو دنیا میں تین چیزیں نہایت مرغوب ہیں (۱) نیک باتوں کا حکم کرنا (۲) بُری باتوں سے روکنا (۳) اور پُرانے کپڑے استعمال کرنا۔ رضی اللہ تعالٰے عنہ۔

حضرات شیخین رضؓ کی زندگی سے سبق

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو شیخین کہا جاتا ہے۔ آپ کی مقدس اور پاکیزہ زندگیوں سے دنیا کے تمام لوگوں کو انمول سبق ملتے ہیں جن پر چل کر نظامِ حیات کو درست اور نظامِ انسانیت کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ آج جب کہ عام دنیا بداخلاقیوں کا مرکز بُرائیوں

اور شرارتوں کا سرچشمہ، اور مادہ پرستیوں اور خود غرضیوں کی بھیانک تصویر نظر آرہی ہے۔ ضرورت ہے کہ ان مقدس ترین زندگیوں سے سبق لیا جائے، اور اس خراب تر دنیا کو زندگی حقیقی کے لطف سے روشناس کرایا جائے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس عظیم تر مقصد کی تکمیل بغیر روحانی انقلاب کے نہیں ہوسکتی۔ اور روحانی انقلاب حضورؐ سید الانام اور حضرات شیخینؓ کی پیروی کے بغیر ناممکن اور محال ہے۔
مسلمانوں نے صرف انہی کی پیروی میں ترقی کی تھی۔ اور آج بھی اگر ترقی کرینگے اور دنیا کو علم و عمل اور راحت و خوشی سے بھر سکنے کے اگر پھر قابل بن سکیں گے تو صرف انہی کے نظام حیات کے اتباع سے میرا یہ بھی دعوے ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ دنیا کی ہر قوم اور عالم کا ہر طبقہ اس وقت تک صحیح طور سے دنیا سے راحت اور سکون نہیں پا سکتا۔ جب تک اس کی پیروی نہ کی جائے اور ان کے دئیے ہوئے نظام حیات کو زندگی کے ہر شعبہ میں پوری طرح نافذ کرلیا جائے۔
ان کا نظام حیات کیا تھا؟ ایک خدا پر کامل و مکمل طور پر ایمان لانا اور اسکی غلامی، اور سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں زندگی کے ہر رُخ کو روشن کرنا۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی مکمل قیادت تسلیم کرنا یہ اسی کا کرشمہ تھا کہ باوجودیکہ عالم اسلام کے وہ حکمراں تھے

وہ جو چاہتے کر سکتے تھے۔ مگر ان کی زندگیاں کچھ اور ہی منظر پیش کر رہی ہیں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوتے ہیں تو دن بھر خلافت کا کام انجام دیتے ہیں۔ اسلام اس وقت ہر طرف سے خطرات میں گھرا ہوا تھا مرتدوں کا فتنہ، مانعین زکوٰۃ کا فتنہ، مدعیانِ نبوت کا فتنہ، رومی حکومت کا خطرہ اور اس قسم کے بہت سے اندرونی و بیرونی، خطرے تھے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کی پاکیزہ زندگی اور مضبوط کیرکٹر تھا جس نے ان کو تمام خطرات پر غالب کر کے مضبوط ترین اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب کر دیا تھا اور جس سے شیطانی قوتیں مغلوب ہو کر انسانیت، اخلاق، محبت، شرافت، تقویٰ، خداترسی اور خداپرستی کی وہ فضا پیدا ہو گئی تھی جس میں مخلوق کا ہر فرد متأثر تھا غرضیکہ دن آپ کے اس طرح گذرتے اور راتیں خدا اور صرف خدا کی یاد اور خلق خدا کی پوشیدہ خدمت میں گذرتیں۔ آپ کی بلند پایہ صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں آپ دن بھر خلافت کا کام انجام دیتے رات ہوتی تو عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اس قدر روتے کہ جانماز تر ہو جاتی۔ فرماتیں بہت رونے سے ان کے رخساروں پر دو لکیریں بن گئی تھیں پچھلے پہر آپ اُٹھتے اور لاچار مخلوق کا کام کرتے کسی کو پتہ بھی نہ چلنے پاتا ایک بار حضرت عمرؓ مدینہ کی ایک ضعیف العمر خاتون

کے ہاں جو نابینا بھی تھیں گئے کہ خالہ کچھ کام ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے جواب دیا۔ بیٹا رات کو کوئی آتا ہے اور سارا کام کر جاتا ہے حتیٰ کہ پاخانہ تک میرا صاف کر جاتا ہے۔ آپ نے نام دریافت کیا تو کہا کہ یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ حضرت عمرؓ کو جستجو ہوئی اور دوسری رات آپ اس فکر میں اس مکان کے قریب لیٹ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لا رہے ہیں۔ اور خاموشی سے کام کر کے جانے لگتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ جب جانے لگے تو میں نے عرض کیا کوئی بھی نیکیوں میں آپکی برابری نہیں کر سکتا کہ واقعی آپ صدیقؓ ہیں۔ جب کسی ملک یا حکومت کا امیر کوئی راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کی رعایا اور ماتحت خود بخود اس کی پیروی کرنے لگتے ہیں، اس سے آپ اندازہ کر لیجئے کہ اُس وقت کے مسلمان جو حضورؐ سرکار ہی کے تربیت یافتہ تھے کیسی کچھ ایک دوسرے کی خدمت انجام دیتے ہوں گے۔ اور کیا دلکش نظارہ ہوگا۔ پھر کیا آج کی طرح، اس وقت بھی نابینا بھٹکتے، یتیم روتے بیوائیں سسکتی، نادار تڑپتے، مریض کراہتے اور ضرورت مند دربدر مارے پھرتے ہوں گے۔

نہیں اور ہرگز نہیں ——— حضرت عمر فاروقؓ سراپا انسانیت تھے اور بلند ترین انسانیت کی بلند ترین تصویر۔ آپ نے زندگی دنیا کو بھی للٰہیت اور اخلاص اور یاد خدا اور محبت خدا کا نشان بنا دیا تھا۔ بازار جاتے تو خریداروں اور تاجروں

دونوں کو نصیحتیں کرتے کہ ہر سودا خدا کے نام سے شروع ہو اور خدا کے نام پر ختم ہو اور ہر لین دین خدا اور صرف خدا کے لئے ہو (طبقات ابن سعد) حضرت عمرؓ ان ہدایات سے بازار میں مسجد بنگئی تھیں۔ خدمتِ خلق اور محبتِ خلق کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، اٹھ اٹھ کر رعایا کی خبر گیری کرتے اور حتیٰ الامکان سارے کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ یہی حکم تمام والیانِ ملک اور حکام اور افسروں کو بھی تھا۔ ایک بار ملک میں قحط پڑا تو آپ نے سالن کھانا چھوڑ دیا۔ جس سے پیٹ خراب ہو گیا۔ آپ نے پیٹ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ چاہے تو گڑ گڑا چاہے نہ گڑ گڑا تیرے لئے سالن اس وقت تک میرے پاس نہیں ہے جبتک خلقت سے قحط دور نہیں ہوتا۔" آپ کا فرمانا تھا کہ میں بہت برا حاکم ہونگا۔ کہ خود تو اچھا کھاؤں اور لوگوں کو خراب خستہ چیزیں کھلاؤں۔ فرماتے اگر دریائے فرات سے دریائے نیل تک کوئی بھی بھوکا رہے گا تو آخرت میں میں خدا کے ہاں جواب دہ ہوں گا (ابن عساکر جلد دوم) ایک بار آپ کے سامنے میدہ کی چپاتیاں پیش کی گئیں آپ نے فرمایا کیا ساری رعایا یہی کھاتی ہے۔ جواب ملا نہیں۔ فرمایا تو ہم بھی نہیں کھائیں گے (کنز العمال جلد ۳) ایک دفعہ آذربائیجان کے گورنر عتبہ بن فرقد سلمیؓ نے آپ کے لئے عمدہ قسم کا حلوہ روانہ کیا۔ آپ نے اس کو واپس کر دیا اور لکھا عتبہ تم اپنی محنت کے بغیر اس قسم کے کیوں حلوے کھاتے ہو۔ یاد رکھو ہم سوائے ان چیزوں کے اور کوئی چیز نہیں

کھائینگے جس کو عام لوگ اپنے گھروں میں کھاتے ہیں (تاریخ تمدنِ اسلامی جرجی زیدان جلد اول) آج ضرورت ہے اس قسم کے حکمرانوں کی اور دنیا بےچین ہے ایسے فرمانرواؤں کیلئے کیا اگر ہر حاکم اور ہر افسر یہ روش اختیار کرے تو بھی مخلوقِ خدا میں یہی ضروریاتِ زندگی کا قحط یہی بے لطف زندگی اور یہی پریشان وغمگین زندگی رہ سکتی ہے ؟ پھر کیا ایسے حاکم اور نظامِ حکومت میں کسی ایک پر بھی ظلم کا کوئی شائبہ متصور ہو سکتا ہے ! موجودہ دور کی یہ تکالیف خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ یہ تو خود اپنی پیداوار ہیں اور خود غرضانہ مادی نظام جس میں خدا اور خدا کے سامنے جوابدہی کا کوئی سوال نہیں اس کا ذمہ دار ہے ورنہ خدا کی بخشی ہوئی نعمتیں آج بھی ویسی ہیں جیسی کل تھیں اور اس کے رحم وکرم کی بارشیں آج بھی دنیا پر اسی طرح ہیں جیسی پہلے تھیں ہم اور دین سے ہماری غفلت اس کی ذمہ دار ہیں۔

مسلمانوں سے | مسلمان انسے سبق حاصل کریں خوف خدا سے لرزنا سیکھیں راتوں کو اٹھ اٹھ کر بلا تفریقِ مذہب وملت خدمت کریں عبادتِ الٰہی میں راتیں گزاریں دین کی بلندی اچھائیوں کو پھیلانے، برائیوں کو روکنے کی موثر سعی کریں۔ پاکیزہ اور صاف زندگی گزاریں اخلاق کو بلند اور مضبوط کریں خلقِ خدا سے محبت اور شفقت کریں جو برسرِ اقتدار ہیں وہی کھائیں جو عام لوگ کھاتے ہیں وہی طرزِ زندگی اختیار کریں جو عام لوگ کرتے ہیں زندگی کے ہر شعبہ میں لا الٰہ الا اللہ کو داخل کر کے محمد رسول اللہ کے پیام پر عامل نہیں اور حضرات شیخین کی روش اختیار کریں تو یقیناً ایک روحانی انقلاب آجائے اور یہ دکھی دنیا سکھ کا گہوارہ بن جائے۔

خلیفۂ سوم حضرتِ عثمان غنیؓ

۲۴ھ تا ۳۵ھ
۶۴۵ء تا ۶۵۵ء

حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد اُن کی وصیّت کے مطابق چھ بزرگ خلافت کے حقدار ہوئے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ۔ ان میں حضرت عثمانؓ کثرت رائے سے خلیفہ مقرر ہوئے۔ پہلے حضرت علیؓ مسجد سے نکل گئے لیکن پھر انھوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ واقعہ یکم محرم ۲۴ھ مطابق ۷ نومبر ۶۴۴ء کا ہے۔

ابتدائی حالات: آپ قریش کے معزز خاندان بنو اُمیہ سے تھے۔ باپ کی طرف سے پانچویں اور ماں کی طرف سے چوتھی پشت میں حضورؐ کے سلسلۂ نسب میں شامل ہو جاتے ہیں۔

آپ حضورؐ سے پانچ سال چھوٹے تھے۔ آپ سے حضورؐ کو بے حد محبت تھی۔ حضورؐ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں رقیہؓ اور کلثومؓ کو آپ کے عقد میں دیا۔ آپ کے خاندان میں کپڑے کی تجارت ہوتی تھی۔ آپ نے جاہلیت کے زمانے میں بھی مشرکانہ رسوم شراب اور جوے کے پاس

قدم نہیں رکھا۔ قبول اسلام میں آپ کا پانچواں نام ہے۔ اسلام لانے کے بعد کفار نے آپ پر طرح طرح کے مظالم کئے لیکن ہر ایک میں آپ ثابت قدم رہے۔ آخر میں اپنی بی بی حضرت رقیہؓ کو لے کر حبشہ کی طرف بحکم نبوت ہجرت کر گئے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بی بی کے ساتھ ہجرت کی (بخاری شریف)

پانچ سال کے بعد آپ واپس آ گئے (خلاصہ تاریخ الخلفاء سیوطی)

ہجرت سے خلافت تک کے حالات | جب حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپ نے انہیں انوش بن ثابت انصاریؓ کا بھائی بنایا۔ اس کے تھوڑی مدت بعد ہی آب و ہوا کی ناموافقت کے باعث حضرت رقیہؓ بیمار ہو گئیں اور یہ جنگ بدر میں صرف بی بی صاحبہؓ کی تیمار داری کے باعث شریک نہ ہو سکے۔ بدر کی فتح کے روز حضرت رقیہؓ نے انتقال فرمایا۔ بدر سے واپس آ کر آنحضرت نے انہیں بھی اصحاب بدر میں شمار کر کے مال غنیمت کا حصہ دیا۔ دو سال کے بعد آنحضرت نے اپنی دوسری صاحب زادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں جب آپ کفار مکہ کے پاس گئے اور آپ کی شہادت کی افواہ اڑی تو آنحضرتؐ کو اس قدر رنج ہوا کہ ایک درخت کے نیچے تمام صحابہؓ سے بیعت لی۔ جو

بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ چونکہ آپ کی شہادت ابھی تصدیق نہ ہوئی تھی اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور عثمانؓ کی بیعت بھی میں اسی وقت لیتا ہوں۔ فتح مکہ کے بعد حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی عبداللہ گرفتار ہو کر آئے اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے سزائے موت کو جائز قرار دے دیا تھا۔ کیونکہ یہ وحی لکھتے وقت تحریف کیا کرتے تھے جب ان کو کتابت سے علیحدہ کیا گیا تو مرتد ہو کر بھاگ گئے لیکن حضرت عثمانؓ کی سفارش پر آنحضرتؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔ یہ پھر توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں مصر کے گورنر مقرر ہوئے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب مدینہ میں قحط پڑا تو حضرت عثمان غنی نے ایک ہزار اونٹ جن میں سوا نج کے لدے ہوئے تھے۔ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد خدمت اقدس میں پیش کئے۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق دعا فرمائی کہ خداوندا عثمان کو جنت میں بلند مقام عطا کر اور آج سے عثمانؓ جو بھی کریں ان کو معاف فرما (مسند احمد)

۹ھ میں آپ کی دوسری بی بی حضرت اُمِّ کلثوم بنت محبوب خدا نے انتقال فرمایا۔ حضورؐ نے بنفسِ نفیس آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تجہیز و تکفین کی۔ رسولِ خدا کی زندگی میں علاوہ تجارتی مشاغل کے آپ کاتبانِ وحی

میں سے تھے اور جو کلام خدا کی طرف سے نازل ہوتا اُس کو حفظ کر لیتے تھے۔ آپ قرآن مجید کے پہلے حافظ ہیں۔ (تاریخ الخلفا)

صدیقی و فاروقی عہد میں | حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں آپ مشیران حکومت میں رہے چنانچہ جب حضرت صدیق حج کو تشریف لے گئے تو آپ ہی کو مدینہ منورہ میں نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے۔ حضرت ابوبکر کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ جملہ اہم کاغذات انہی سے لکھواتے اور اہم امور میں مشورہ بھی لیتے۔ حضرت عمرؓ کے تقرر کا عہد نامہ بھی حضرت عثمانؓ ہی نے لکھا تھا۔ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں آپ بڑے امین و معتمد رہے۔ جملہ امور مذہبی و سیاسی میں آپ کے مشورہ کو خاص قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن ضعیف العمری کے باعث کسی جنگی مہم میں شرکت نہ کر سکے۔ عہد صدیقیؓ و فاروقیؓ کی کامیابیوں میں آپ کا بھی بڑا دخل تھا۔ اسلامی وسعت سلطنت کے ساتھ ساتھ ان کے کاروبار تجارت کو بھی بہت فروغ ہوا۔ اور آپ پہلے سے زیادہ امیر کبیر بن گئے لیکن اس قدر دولت کے باوجود آپ نہایت سادہ لباس پہنتے اور سادہ کھانا کھاتے تھے (ابن سعد جلد ۳ صـ۲۷)

خلیفہ ہونا

خطبۂ خلافت | حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہو جانے پر جب سب لوگوں

نے آپ سے بیعت کر لی تو حضرت عثمانؓ نے منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے حمد و ثنا اور نعت رسولؐ کے بعد عوام کو عملِ صالح اور ثواب آخرت کی طرف متوجہ کیا اور مال و دولت کی کثرت کے باعث مسلمانوں میں جو تبدیلی پیدا ہوتی جا رہی تھی اس سے منع کیا اور فرمایا کہ دنیا ایک فریب کا جال ہے۔ اس سے بچ کر رہو شیطان کے پھندے سے بچو اور اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں خرچ کرو۔ اس کے بعد مختلف اسلامی صوبوں کے حاکموں اور افسران فوج کے نام فرمان جاری کئے کہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرو۔ اور جس طرح خلفائے سابقین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں مذہبی اور سیاسی امور کو نیک نیتی اور تن دہی سے انجام دیتے چلے آئے ہو اسی پر کام کرتے چلے جاؤ۔ (تاریخ ابن خلکان)

مشہور واقعات | آپ کے عہد کے حسب ذیل واقعات خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۲۴ھ میں رے کا زرخیز صوبہ فتح ہوا جو اگرچہ پہلے ہی فتح ہو چکا تھا مگر ہاتھ سے نکل گیا تھا اس سال روم کے بہت سے شہر اور قلعے فتح ہوئے ۲۶ھ میں آپ نے بہت سے مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع کیا کیونکہ مسلمانوں کی کثرت سے موجودہ صحن ناکافی تھا۔

اسی سنہ میں سابور کا علاقہ فتح ہوا ۲۷ھ میں حضرت معاویہؓ نے

بحری حملہ کر کے قبرس فتح کیا۔ پھر ارجان اور دار بھی فتح ہوئے۔ اسی سال حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن عاص کو مصر سے معزول کر کے عبداللہ بن ابی السرح کو حاکم مصر مقرر کیا انہوں نے سارا آباد افریقہ فتح کر لیا جس سے مسلمان نہایت مالدار ہو گئے۔ اس سال اندلس بھی فتح ہوا اسلامی دائرہ خلافت ہزاروں میل تک پہنچ گیا اور یورپ افریقہ اور ایشیا کے بر اعظموں کو اسلام کے اقتدار نے دامنوں میں ڈھانپ لیا۔ اس وقت تک تین بر اعظم دریافت ہوئے تھے۔ یہی کل آباد دنیا تھی جس کے اکثر حصوں پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ یہ کل ۲۷ سال کی جد و جہد کی برکت تھی۔

۲۹ھ میں اصطخر اور قساریہ فتح ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے مسجد حرام کی طرح مسجد نبوی کی بھی توسیع فرمائی اور نقش و نگار سے مزین کیا۔ چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔ طول ۱۶۰ ہاتھ اور عرض ۱۵۰ ہاتھ رکھا اس کو بنائے عثمانی کہتے ہیں (اس کی اور مسجد نبوی کی کل تاریخ میری کتاب الحجاز میں مطالعہ کرنی چاہیے)

۳۰ھ میں جور اور خراسان۔ نیشاپور۔ طوس اور سرخس۔ مرد بیہق جیسے عظیم الشان ممالک فتح ہوئے جن سے اس قدر دار الخلافت میں خراج کی دولت آئی کہ ہر مسلمان خزانوں کا مالک ہو گیا۔ امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں جس تعداد کا ذکر کیا ہے۔ اُس کا حساب اگر آج کل کے سکہ

سے کیا جائے تو ایک ایک ارب روپیہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن اس کثرتِ دولت نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو کمزور کر دیا۔ اور کثرتِ دولت کے جو نتائج عموماً ہوا کرتے ہیں وہ پیدا ہو گئے یعنی باہمی بغض و عناد ظلم و فساد جس نے بالآخر بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی نوبت پہنچا دی جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ (تاریخ طبری)

چند خصوصیات آپ نے سب سے پہلے تمام لوگوں کو قرآن شریف کی ایک قرأت پر متفق فرمایا۔ جاگیرداری کا نظام آپ ہی نے مقرر کیا۔ لوگوں کو خود زکوٰۃ نکالنے کی اجازت آپ ہی نے دی۔ شہروں میں کوتوال کا تقرر آپ ہی کی ایجاد ہیں۔ اسی طرح موجودہ صورت میں قرآن حکیم کے ناقل اور اس کو تمام عالم اسلام میں نشر کرنے والے آپ ہی ہیں (تاریخ الخلفاء ص۲۱۱)

بغاوت اور شہادت آپ کی خلافت کے آخری چھ سالوں میں عبداللہ بن سبا یہودی نے بڑا فتنہ برپا کیا۔ لوگوں کو حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کی دعوت دینا شروع کر دیا۔ اور طرح طرح کے فتنے برپا کئے وہ فرمان جس کے متعلق ان کا دعوے تھا کہ انہوں نے خلیفہ کے قاصد سے حاصل کیا ہے۔ جب حضرت عثمان کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یا تو تم اس کے ثبوت میں دو معتبر گواہ پیش کرو ورنہ میں قسم کھاتا ہوں کہ لکھنا تو کجا مجھے اس خط کا علم تک نہیں۔ باغیوں نے حضرت عثمان کی

بات ماننے سے انکار کر دیا اور خلافت سے دست برداری کا مطالبہ کیا۔
لیکن حضرت عثمانؓ نے انکار کیا کہ امارت کا جو جامہ اللہ تعالٰی نے مجھے پہنایا ہے میں خود اس کو نہیں اتاروں گا۔ چند دن تک تو یہ مسجد میں نماز ادا کرتے رہے لیکن باغیوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور انہیں گھر ہی رہنے پر مجبور کر دیا۔ اسی حالت میں تھے کہ حج کا وقت آپہنچا آپ نے محصوری کی حالت میں ہی عبداللہ بن عباسؓ کو امیر حج مقرر کیا اور اپنی حالت لکھ کر دی کہ مسلمانان مکہ کے سامنے بیان کر دی جائے۔ جب باغیوں کو اس بات کا علم ہوا تو اس خیال سے کہ کہیں وہ لوگ جو مکہ میں حج کے لئے جمع ہونگے، خلیفہ کی مدد کو نہ پہنچ جائیں انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس قصہ کو جلد از جلد ختم کر دینا چاہیئے، چنانچہ گھر کے دروازہ کو آگ لگا دی اور اس کو گرا کر اندر داخل ہو گئے، بعض لوگ ملحقہ مکانات سے کود کر گھس آئے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت عثمان نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا اور حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے فرزندوں کو واپس بھیج دیا۔ جو ان کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ کہ تم اس قلیل تعداد میں اس قدر باغیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے اور خود قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ باغیوں نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے تلوار کے پےبہ پے وار شروع کر دیے آپ کی وفادار بیوی نائلہؓ ان کو

بچانے کے لئے ان کے اوپر گر پڑیں مگر ایک باغی کی تلوار سے ان کی نصف ہتھیلی انگلیوں سمیت کٹ گئی۔ ایک شقی القلب نے بڑھ کر خلیفہ کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد باغیوں نے گھر کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور مدینہ میں ان کے قتل کا اعلان کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ باغیوں نے ۲۲ روز تک ان کے مکان کا محاصرہ کئے رکھا۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین

اس واقعہ کے بعد سے مسلمانوں میں جو تلوار چلی وہ آج تک بند نہ ہوئی رسولِ خدا نے اس خطرہ سے بار بار آگاہ فرمایا تھا مگر بد نصیب گروہ باغی نے اس کا کچھ لحاظ نہ کیا۔

حضرت عثمانؓ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۲۲ مئی ۶۵۶ء کو شہید کئے گئے۔ اسی منحوس تاریخ سے اُمت میں ایک زبردست فتنہ شروع ہو گیا اور مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے (تاریخ خضری)

اسبابِ شہادت حضرت عثمانؓ نہایت بردبار اور متحمل مزاج تھے اور ان کی نرمی ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ دشمنانِ اسلام کو فتنہ و فساد کرنے کا موقع مل گیا اور خلافت کی ہیبت و عظمت جو حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں دلوں پر چھائی ہوئی تھی وہ اُٹھ گئی۔ یہاں تک کہ ایک روز کسی شخص نے اس عصا کو توڑ کر پھینک دیا جس کو ہاتھ میں لے کر حضرت عثمانؓ مسجد

نبوی میں خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جسے حضورؐ ہاتھ میں لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ہمیشہ اس امر کی کوشش کی کہ ان کی ذات سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو امت میں فتنہ و فساد کا باعث ہو۔ آپ اکثر امور میں چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔

اہل الرائے نے کئی دفعہ مشورہ دیا کہ اس شورش کو سختی سے دبا دینا چاہیئے لیکن آپ نے اس کو پسند نہ کیا۔ عبداللہ بن سبا نے سادہ دل عوام کو رسول اللہ اور ان کی آل کی محبت کا فریب دے کر اپنے دام میں پھنسا لیا تھا کہ بائیس روز تک حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ رہا۔ باغیوں نے پانی تک کی بندش کر دی لیکن مدینہ والوں میں سے کسی کو ان کے خلاف آواز بلند کرنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ سب سے افسوسناک یہ بات تھی کہ باغیوں نے قتل کرنے کے بعد ان کے دفن کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔ آخر خفیہ طور پر چند آدمیوں نے ان کو دفن کیا حضرت جبیر بن مطعمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مسلمانوں کے عام قبرستان بقیع غرقد کے دوسرے سرے پر بمشکل تمام سپرد خاک کیا (تاریخ خضری جلد اول)

اخلاق و عادات "تذکرۃ الحفاظ کے یہ الفاظ ہیں:۔ کان ممن جمع بین العلم والعمل یعنی آپ ان میں سے تھے جنھوں نے علم و عمل کی دولت سمیٹ لی تھی (تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص)

حضرت عثمانؓ غنی بڑے حلیم الطبع باحیا اور انصاف دوست حُسن صورت و سیرت اور دانائی میں مشہور اور قریش میں ہر دلعزیز تھے۔

تقویٰ و عبادت | خوش خلقی عبادت اور تقوے میں بہت ممتاز تھے۔ صحابہؓ میں کتاب اللہ کا حافظ ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ (اسد الغابہ)

قرآن سے محبت | قرآن سے ان کو سیری نہ ہوتی تھی۔ ساری ساری رات تلاوت میں بسر کر دیتے تھے (تذکرۃ الحفاظ جلد اول صہ ۱۲)

قرآن کی خدمت | آپ نے قرآن کریم کے کئی صحیح نسخے مرتب کرائے۔ اور ہر صوبے میں بھیجے جن میں سے بعض قلمی اب تک موجود ہیں۔

سخاوت | کوئی سائل حضرت عثمانؓ کے در سے خالی نہیں پھرا (اسد الغابہ جلد ۲)

اسلام کی خدمات | ابتدائے اسلام میں جب بھی روپے کی ضرورت پیش آئی آپ نے اس میں بے دریغ روپیہ صرف کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات پاک میں آپ کو تین دفعہ جنتی ہونے کی بشارت دی (مستدرک حاکم جلد ۳ صہ ۱۰۳)

ایک اُس وقت جب آپ نے مسجد نبویؐ کے اردگرد زمین خرید کر وقف کی

مسلمانوں کے لئے پانی کا وقف | دوسری دفعہ جب ایک کنواں ایک لاکھ روپے میں خرید کر وقف کیا اور:-

غزوۂ تبوک میں فیاضی | تیسرے غزوۂ تبوک میں بے شمار زر و مال حضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آکر پیش کیا۔

ذوالنورین کا شرف | آنحضرت کو حضرت عثمانؓ سے اس قدر محبت تھی کہ آنحضرتؐ کی جب دوسری صاحبزادی اُم کلثومؓ بھی انتقال کر گئیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری کوئی اور لڑکی شادی کے قابل ہوتی تو میں اس کا نکاح عثمانؓ ہی سے کرتا (زاد المعاد)

قدیم مسلمان | جو لوگ سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے ان میں حضرت عثمانؓ کا پانچواں نمبر ہے (اصابہ جلد اول)

حضورؐ کی جانشینی کا مرتبہ | آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ میں دو دفعہ آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ نماز جمعہ سے قبل اذان دینا آپ نے قائم کیا۔ تکبیر کو آہستہ آواز میں آپ ہی کے زمانے میں جاری ہوا۔

مفت خدمات | ساری عمر کسی سے ایک پائی نہیں لی۔ یہاں تک کہ عہد خلافت میں بھی بیت المال سے کوئی وظیفہ نہ لیتے تھے (اسد الغابہ)

غلاموں کی آزادی | آپ نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کیا۔ مدینہ کی کوئی گلی ایسی نہ تھی جہاں آپ کا خرید کردہ غلام آزاد چلتا پھرتا نظر نہ آئے۔ ہر جمعہ کے روز ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے (اصابہ جلد اول)

مہمان نوازی | بہت مہمان نواز تھے اور ہمیشہ مہمانوں کو اچھے اچھے کھانے کھلاتے تھے مگر خود سرکہ اور روغن زیتون سے روٹی کھاتے تھے۔ شام کا کھانا برائے نام تھا (طبری ص۲۷۰۱)

عوام کی مصیبت سے پریشانی | جب مدینہ منورہ میں قحط پڑا تو آپ نے اپنے خرچ پر ایک عام لنگر جاری کرا دیا جہاں سے ہزاروں لوگ مفت کھانا مہینوں تک بلا دقت حاصل کرتے رہے آپ نے ہمیشہ موٹے جھوٹے لباس میں زندگی بسر کی۔ سفر میں ہوتے تو آپ اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے۔

خوف خدا | خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کا سکّہ تین برّ اعظموں پر چل رہا تھا۔ اور روم و ایران کے بادشاہ آپ کے غلام تھے تو ایک رات آپ تہجد کے وقت اٹھے، غلام نے کوئی غلطی کی۔ آپ نے اس کے کان پکڑ لیئے اس نے کہا خدا سے ڈریئے۔ آپ یہ لفظ سنتے ہی کانپ گئے اور قسم دے کر غلام سے فرمایا تو بھی میرے کان پکڑ اس نے انکار کیا تو فرمایا تو عدول حکمی کرتا ہے۔ اس نے ڈرتے ہوئے کان پکڑ لئے۔ آپ نے فرمایا زور سے دبا۔ اس نے زور سے دبایا آپ نے فرمایا اور زور سے دبا اس نے کہا میں بھی اس سے ڈرتا ہوں جس سے آپ ڈرتے ہیں (تاریخ خمیس)

آپ نے دنیا کے حکمرانوں کے حالات پڑھے ہوں گے مگر یہ عدل یہ انصاف یہ خوفِ خدا اور یہ کیفیت کہیں بھی دیکھی سُنی۔؟

اپنے ہاتھ سے اپنا کام | راتوں کو اُٹھتے تو اپنے ہاتھ سے پانی گرم فرماتے ایک بار کسی نے عرض کیا حضرت آپ کے ذاتی غلام سامنے ہیں ان میں سے کسی سے خدمت لیا کیجئے۔ فرمایا ان کو آرام کا حق ہے میں خدا کی عبادت میں کسی کی مدد نہیں چاہتا ہوں (اصابہ تذکرہ عثمان بن عفانؓ)

محبت نبویؐ | ادبِ نبویؐ اور محبتِ نبویؐ کی آپ مثال تھے۔ ایک بار آپ نے اپنے آخری ایام میں فرمایا خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے جس دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ بیعت کی ہے اپنے داہنے ہاتھ کو جسم زیریں پر نہیں لگایا" (اصابہ فی تذکرہ صحابہ تذکرہ عثمان غنیؓ)

فضائل | آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں ایک بار حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کوہ اُحد پر تشریف فرما تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنے لگا حضورؐ نے فرمایا مت ہل کہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں (بخاری شریف) آپ کو متعدد مرتبہ جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا آسمان کے نیچے عثمانؓ بن عفان جیسا باحیا پیدا

نہیں ہوا (دیلمی)

ایک اور موقع پر حضورؐ نے فرمایا "عثمانؓ حیا اور ایمان میں کامل ہیں۔ (جامع صغیر)

محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آقائے دو عالم کسی صحابی کا اس قدر لحاظ نہ فرماتے جس قدر حضرت عثمانؓ کا فرماتے حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ حضورؐ سب صحابہ کے سامنے سادگی اور بے تکلفی سے تشریف رکھا کرتے تھے لیکن جب حضرت عثمانؓ آتے تو کپڑے سمیٹ کر بیٹھ جاتے۔ ایک بار کسی صاحب نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو ارشاد ہوا کہ جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اُس سے میں کیوں نہ حیا کروں (مسند امام احمد بن حنبل)

فرمایا "میں علم کا شہر ہوں عثمانؓ اس کی چھت ہیں (تمہید ابو شکور رسالمی)

فرمایا "اے عثمانؓ خدا تجھ کو خلافت کی قبا پہنائے گا تو تو اس کو ہرگز نہ اُتارنا تو حق پر ہوگا اور حق سے ملے گا" (جامع صغیر)

دَورِ عثمانی پر اجمالی تبصرہ

آپ کے زمانے میں دنیا کو بہت فائدہ پہنچا۔

بغاوتوں کا خاتمہ | آپ نے بغاوتوں کا استیصال فرمایا۔

مجلس شوریٰ کا قیام | مہماتِ خلافت کی انجام دہی کے لئے مجلس شوریٰ کا قیام فرمایا، حضرت معاویہ کو سارے صوبہ شام کا والی بنادیا جس سے رومی فتوحات میں بڑا فائدہ ہوا۔

محکمۂ احتساب | محکمۂ احتساب کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ حج کے موقع پر عام اعلان ہوتا کہ جس کسی کو کسی افسر سے شکایت ہو حج کے موقع پر آکر شکایت کرے (طبری ص ۲۹۲۴)۔

خزانہ | خزانہ کو آپ کے حسن انتظام نے بھر دیا اور اخراجات و وظائف بھی آپ نے دونے فرما دیے تھے (طبری ص ۳۰۱۴)

فوجی نوآبادیاں | شام سے طرطوس تک فوجی نوآبادیاں بنائی گئیں (ابن اثیر ص ۳۳)

بحری بیڑا | ۳۱ھ میں جب رومی بادشاہ نے چھ سو جہازوں سے سواحل شام پر حملہ کیا تو عبداللہ بن سرح نے اسلامی بیڑے سے رومی بیڑے کو شکست فاش دی۔ مسلمانوں میں بحری جنگ کی ابتدا اسی واقعہ سے ہوئی۔

مہمان خانے | مہمان خانوں کی ایجاد بھی آپ ہی کے دور کی یادگار ہے۔ کوفہ میں عقیل اور ابن حبار کے مکانات خرید کر ایک شاندار مہمانخانہ تعمیر کرایا۔

رفاہ عام کے کام | اسی طرح بہت سی سرائیں، نہریں، کنوئیں اور مساجد آپ نے تعمیر کرائیں جس سے خلق خدا کو بہت نفع ہوا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کمالات | آپ ماہرین علم سے تھے اور شروع سے ہی علمی ذوق آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

قرآن کا علم | قرآنی تعلیم خاص زبان رسالت سے حاصل کی تھی جس کے آپ خصوصی ماہر تھے۔ ایک ایک رکعت میں سارا قرآن شریف ختم کر دیتے تھے (ابن سعد جلد ۳ ص۵۳)

حدیث کی مہارت | حدیث کے بھی بڑے صاحب کمال عالم تھے۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۸ میں آپ کے متعلق یہ مختصر مگر جامع تبصرہ ملتا ہے۔ روی جملۃ کثیرۃ من العلم یعنی آپ سے بہت سے علوم نبوی مروی ہیں۔ اگر آپ سے صرف مرفوع ۲۴۱ روایات مروی ہیں۔ اس کا سبب صرف احتیاط فی الحدیث ہے۔ جیسا کہ کئی بار آپ نے بیان کیا تھا۔

علم فرائض | علم فرائض کے آپ زبردست ماہر تھے۔ عہد رسالت میں صرف دو ہی بزرگ اس علم کے کامل تھے۔ حضرت زیدؓ اور آپ (کنز العمال)

فقہ میں درجۂ کمال | فقہ میں بھی آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ صحابہ اس سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔ قیامت سے بہت ڈرتے تھے فرماتے مجھ کو جنت ملے گی یا دوزخ اس کے مقابل اگر میں خاک ہو جاؤں تو مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔ (کنز العمال ص۳۷۵)

جامع اوصاف | حضورؐ سے بے حد محبت تھی۔ ایک بار آپ کو معلوم ہوا کہ سرکارؐ نے کئی وقت سے کھانا نہیں تناول کیا ہے۔ سنتے ہی بے تاب ہو گئے اور روتے ہوئے بہت سا آٹا گھی گوشت اور نقد لے کر حاضر

ہوئے اور عرض کیا مجھ کو حضورؐ نے کیوں نہیں یاد فرمایا۔ احترام فرمانِ رسالت کا یہ حال تھا کہ جان دے دی مگر باغیوں سے مقابلہ نہ کیا۔ یہ تھی سچی فدویت اور سچی زندگی کی سچی تصویر۔

حضرت عثمانؓ کے اقوال | حضرت عثمانؓ کے بہت سے اقوال کتابوں میں ملتے ہیں۔ چند یہاں پر درج ذیل ہیں۔ جو حکمت و معرفت کے دلیلِ راہ ہیں۔

(۱) تعجب ہے۔ اس پر جو موت کو سچ جانتا ہے پھر ہنستا ہے (۲) تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے پھر اس سے محبت کرتا ہے (۳) تعجب ہے۔ اس پر جو تقدیر کو برحق جانتا ہے اور جانے والی چیز کا غم کرتا ہے (۴) تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو مانتا ہے۔ اور گناہ کرتا ہے (۵) تعجب ہے اس پر جو حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے۔ پھر مال جمع کرتا ہے۔ (۶) تعجب ہے اس پر جو شیطان کو جانتا ہے۔ پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔ (۷) تعجب ہے اس پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اور پھر دوسروں سے مانگتا ہے (۸) وہ عالم ضائع ہے جس سے علم کا نفع نہ ہو۔ وہ مال جو راہ خدا میں صرف نہ ہو وہ تلوار جس سے جنگ نہ ہو۔ وہ علم جس پر عمل نہ ہو اور وہ مسجد جس میں نماز نہ ہو یہ سب ضائع ہیں (کنز العمال)

خلیفۂ چہارم

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ

۳۵ھ تا ۴۰ھ
۶۵۶ء ۶۶۱ء

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ خلیفہ منتخب ہوئے۔

ابتدائی حالات حضرت علی مرتضیٰ ہجرت سے اکیس سال پہلے خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب ان کا اصلی نام علیؓ اور کنیت ابوالحسن ابوتراب ہے والدہ ماجدہ نے ان کا نام حیدر رکھا جس کے معنی پھاڑنے والا شیر ہے۔

لقب امین۔ شریف۔ مرتضیٰ اسد اللہ اور امیر المومنین ان کے القاب ہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم ص ۱۷۲)

شرف خاندانی خاندانی اعتبار سے آپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب بن عبدالمطلب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک

آٹھ سال کی تھی کہ آپ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ اس پر وہ حضرت علیؓ کے والد یعنی اپنے چچا ابوطالب کے پاس آ گئے اور ابوطالب کی وفات تک چچا کے سایہ تربیت میں رہے۔ ابوطالب آنحضرتؐ کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے اگرچہ بظاہر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا تاہم ان کو ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی ان کے بھتیجے کو تکلیف دے۔ یہی وجہ تھی کہ جب تک ابوطالب زندہ رہے آنحضرت کفار کی تکالیف اور مصائب سے بچے رہے۔ حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم تھیں ان کا شجرۂ نسب بھی دوسری پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ جناب رسول اللہ کو ان کی والدہ سے اس قدر محبت تھی کہ حضورؐ انہیں والدہ کہا کرتے تھے (تاریخ کامل ابن اثیر)

رضاعت | عرب کے رواج کے مطابق حضرت علیؓ قبیلہ بنی ہلال کی ایک دائیہ کے سپرد تھے جس نے دو ڈیڑھ سال تک پرورش کی اور دودھ پلایا۔ اس کے بعد اپنی والدہ کے پاس چلے آئے

حضورؐ سے محبت | بچپن سے ہی آنحضرت کو حضرت علیؓ سے ایک خاص محبت تھی جو آخر وقت تک قائم رہی۔ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت کا اعلان کیا اس وقت ان کی عمر تقریباً دس سال کی تھی بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی مشرف بہ اسلام ہوئے (سیرت ابن ہشام)

اسلام سے عشق | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور دین اسلام کی محبت کا یہ اثر تھا کہ رسالت پناہ کی زبان مبارک سے جو بات نکلتی تھی آپ اس کو فوراً پورا کرنے کو تیار ہو جاتے تھے تیرہ سال کی عمر میں حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کے ارشاد پر تمام سرداران قریش کو دعوت پر بلایا کھانے سے فارغ ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پر زور تقریر ارشاد فرمائی جس میں حاضرین سے دین اسلام قبول کرنے کی اپیل تھی اس پر سب لوگ چپ ہو گئے۔ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا کوئی اس کام میں میرا ساتھ دے گا۔ کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی آخر حضرت علیؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

"یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ رہوں گا" یہ سن کر مجلس ہنسنے لگی اور ان کی پھبتیاں اڑائیں۔ (زاد المعاد ابن قیمؒ ص۱۱)

دین کی راہ میں مصیبتوں کے طوفان | دوسرے صحابہؓ کی طرح حضرت علیؓ کو بھی کفار قریش کے ہاتھوں بہت سی تکالیف برداشت کرنی پڑیں جب آپ کے والد ابو طالب نے انتقال کیا اس وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی (اصابہ جلد اول ص۱۲)

ابو طالب کی وفات کے بعد کفار نے آپؐ کو پہلے سے زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت تک بہت قدر لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ۔

آنحضرتؐ نے انہیں ہجرت کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیق آپ کے ساتھ مکہ میں رہ گئے۔ جس رات آنحضرتؐ نے مکہ سے روانگی کا ارادہ فرمایا اور کفار کو بھی اس کا علم ہو گیا تو وہ آنحضرتؐ کے درپے شہادت ہو گئے

سرورِ عالم کے بستر پر | سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود تو حضرت ابوبکر کے مکان پر تشریف لے گئے اور اپنے مکان پر حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور حکم دیا کہ لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس رکھی ہوئی ہیں ان کو ادا کر کے مدینہ چلے آنا۔ کفار ننگی تلواریں لئے چاروں طرف سے مکان کو گھیرے ہوئے تھے لیکن حضرت علیؓ بے خوف و خطر چادر اوڑھ کر سو رہے صبح جب کفار نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے ہیں تو سخت پریشان ہوئے۔

جناب امیرؓ نے لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور مدینہ کو چل دیئے مدینہ کے دو میل دور ہی موضع قبا میں جہاں آنحضرتؐ نے چند روز قیام فرمایا تھا آنحضرت سے جا ملے اور مسجد قبا کی تعمیر میں حصہ لیا۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ علی ابن ابی طالب)

غزوات میں شرکت | غزوہ بدر میں جب کفار قریش نے للکارا کہ ہم اپنے جیسوں کو میدان جنگ میں بلاتے ہیں۔ انصار سے نہیں لڑیں گے تو فوراً حضرت علی المرتضیٰ میدان میں آ گئے اور شجاعت و بسالت کے وہ

دکھائے جن کو آج بھی آسمان یاد کرتا ہے۔ غزوہ اُحد میں جب کہ ایک بار تمام صحابہ کرام کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ آپ چند مخصوص صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضورؐ پر فدا ہو رہے تھے حضورؐ نے اس موقع پر آپ کو مشہور تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی تھی۔ اور اس موقع پر یہ مشہور حدیث زبان مبارک سے ظاہر ہوئی تھی۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کوئی جوان علیؓ جیسا نہیں کوئی تلوار ذوالفقار جیسی نہیں (تاریخ طبری تذکرہ علی ابن ابی طالب ص۱۹۱) اسی طرح غزوہ احزاب جو سب سے اہم غزوہ تھا اس میں آپ نے عمرو بن عبدِ وُد جس کو ایک ہزار بہادروں کے مقابل کھڑا کیا جاتا تھا اور عرب کا سب سے زبردست پہلوان تھا کو ایک ہی وار میں جہنم رسید کر دیا تھا۔ خیبر کی جنگ میں آپ نے مرحب یہودی کو ہلاک کر کے قلعۂ خیبر کے آہنی دروازے کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ پھینکا تھا۔
علامہ سیوطی کا بیان ہے کہ بعد میں اسّی جوانوں نے اس کے صرف ایک کواڑ کو اٹھانا چاہا تو جنبش بھی نہ دے سکے۔ اسی طرح صلح حدیبیہ غزوہ حنین اور دیگر تمام اہم غزوات میں حضورؐ کے پہلو بہ پہلو دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ فطرت سے جنگ فرماتے رہے، اور سرزمین عرب کو تمام خس و خاشاک سے پاک کر دیا۔

خلفا کے زمانہ میں بعض گمراہ فرقے معاذاللہ حضرت علیؓ اور خلفائے ثلثہ

میں باہمی مخالفت دکھاتے ہیں حالانکہ روایت اور درایت دونوں
لحاظ سے یہ غلط ہے حضرت ابوبکر صدیق رض کے زمانے میں آپ قاضی
تھے اور آپ کے فتاوے پر عالم اسلام کو چلنے کا حکم تھا۔ حضرت عمر رض
کے زمانے میں قاضی بھی تھے اور مشیر و وزیر بھی تھے۔ چنانچہ تمام اہم
دینی و دنیاوی امور آپ ہی کے مشورہ سے انجام پاتے تھے۔ آپ نے
اپنی ایک صاحبزادی کلثوم رض کا نکاح حضرت فاروق اعظم رض کے ساتھ کر دیا
تھا جس کا مہر چالیس ہزار درہم تھا۔ کئی بار آپ کو اپنا نائب بنایا تھا۔
حضرت عثمان رض کے زمانہ میں آپ قاضی اور مشیر تھے۔ البتہ جب ان کے
آخری زمانہ میں فتنوں کا ظہور ہوا تو آپ گوشہ نشین ہو گئے۔

بغاوت کی تردید| اس گوشہ نشینی سے فتنہ پروروں نے ناجائز فائدہ
اٹھایا اور کہنے لگے کہ ہم حضرت علی رض کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں۔ جب آپ
کو معلوم ہوا تو آپ نے سختی سے اس کی تردید کی۔ اور باغیوں کو متنبہ کیا۔
لیکن جب اس پر بھی فتنہ کی آگ فرو نہ ہوئی تو اپنے صاحبزادوں حضرت
امام حسن رض و حسین رض کو مظلوم خلیفہ حضرت عثمان رض کی حفاظت پر متعین کیا پھر
جب حضرت عثمان رض شہید ہو گئے تو آپ نے حضرات حسنین رض پر سخت برہمی
کا اظہار کیا اور طمانچے مارے۔

(تاریخ علامہ خضری)

دورِ خلافت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چند دن بعد آپ خلیفہ ہوئے مدت خلافت چار سال نو ماہ ہے لیکن تمام کا تمام زمانہ باہمی جنگ و جدل سے لبریز ہے کاش اگر سکون سے اس مرد خدا کو خلافت کا موقع ملتا تو آج دنیا کا رنگ کچھ اور ہی ہوتا۔

جنگ جمل | سب سے پہلے جنگ جمل ہوئی جس میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ جیسے اکابر صحابہؓ حضرت عائشہؓ کی حمایت میں شہید ہوئے۔

جنگ صفین | بھر ۳۷ھ میں حضرت معاویہؓ و حضرت علیؓ میں جنگ صفین ہوئی جس میں قریب اسّی ہزار مسلمان دونوں طرف کے کام آئے اسی جنگ کے دوران میں رومی بادشاہ نے چاہا کہ اسلامی حدود میں داخل ہو جائے تو حضرت معاویہؓ نے جنگ کے میدان سے خط لکھا "او رومی کتے اگر تو ہماری باہمی ناچاقی سے غلط فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو یاد رکھ میں حضرت علیؓ کی فوج کا پہلا سپاہی ہوں گا اور تجھ پر حملہ کر دوں گا ——" اس سے اندازہ لگایا ہوگا کہ اس زمانہ میں باوجود اس شدید جنگ کے بھی باہم دوسرے کے مقابل کس قدر احترام تھا۔ (تاریخ خمیس ص۱۹۰)

خوارج سے قتال | اس کے بعد حضرت علیؑ کو خوارج سے جن کا عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ و معاویہؓ قتل مسلم کی وجہ سے کافر ہو گئے ہیں، متعدد خونریز جنگیں لڑنی پڑیں جس سے شوکتِ اسلامی پارہ پارہ ہو گئی۔ اور حضرت معاویہؓ کو موقع مل گیا کہ وہ شام میں ایک مضبوط اموی حکومت کی بنیاد رکھ سکیں۔ ان جنگوں کے حالات نہایت دردانگیز اور افسوسناک ہیں اس لئے ہم نے خاص طور سے ان کے ذکر سے پرہیز کیا بقول حضرت امام شافعیؒ "جب خدا نے ہماری تلواروں کو محفوظ رکھا تو ہم اپنی زبانیں اور قلم کو بھی اس میں شرکت سے محفوظ رکھیں"۔ ان جنگوں سے تنگ آکر حضرت علیؓ نے ۳۶ھ میں قصر امارت میں داخل ہوئے موصوف کی یہ سب سے بڑی سیاسی غلطی تھی جو خود آپ کی شہادت اور واقعہ ہائلہ کربلا کی صورت میں ظاہر ہوئی (تاریخ علامہ ابن خلدون، ص ۹۱۹)

واقعہ شہادت | خوارج نے جب دیکھا کہ یہ باہمی جنگیں ختم نہیں ہوتی ہیں تو مقام نہروان میں عبدالرحمن بن ملجم بروک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تینوں آدمیوں نے عہد کیا کہ ایک ہی رات اور ایک ہی تاریخ میں حضرت علیؓ حضرت معاویہ اور عمرو بن العاصؓ کو شہید کر دیا جائے، چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق تینوں اپنی منزل مقصود پر روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہؓ پر صبح فجر کی نماز کے بعد بروک نے حملہ کیا مگر معمولی سی خراش آئی اور بچ

گئے ۔عمرو نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے دھوکہ میں ایک دوسرے پر حملہ کیا اور وہ شہید ہوا عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علیؓ پر تلوار کا پورا وار کیا جس سے آپ گر گئے یہ ۱۹ ار رمضان المبارک صبح صادق کا واقعہ ہے ابن ملجم کو لوگوں نے پکڑ لیا آپ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو میں اپنا معاملہ خود سمجھ لوں گا اور اگر مر گیا تو صرف قاتل کو قتل کرنا دوسرے لوگوں کو نہ مارنا نہ قاتل کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کاٹنا یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا قاتل کو نرم بستر پر لٹانا اور ٹھنڈا شربت پلانا (تاریخ ابن اثیر کامل ۱۴۱۳)

آخری لمحات و وصایا | آپ سے لوگوں نے حضرت امام حسن کی خلافت کے میں دریافت کیا۔آپ نے فرمایا میں اس باب میں کچھ نہیں چاہتا پھر آپ نے اپنے خاندان کے بارے میں بعض قیمتی وصیتیں کیں فرمائیں اور یادِ خدا میں مصروف ہو گئے اسی حال میں دو روز گزر گئے ۔یہاں تک کہ یک شنبہ ۲۱ ر رمضان سنہ ۴۰ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں اس دار فانی

رب العزت سے جا ملے

رضی اللہ عنہ ۔ حضرت امام حسنؑ و حسینؑ و عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا حضرت امام حسنؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ میں مدفون ہوئے ۔

اس باب میں اور بھی بہت سی روایات ہیں لیکن مستند یہی ہے ۔

(تفصیل کے لئے دیکھو تاریخ الخلفا سیوطی)

فضل و کمال

فضل و کمال علوم و معرفت خصائل و شمائل میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ جس قدر آپ کے بارے میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں اتنی کسی کے حق میں نہیں ایک موقع پر حضورؐ نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں اس کے علیؓ دوست ہیں۔ اے اللہ تو اس سے دوستی کر جو علیؓ سے دوستی کرے۔ اور اس سے دشمنی کر جو علیؓ سے دشمنی کرے (مسند امام احمد بن حنبل)

اور فرمایا اے علیؓ تو میرے لئے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰؑ کے لئے تھے سوائے اس کے کہ بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور فرمایا میں علم کا شہر ہوں ابو بکرؓ اس کی بنیاد ہیں عمرؓ اس کی دیوار ہیں عثمانؓ اس کی چھت اور علیؓ اس کے دروازہ ہیں۔ (تمہید ابو شکور سالمی)

اور فرمایا تم میں سب سے پرہیزگار ابو بکرؓ ہیں اور نیک باتوں کے امر کرنے والے اور برائیوں سے منع کرنے والے عمرؓ ہیں سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ اور سب سے بڑھ کر قاضی علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اسی طرح کے اور بہت سے مناقب ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے

مختصر یہ کہ آپ محبوبِ خدا و رسولؐ تھے اور خدا و رسولؐ پر آپ عاشق صادق تھے وَذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

اخلاق و عادات | نہایت منکسر المزاج حلیم الطبع ذاتی معاملات میں نہایت صابر اور دین کے معاملہ میں سخت تر نہایت عادل اور منصف نہایت مہمان نواز سیر چشم اور فیاض نہایت رحم دل اور عفت مآب تھے۔

ہر کام خدا کے لئے | آپ کے اخلاق کا معیار صرف اس واقعہ سے ظاہر ہو گا۔ ایک دفعہ آپ نے کسی جنگ میں ایک دشمن کو پچھاڑا۔ قریب تھا کہ اس کو ختم کر دیں۔ اس نے نیچے سے آپ پر تھوک دیا آپ فوراً اُٹھ آئے لوگوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا پہلے میری جنگ خدا کے لئے تھی۔ اور اب نفس کے لئے ہو جاتی۔

عبادت و ریاضت | عبادت میں اس قدر محویت ہوتی کہ ماسوا اللہ دل سے محو ہو جاتا ایک بار آپ کے پاؤں میں زہریلا تیر لگ گیا حضرات حسنین بہت پریشان ہوئے۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ مت جب میں نماز میں مصروف ہو جاؤں نکال لینا مجھے معلوم نہ ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ صہ ۳۱۲)

نرم دلی | بہت رقیق القلب اور مہمان نواز تھے۔ ایک بار زمانہ خلافت میں ایک شخص کو رات میں کہ دیکھا بھیک مانگ رہا ہے آپ نے اس کو اپنے

گھر میں جگہ دی اور رات بھر اس کی خدمت میں بنفسِ نفیس لگے رہے۔ (تہذیب التہذیب)

بیت المال کی حفاظت | بیت المال کی حفاظت اور مسلمانوں کی امانت کی نگرانی میں بے حد مبالغہ فرماتے تھے۔ ایک بار ایک مہمان رات میں آپ سے ملنے آیا آپ بیت المال کا کام کر رہے تھے شمع فوراً گل کر دی اور دوسری جلا دی۔ مہمان نے سبب دریافت کیا تو فرمایا پہلی شمع بیت المال کی تھی اور یہ میری ذاتی ہے۔ چونکہ آپ میرے مہمان ہیں اس لئے بیت المال کی شمع آپ پر مستعمل نہیں ہو سکتی ہے۔ (میزان الاعتدال)

غریبوں سے محبت | آپ کو غریبوں اور بیکسوں سے بے حد محبت تھی ان کا کام بلا تکلف خود فرما دیا کرتے تھے۔

سخاوت وفیاضی | خیرات وصدقات میں آپ کا ثانی موجود نہ تھا۔ جو ہاتھ میں آتا دے ڈالتے تھے کوئی سائل کبھی خالی نہ جاتا تھا (فتح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۸) روزہ اس کثرت سے رکھتے کہ کبھی قضا کرنے کا گمان بھی نہ ہوتا تھا۔ بکثرت حج پیادہ پا فرمائے تھے۔ عبادات کے پُتلہ تھے معرفت الٰہی کی شمع اور اخلاق حسنہ کے نمونہ تھے۔

حلیہ | قد گداز مائل بہ کوتاہی سینہ فراخ بازو پر گوشت رانیں اور پنڈلیاں خوب گھٹی ہوئی سینہ پر خوب بال تھے چہرہ نہایت رعب دار داڑھی

گھنی مائل بہ درازی رنگ گندمی آواز بلند اور بارعب گفتار شیریں اور فصیح رفتار تیز تقریر و خطابت حکمت و موعظت علم و معرفت سے بھرپور ہوتی تھی (تہذیب التہذیب)

مقدس کلمات | آپ کے ملفوظات اس کثرت سے ہیں کہ پوری ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ چند ایک لکھے جاتے ہیں۔ جو حکمت کے موتی اور نصیحت کے جواہرات ہیں:۔

فرمایا قریب وہ ہے جس کو دوستی قریب کرے اگرچہ رشتہ میں دور ہو اور دوری وہ ہے جس کو دشمنی دور کرے اگرچہ رشتہ میں قریب ہو (حلیہ ابی نعیم)

فرمایا پانچ باتیں مجھ سے یاد رکھو گناہ کے سوا کسی بات سے نہ ڈرو خدا کے سوا کسی سے امید نہ رکھو جو بات نہ معلوم ہو اس کے معلوم کرنے میں شرم نہ کرو۔ عالم کو چاہیئے جو اس کو نہ آتا ہو کہہ دے اللہ اعلم۔ صبر کو ایمان میں وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے جب صبر چلا جاتا ہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ سر جانے سے جسم بھی چلا جاتا ہے۔ (ابن منصور) فرمایا جو شخص چاہتا ہے لوگوں اور نفس کے درمیان انصاف کرے تو اس کو لوگوں کے لئے وہی پسند کرنا چاہیئے۔ جو اپنے لئے اس کو پسند ہے (ابن عساکر)

فرمایا عمدہ اور لذیذ تر میرے نزدیک یہ بات ہے کہ جب بچہ سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جو مجھ کو نہ آتی ہو تو کہہ دوں اللہ جانتا ہے۔ (ابن عساکر) فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب کہ مومن لونڈی سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائے گا۔ (مسند ابن منصور)

فرمایا مشورہ باعث تقویت ہے شکر نعمت حصول نعمت کا ذریعہ اور ناشکری زحمت کا سبب ہے ادب بہترین کمال اور خیرات بہترین عبادت ہے۔ تواضع علم کا نتیجہ ہے۔ (ابن عساکر)

فرمایا موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔ عادت پر غالب آنا کمال بزرگی ہے۔ مال امیدوں کو مضبوط کرتا ہے اور موت امیدوں کی جڑ کاٹ ڈالتی ہے۔ عقلمند اپنے کو پست کر کے عزت حاصل کرتا ہے اور بے وقوف اپنے کو اونچا دکھا کر ذلیل ہوتا ہے ظلم نعمتیں دور کرتا ہے۔ سرکشی عذاب لاتی ہے۔ دوستی خود پیدا کردہ رشتہ ہے۔ (در منثور)

فرمایا انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ معافی عمدہ انتقام ہے فرصت کا کھونا مصیبت ہے۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ علم بلا عمل آزار اور عمل بلا اخلاص بے کار ہے۔ برائیوں سے پرہیز کرنا نیکیوں کے کمانے سے بہتر ہے۔ مال فتنوں کا سبب حوادث کا ذریعہ اور رنج و مصیبت کی سواری ہے۔ علم مالدار کی زینت اور تنگ دستوں کے لئے

تونگری کا ذریعہ ہے (الجواہر المضیئہ)

فرمایا۔ عقلمندی کا ایک نصف بردباری اور ایک نصف چشم پوشی ہے۔ جس کے دل میں جتنا حرص ہوتا ہے اس کو اسی قدر خدا پر کم یقین ہوتا ہے۔ جو زیادہ ہنستا ہے اس کا وقار کم ہو جاتا ہے۔ جو شخص حق کا مقابلہ کرتا ہے۔ خدا خود اس کا مقابلہ کرتا ہے بخشش کا کمال یہ ہے جس کو جو کچھ دینا ہو جلد دے ڈالے۔ انتظار میں نہ رکھے۔ اپنے نفس کی مخالفت سب سے بڑی عبادت ہے۔ لوگوں کے سامنے عاجزی کرنے سے ناامید ہو جانا بہتر ہے (تفسیر در منثور)

فرمایا توفیق بہت اچھا رہبر خوش خلقی بہترین ہم نشین عقل بہت اچھا دوست اور ادب سب سے اچھا میراث ہے۔ فرمایا۔ وحشت غرور سے بھی بدتر ہے۔ فرمایا سخاوت وہ ہے جو بلا مانگے دے اور مانگنے پر دیا تو وہ بخشش ہے، فرمایا گناہ کا بدلہ عبادت میں سستی ہے۔ لذات کا کم ہونا اور رزق میں تنگی ہے۔ شریف وہ ہے جو سختی کے عوض سختی کا برتاؤ کرے اور نرمی کے عوض نرمی اور کمینہ وہ ہے جو نرمی کے عوض سختی اور سختی کے عوض نرمی کرے۔ (حلیہ ابی نعیم، خندہ روئی سے پیش آنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ فرمایا مجھ کو دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔ گرمیوں میں روزہ رکھنا (۲) مہمان کی عزت کرنا (۳) دشمنوں سے جہاد کرنا۔ (نہج البلاغت

آپ کے خطبات کا زبردست مجموعہ ہے اس سے بارہ عظیم ترین نصائح لکھے جاتے ہیں جن پہ عمل کرنا انسانی معراج کمال ہے۔

(۱) کنجوسی بڑی شرمناک چیز ہے۔ بزدلی انسانیت کی توہین کا دوسرا نام ہے۔ محتاجی میں رہی سہی عقل بھی زائل ہو جاتی ہے۔ فقیر کو اس کے وطن میں بھی مسافر ہی سمجھو۔ عاجزی ایک مصیبت ہے۔ صبر کرنے والا بڑا بہادر ہے۔ پرہیزگاری ارتکاب معاصی کے لئے ایک زبردست ڈھال ہے (نہج البلاغت)

(۲) عقلمند کا سینہ اس کے اسرار کے لئے صندوق کے مثل ہے۔ بشاشت دام محبت میں گرفتار کرنے کا بڑا مضبوط جال ہے۔ صدقہ سب سے بہتر اور نہایت کامیاب تیر بہدف دوا ہے (نہج البلاغت)

(۳) عقلمند آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق آدمی کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے (نہج البلاغت)

(۴) بڈھے آدمی کی رائے نوجوانوں کے ارادوں سے بھی مضبوط بلکہ مضبوط تر ہوتی ہے۔ (نہج البلاغت)

(۵) مالداری پردیس کو بھی وطن بنا دیتی ہے اور فقیری وطن کو بھی پردیس بنا دیتی ہے (نہج البلاغت)

(۶) قناعت ایسی دولت جو کبھی ختم نہیں کی جا سکتی (نہج البلاغت)

(۷) مال و دولت خواہشاتِ نفسانی کا مرکز ہے (نہج البلاغت)

(۸) حاجت کا اظہار نہ کرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی حاجت کسی ایسے شخص کے سامنے پیش کی جائے جس کو وہ پورا نہ کر سکتا ہو

(۹) دنیا والے اس طرح دنیا میں بس رہے ہیں جیسے ایک قافلہ ہو۔ اور اس کے تمام افراد اثناء روانگی میں سو رہے ہوں۔ (نہج البلاغت)

(۱۰) جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کم سخنی کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔ (نہج البلاغت)

(۱۱) پرہیزگار آدمی کی نماز ایک شاندار قربانی ہے۔ اور ضعفاء کا حج کرنا سب سے بڑا جہاد ہے اور ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہوا کرتی ہے چنانچہ انسان کے بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ اور عورت کا سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے (نہج البلاغت)

(۱۲) حسد کا فنا ہو جانا انسان کی صحت کا پیش خیمہ ہے سختی اور سخت گیری جنون کی ایک قسم ہے اگر اس کا مرتکب اپنے کئے پر پشیمان ہو جائے۔ تو خیر ورنہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اس کو ایسا جنون لاحق ہو گیا ہے جس کا زائل ہونا بہت مشکل ہے

(نہج البلاغت)

دورِ مرتضوی پر اجمالی تبصرہ

اگرچہ باہمی خانہ جنگیوں نے حضرت علیؓ کے زمانے کو وہ کامیابی نہ ہونے دی جو وہ چاہتے تھے پھر بھی گوناگوں پریشانیوں کے باوجود آپ نے ملکی اصلاح کے جو شاندار نمونے چھوڑے ہیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

دورِ فاروقی کا اتباع | آپ نے حضرت عمرؓ کے طریقہ کو قائم کیا، وہی محاصل رہے۔ اور وہی صوبہ داری تقسیم دوبارہ جاری کی۔

فوجی انتظامات | فوج میں آپ نے بہت اصلاحات کیں اصطخر میں حصن زیاد آپ ہی نے تعمیر کرایا۔

جنگلات کا محکمہ | جنگلات سے استفادہ کرنا آپ ہی کے دور سے شروع ہوا جس کو آج مہذب حکومتوں نے الگ ایک محکمہ قرار دیا ہے، حضرت علیؓ نے اس کو اس قدر ترقی دی تھی کہ صرف برس کے ایک جنگل سے چار ہزار سالانہ آمدنی ہوتی تھی (کتاب الخراج ابویوسف ص۶۹)

افسروں کی نگرانی | آپ نے افسروں کی کڑی نگرانی کی اور والی اصطخر کو معزول کر دیا اسی طرح ان کی نگرانی کے بہترین طریقے ایجاد کرائے۔

کمیشن کی ایجاد | کمیشن کے ذریعہ مملکت اور حکام کی نگرانی بھی آپ ہی

کی ایجاد ہے۔ چنانچہ کعب انصاری کو آپ نے اس پر مقرر کیا تھا۔ کتاب الخراج صفحہ ۹)

خزانہ کی نگرانی خزانہ سے ایک پیسہ نہ لیتے ایک بار آپؓ کی ایک صاحبزادی نے ایک پیپہ شہد خزانہ سے منگا لیا۔ آپ کو جب معلوم ہوا تو رقم اپنے پاس سے ادا کر دی (تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۳۵۷)

بازار کے بھاؤ کی نگرانی آپ روزانہ بازاروں کی نگرانی فرماتے۔ اور حُسنِ معاملت کی تاکید فرماتے۔ یہی دستور تمام ملک میں رائج تھا۔ جسے عمال کرتے تھے (ابن سعد)

غیر مسلموں سے حسن سلوک غیر مسلموں سے حسن سلوک، اسلام کی سخت تاکید ہے۔ حضرت علیؓ بھی اس کے شدید پابند تھے۔ ایک بار عمرو بن مسلمہؓ گورنر کے بارے میں آپ کو اطلاع ملی کہ وہ غیر مسلموں سے سختی کرتے ہیں آپ نے ان کو لکھا "مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ غیر مسلموں کو تمہاری ذات سے شکایت ہے۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے ان کے ذمہ جو مطالبہ ہو وصول کر لیا کرو لیکن ان پر سختی سے پرہیز کرو"۔ (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۹)

غیر مسلموں کی خوشحالی کا اہتمام ایک بار ایک غیر مسلم علاقہ کی ایک نہر پھٹ گئی۔ آپ کو اطلاع ہوئی تو قرظہ بن کعب گورنر علاقہ کو لکھا کہ غیر مسلموں کی درخواست آئی ہے کہ ان کے علاقہ کی نہر پھٹ گئی ہے۔ اُس کا

کھدوانا تم پر فرض ہے۔ میری عمر کی قسم مجھے ان کا آباد رہنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ چلے جائیں، یا مفلس ہو جائیں۔ یا ملک کی ترقی میں حصہ لینے کے قابل نہ رہیں (تاریخ اسلام جلد اول ص۲۵۸)

غیر مسلموں سے انصاف | آپ نے عدل و مساوات کی نظیر قائم کر دی تھی ایک بار ایک یہودی کے مقابل عدالت میں آپ کو جانا پڑا۔ فیصلہ یہودی کے حق میں ہوا۔ وہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا کہ یہ تو انبیاء جیسا انصاف ہے۔ (ابن اثیر جلد ۳ ص۱۱۶) یہی عدل تمام مملکت اسلامی کا خاصہ امتیاز تھا۔

امتیازی اوصاف | زبیر بن سعد کا بیان ہے کہ بنی ہاشم میں آپ سے زیادہ کوئی عبادت گزار نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپ صائم النہار وقائم اللیل تھے (مستدرک جلد ۳ ص۱۰۸)

سخاوت | يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا۔ (آیت) آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ جو آپ کے پاس ہوتا سب کا سب مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو دے ڈالتے تھے۔ فتح البیان جلد ۹ ص۴۷۵)

بیت المال کی حفاظت | کا واقعہ اوپر بیان ہو چکا ہے آپ ایک بار سردی میں کانپ رہے تھے۔ اور بدن پر صرف ایک پرانی چادر تھی۔ لوگوں نے عرض کیا حضور کا بھی بیت المال پر حق ہے۔ فرمایا میں مسلمانوں کے

حصے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہوں۔

خدمتِ خلق | زمانۂ خلافت میں بازاروں میں جاتے۔ بھولے بھٹکوں کو رستہ بتاتے کمزوروں کی مدد کرتے اور تاجروں کو نیک چلنی اور سادگی اور یادِ آخرت کی نصیحتیں فرماتے۔ (کنز العمال ص۴۹)

ذاتی حالات | نہایت سادہ اور معمولی طریقہ پر زندگی گزارتے تھے۔

غذا | سادہ غذا کھاتے ایک بار ایک صاحب شریکِ طعام ہوئے۔ انہوں نے کھانا دیکھ کر فرمایا امیر المومنین پرند کے گوشت کا شوق نہیں فرماتے۔ فرمایا خلیفۂ وقت کو مسلمانوں کے مال سے صرف پیالیوں کا حق ہے ایک خود اور اہل عیال کو دے دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کر دے (مسند احمد بن حنبل ص۴۸)

لباس | نہایت موٹا جھوٹا لباس زیبِ تن فرماتے تھے۔

طرزِ معاشرت | طرزِ معاشرت نہایت سادہ تھا۔

نفس پر سختی | تمام خوبیوں کی جڑ نفس پر پورا اقتدار رکھنا ہے۔ ایک بار آپ کے سامنے فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اُف کس قدر خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے مگر میں اپنے نفس کو ایسی غذاؤں کا عادی بنانا نہیں چاہتا۔ (کنز العمال ص۴۱)

جامع تذکرہ | عادلانہ فیصلہ کرتے تھے، باہمت اور بلند حوصلہ تھے۔

آپ کے ہر رُخ سے علم پھوٹا پڑتا تھا، اور حکمت ٹپکی پڑتی تھی، دنیا کی دلفریبیوں سے نفرت اور رات کی تاریکیوں سے محبت فرماتے تھے، بہت غور و فکر کرنے والے بہت عبرت لینے والے تھے۔ موٹا کھانا اور موٹا لباس پسند فرماتے تھے، معمولی لوگوں میں معمولی لوگوں کی طرح رہتے تھے۔ ہر بات کا جواب دیتے تھے۔ دینداروں کی عزت فرماتے اور غریبوں کو نزدیک کرتے تھے۔ طاقتور آپ کے سامنے ناحق کی امید اور کمزور حق سے ناامید نہیں ہوتا تھا، رات کو بہت روتے تھے۔ اکثر رات کے پچھلے پہر آپ کو یہ کہتے سنا گیا اے دنیا تو کسی اور کو فریب دے میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے رکھی ہیں۔ تیری عمر تھوڑی راستہ طویل اور زادِ راہ کم ہے۔ کاش مسلمان ان واقعات سے سبق لیں تو ان کی بگڑی پھر سکتی ہے کہ ان اللہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۵

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

۴۰ھ تا ۴۱ھ
۶۶۱ء تا ۶۶۲ء

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد بیعت عوام و خواص سے آپ خلیفہ ہوئے۔ خلیفہ ہونے کے بعد جامع مسجد کوفہ میں حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

لوگو تم سے کل ایک ایسا شخص (حضرت علیؓ) بچھڑا ہے جس کی ہمسری آئندہ نہ کر سکیں گے۔ لڑائیوں میں رسول خدا اُن کو اپنا علم دیا کرتے تھے وہ کبھی کسی مہم سے ناکام واپس نہ ہوئے۔ جبرئیل و میکائیل ان کے جلو میں چلتے تھے۔ انہوں نے اپنی مقررہ تنخواہ کے علاوہ ایک حبہ کبھی بیت المال سے نہ لیا اور اپنے بعد سونے چاندی کا ایک ذرہ نہیں چھوڑا۔ سوائے چند درہم کے جو انہوں نے ایک خادم خریدنے کے لئے رکھ چھوڑے تھے۔ (ابن سعد جزو اول ص۵۳۹)

<u>ابتدائی حالات</u> حسن نام ابو محمد کنیت تھی والدہ حضرت فاطمہؓ والد حضرت علی مرتضیٰ تھے۔ سیرت اور صورت میں رسول اللہ کے بے حد مشابہ تھے۔ حضورؐ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ فرماتے حسن اور حسین میری دنیا کے دو

پھول ہیں۔ اور فرماتے خداوندا میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما یا اور فرمایا یہ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ اور فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے مسلمانوں کے دو گروں میں باہمی صلح کا موجب ہوگا۔ (بخاری شریف)

علامہ سیوطی کا بیان ہے آپ کے نام سے پہلے دنیا میں کسی کا نام حسن نہیں رکھا گیا تھا۔ رمضان ۳ھ ہجری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ساتویں روز حضورؐ نے عقیقہ فرمایا دو مینڈھے ذبح ہوئے سر کے بال ترشوائے اور بالوں کے برابر چاندی خیرات کی۔

حضورؐ کو آپ سے بے حد محبت تھی اور آپ کو حضورؐ سے بیحد محبت تھی جس وقت حضورؐ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ عہد صدیقی میں جب قدم رکھا تو اس میں بھی محبت کی بارش تھی۔ چنانچہ ایک بار حضرت صدیق اکبرؓ مسجد سے نکلے آپ باہر کھیل رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا فرمایا خدا کی قسم تم نبی سے زیادہ مشابہ ہو علیؓ سے نہیں اس پر حضرت علیؓ ہنس پڑے (تاریخ ابن اثیر کامل)

حضرت عمر فاروقؓ بھی آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے چنانچہ بلا استحقاق پانچ ہزار ماہوار وظیفہ مقرر فرما دیا تھا حضرت عثمانؓ کو بھی آپ سے غایت درجہ محبت تھی اس عہد میں آپ جوان ہو چکے تھے طبرستان کی جنگ

میں آپ نے شرکت بھی کی تھی۔ اور مظلوم خلیفہ عثمانؓ کو بچانے میں زخمی بھی ہوئے تھے حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں دوش بدوش امور خلافت میں مدد دیتے رہے اور ہر موقع پر اپنی طبعی صلح جوئی کو دخل دیتے رہے۔

زمانہ خلافت | جب آپ خلیفہ ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے جارحانہ اقدام شروع کیا آپ کے ہاتھوں لاکھوں انسانوں نے جان دینے کی بیعت کی تھی۔ اگر آپ چاہتے تو پورا انتقام لے سکتے تھے لیکن آپ نے ملک کے واسطے امت کا خون روانہ جانا اور ذیل کی شرائط پر حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی۔

(۱) کوئی عراقی شخص بغض کی وجہ سے نہ ماخوذ ہوگا (۲) سب کو امان ہوگی (۳) اہواز کا کل ماحصل حضرت امام حسنؓ کے لئے مخصوص ہوگا۔ (۴) امام حسین کو دو لاکھ سالانہ الگ وظیفہ ملتا رہے گا (۵) بنو ہاشم کو ملک میں بنوامیہ پر ترجیح ہوگی (۶) حجازیوں کے پاس جو کچھ ہے رہنے دیا جائے گا۔

حضرت معاویہؓ نے ان شرائط کو بلا تامل منظور کر لیا اور اس طرح وہ پیشین گوئی صادق آئی کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے دو گروہ مسلمین کے درمیان صلح کا سبب بنے گا۔ آپ کی مدت خلافت ۶ ماہ اور کچھ دن ہے دستبرداری کے بعد آپ معہ اہل و عیال مدینہ منورہ چلے آئے اور یہیں جوار رسول میں فرد کش ہو گئے (سیرت سیدنا حسنؓ ص۲۷)

شہادت | جعدہ بنت اشعث ابن قیس جو آپ کی بیوی تھی۔ اس نے یزید کے ورغلانے پر آپ کو زہر کھلا دیا اور اس کے صدمہ سے آپ شہید ہو گئے ہر چند امام حسینؓ نے قاتل کا نام دریافت کیا مگر آپ نے فرمایا کہ اگر صحیح ہے جس کو میں جانتا ہوں تو خدا خوب بدلہ لینے والا ہے۔ ورنہ میں نہیں چاہتا کسی کی شبہ میں جان جائے۔ غرض زہر کھانے کے تیسرے روز اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۵۰ھ کا ہے اس وقت آپ کی عمر مبارک ۴۸ سال کی تھی جنت البقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شہادت سے چند روز پہلے آپ نے خواب دیکھا تھا کہ آنکھوں کے درمیان پیشانی پر قل ھو اللہ احد لکھا ہے۔ حضرت ابن مسیبؓ نے تعبیر بتائی کہ اب آپ کی زندگی صرف چند روز باقی رہ گئی ہے (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۱۷)

خانگی زندگی | آپ نے متعدد شادیاں کیں اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ آپ نہایت خوبصورت اور حسن سیرت میں بے مثل بے مثال تھے اس لئے لڑکیاں عموماً آپ پر فریفتہ ہو جاتیں آپ کسی کی درخواست رد نہ فرماتے اور نکاح کر لیا کرتے تھے۔ عورتوں سے نہایت عمدہ سلوک رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب آپ کسی کو طلاق دیتے تو عموماً ایسا ہوتا کہ فرط محبت

سے وہ عمر بھر کسی سے شادی نہ کرتی تھی۔ آپ کی متعدد بیویوں سے آٹھ لڑکے تھے۔ حسن۔ زید۔ عمر۔ قاسم۔ ابوبکر۔ عبدالرحمٰن۔ طلحہ۔ عبداللہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نہایت خوش پوش اور خوش خوراک تھے اور فراغت کی زندگی گزارتے تھے۔ (تہذیب الاکمال صلا ۳۲)

فضل وکمال | اس باب میں آپ کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی ہے۔ حضورؐ سے صورتاً و سیرتاً مشابہ تھے یہی دلیل آپ کی بزرگی اور فضل و کمال کے لئے کافی ہے۔ حضور کے اور خلفاء اربعہ کے آپ تربیت یافتہ تھے۔ چونکہ بچپنے میں ہی حضور صلعم آپ سے جدا ہو گئے تھے۔ اس لئے صرف ۱۳ حدیثیں روایت کرنے کا موقع ملا جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ایسی صاحب قربت آپ سے روایت کرتی نظر آتی ہیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، خطابت، شاعری اور دوسرے علوم دینی و دنیاوی میں یکتائے روزگار تھے عقل فراست کے بادشاہ تھے۔ حضرت معاویہ ساری زندگی آپ سے اہم مسائل حکومت میں مشورہ لیتے رہے۔ عموماً بعض دینی مشکلات بھی آپ ہی سے حل کراتے تھے۔ (تاریخ ابن جریر طبری ۲۱۷)

اخلاق وعادات | آپ کی سب سے زیادہ نمایاں وصف استغنا تھا کہ اتنی بڑی عظیم الشان سلطنت کو امت کی خاطر لات ماردی اس سے آپ کے ایثار اور محبت خلق و محبت مسلمین کا بھی اندازہ ہوگا۔ اصلاح عقاید کا

آپ کو بیحد خیال تھا ایک بار چند شیعوں نے اعلان کیا کہ حضرت علی رضؓ عنقریب زندہ ہو جائیں گے۔ آپ نے سختی سے فرمایا خدا کی قسم ایسے لوگ ہمارے شیعہ نہیں ہو سکتے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا تو نہ ہم آپ کی میراث تقسیم کراتے نہ آپ کی بیویوں کا عقد ثانی ہونے دیتے (اسد الغابہ) آپ کی سخاوت اور فیاضی ضرب المثل ہے۔ دو مرتبہ سارا مال راہ خدا میں لٹا دیا۔ اور تین مرتبہ آدھا خیرات کیا حتیٰ کہ ایک جوتا دے دیا اور ایک رکھ لیا ایک موزہ دے دیا ایک رکھ لیا۔ ایک بار ایک شخص کو دیکھا کہ دس ہزار روپیہ خدا سے مانگ رہا ہے آپ گھر آئے اور اس کو دس ہزار بھجوا دیئے۔ ایک بار آپ کا ایک دشمن مدینہ آیا لوگوں نے آپ کا پتہ بتایا۔ آپ نے اس کو زاد راہ دیا اور سواری بھی مہیا فرما دی لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں دیا۔ فرمایا کیا اپنی آبرو نہ بچاؤں (ابن عساکر جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

دوسروں کی فیاضی سے آپ خوش ہوتے تھے ایک بار آپ نے دیکھا کہ ایک شخص خود کھاتا جاتا ہے اور کتے کو بھی برابر روٹی کھلاتا جاتا ہے آپ نے فرمایا پہلے تو کیوں نہیں کھا لیتا پھر اس کو دیتا۔ اس نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ خود کھاؤں اور یہ منہ دیکھے یہ جملہ سن کر آپ پھڑک اٹھے۔ فوراً مالک باغ کے پاس گئے باغ خریدا اور اس شخص کو جو کہ رئیس کا غلام تھا خریدا پھر واپس آکر فرمانے لگے اے شخص میں نے تجھ کو خرید کر آزاد

کر دیا ہے۔ اور یہ باغ تجھ کو خرید کر ہبہ کیا۔ ابن عساکر جلد ۴ ص ۲۱۲) ایک بار ایک صاحب کہیں سے آئے شرافت کی وجہ سے مانگ نہ سکتے تھے۔ لیکن ضرورت مند تھے حضرت حسنؓ نے فوراً تاڑ لیا۔ آپ نے غلام کو حکم دیا کہ دس ہزار روپیہ معہ زادراہ اور خوبصورت سواری کے اس طرح الگ لے جا کر دیئے کہ ان کو پتہ نہ چلنے پائے میں نے دیا ہے اس نے ایسا ہی کیا اور وہ بزرگ سمجھ گئے کہ یہ عمل سوائے خانوادہ رسالت کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا ہے (تہذیب التہذیب)

اعلیٰ ترین کردار | ایک بار آپ معزز مہمانوں کے درمیان بیٹھے تھے کھانا لگایا جا رہا تھا کہ اچانک غلام کے ہاتھ سے سالن کا جلتا ہوا پیالہ آپ پر گر کر ٹوٹ گیا آپ جل بھی گئے اور سارے کپڑے بھی خراب ہو گئے آپ غصہ سے اس کی طرف گھورنے لگے اس نے برجستہ آیت پڑھی۔ والکاظمین الغیظ۔ اور غصہ کو پی جانے والے۔ آپ نے فرمایا میں نے غصہ پی لیا۔ پھر پڑھا والعافین عن الناس اور لوگوں کو معاف کر دینے والے" فرمایا واللہ میں نے معاف کر دیا تھوڑی خاموشی کے بعد اس نے پھر پڑھا۔ واللہ یحب المحسنین اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ فرمایا خدا کی قسم میں نے تجھ کو آزاد کیا (ابن سعد) ضبط و تحمل اور صبر و ثبات کے آپ مجسم پتلہ ایک بار مروان نے آپ کی شان میں نہایت نازیبا

کلمات لکھ کر بھیجے آپ نے صرف یہ فرمایا میں اس کا جواب دے کر ان کے نامۂ اعمال سے کمی نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے حلم، صبر کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو مروان بھی رویا حضرت حسینؓ نے فرمایا کیوں روتے ہو حالانکہ ہر وقت برا بھلا کہتے تھے، اس نے کہا میں اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم شخص کو کہا کرتا تھا (ابن عساکر)

عبادت و ریاضت | عبادت آپ کا مرغوب ترین شغل تھا۔ ضروری کاموں سے فراغت کے بعد بس عبادت میں مصروف ہو جایا کرتے تھے۔ پچھلے پہر تہجد سے لے کر قریب دوپہر تک ادھر بعد زوال آفتاب کے بعد عشا تک ہی فرمایا کرتے تھے۔ کثرت سے روزہ رکھتے تھے خیرات کا یہ عالم تھا کہ زکوٰۃ آپ پر واجب ہی نہ ہوتی تھی۔ متعدد سواریوں کی موجودگی میں ۲۵ پا پیادہ حج کیا فرماتے تھے کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ خانہ خدا میں سوار ہو کر جاؤں (تہذیب جلد ایک ص۱۵۸)

ایک بڑی عبادت | ان مقررہ فرائض و ارکان اسلام کے علاوہ ایک بڑی عبادت یہ سمجھتے کہ ہر کس و ناکس کا کام کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ اعتکاف میں تھے ایک شخص دور سے آیا حضرت حسین کے پاس گیا انہوں نے اعتکاف کا عذر کیا لیکن جب آپ کے پاس آیا تو اعتکاف سے نکل کر اس کی ضرورت پوری فرمائی اور فرمایا کسی کی ضرورت پوری کرنا ایک

بڑی عبادت ہے۔ آپ طواف میں ہوتے لوگ اپنی ضرورتیں پیش کرتے۔ آپ طواف چھوڑ کر ان کی ضرورتیں پوری کرتے۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ نے فرمایا ہے جو دوسروں کی ضرورت رفع کرتا ہے۔ خدا اس کو حج اور عمرہ کا ثواب عطا کرتا ہے اور اگر کوشش کرتا ہے۔ لیکن ضرورت رفع نہیں ہوتی ہے تو صرف عمرہ کا ثواب ملتا ہے (ابن عساکر جلد ۴)

تعلیمات | آپ کی زندگی سراپا خیر و برکت اور امت کے لئے دائمی شمع ہدایت ہے۔ آپ نے اس کی رہنمائی کے لئے بہت کچھ تعلیمات عطا فرمائی ہیں بعض درج ذیل ہیں۔ فرمایا مکارم اخلاق دس ہیں۔ (۱) زبان کی سچائی (۲) جنگ کے وقت حملہ کی شدت (۳) سائل کو دینا (۴) خُلق (۵) احسان کا عوض دینا (۶) صلہ رحمی (۷) پڑوسی سے حسن سلوک (۸) اہل حق کی حمایت (۹) مہمان نوازی (۱۰) شرم و حیا۔ فرمایا حاکم کو لازم ہے کہ چار باتوں پر عمل کرے۔ اول ظاہر و باطن میں خدا کا خوف کرے دوم غصہ و خوشی دونوں حالتوں میں عدل کرے۔ سوم فقر و مالداری میں میانہ روی اختیار کرے۔ چہارم زبردستی نہ کسی کا مال غصب کرے نہ اس کو بے جا صرف کرے (ابن عساکر) فرمایا جو اپنا مال پیچھے چھوڑتا ہے۔ وہ موت سے ڈرتا ہے اور جو آگے بھیجتا ہے۔ اس کو موت سے خوشی ہوتی ہے: (در منثور) فرمایا اچھی زندگی یہ ہے کہ تو اس میں اور کو بھی شریک کر اور بری یہ ہے کہ تو تنہا زندگی گزار (حلیہ ابی نعیم)

علیہ الصلوٰۃ والسلام رسیدنا حضرت امام حسن پر خلافت راشدہ کا مقدس دور ختم ہوا حضور صلعم نے پیشینگوئی فرمائی تھی۔ میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی اس کے بعد بادشاہ ہونگے (مسند احمد بن حنبل جلد ۳) یہ خلافت راشدہ تھی یعنی دورِ رسالت کا پرتو، شجر اسلام کا ثمر شیریں اور گلستانِ نبوت کی جانفزا بہار۔ اس دَور کے واقعات بتاتے ہیں کہ واقعی دنیا جنت الفردوس بن گئی تھی۔ اگر مسلمان باہم جنگ و جدل میں مصروف نہ ہوتے تو قیامت تک یہ روح پرور و دلکش نظارے عالم کو مسحور کرتے رہتے۔

خلافت راشدہ سے سبق | گزشتہ واقعات کی ایک جھلک نے دنیا پر روشن کر دیا کہ انسانیت کے آرام و راحت اور اس کی حقیقی بلندی اگر کہیں مل سکتی ہے تو وہ صرف اسلام اور نظام اسلام میں۔ موجودہ دور کی تمام قوتیں اور نظام خواہ وہ کیمونزم کے تحت ہوں یا سوشیلزم کے تحت نیشنلزم سے متعلق ہوں یا کسی اور "ازم" سے رابطہ پھر خواہ اس کا مرکز روس ہو یا امریکہ، برطانیہ ہو یا ہندوستان۔ اس مسئلہ کو حل کرنے سے قاصر رہے اور رہیں گے تجربات جس قدر زیادہ ہوتے رہیں گے۔ اس بات کی تصدیق ہوتی جائے گی خلافت راشدہ نے مرکز سے ہٹے ہوئے نظام زندگی کو منشائے الہٰی کے مطابق اس کا صحیح مقام عطا کر دیا تھا۔ جس سے ہر مخلوق خدا نے اپنا پورا پورا حق پالیا تھا۔ انسان، حیوان، چرند و پرند حتیٰ کہ نباتات و جمادات بھی اپنے

حقوق سے محروم نہ رہنے پائے تھے یعنی حقیقی طور پر دنیا ہی میں جنت کا مزا پیدا ہو گیا تھا۔ اسی کو دیکھ کر گاندھی جی نے ایک اپنی حکومتوں کو اس دور کی پیروی کی تاکید کی تھی فاعتبروا

خلفائے راشدین کے متعلق ایک نصرانی فاضل کا تبصرہ

ریونڈ کیس سل۔ ڈی۔ ڈی۔ ایم۔ آر۔ ایس عیسائی مشنری کے ایک نہایت فاضل مبلغ اور مشہور یورپین مورخ ہیں، آپ اپنی ایک قابل قدر کتاب "چار حقیقی رہنما" میں خلفائے راشدین کے متعلق جن گراں قدر خیالات کا اظہار کیا ہے ان کو ہم اس جگہ درج کرتے ہیں۔

خلفائے راشدینؓ کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے نبیؐ کے احکامات کو لفظ بہ لفظ پیروی کی اور اس سے سرمو تجاوز نہیں کیا، اور یہ انہیں کی رہبری اور رہنمائی ہے جو ہم ملکوں ملکوں پیروان اسلام کو دیکھ رہے ہیں۔" پھر اس کے بعد دیگرے ان حضرات کے متعلق اس نے جو خیالات اپنے تحریر کئے ہیں ان کو ہم سلسلہ وار ذیل میں درج کرتے ہیں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ابو بکرؓ ایک مالدار اور کامیاب تاجر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ اس قدر سخی ہو گئے تھے کہ آپ نے اپنے تمام گھر کا اثاثہ ان غلاموں کی خریداری کے لئے فروخت کر ڈالا جو اسلام

کی طرف راغب تھے یا اسلام لا چکے تھے اور اس کی وجہ سے اپنے عرب مالکوں کے ہاتھوں سخت ایذائیں اٹھا رہے تھے۔ صورت و حُسن کے اعتبار سے بھی ابوبکرؓ نہایت خوبصورت تھے۔ آپ دو برس رسول اللہؐ سے عمر میں بڑے تھے۔ آپ نہایت ذہین عقلمند رحم دل اور عالی فطرت تھے۔ آپ کا فیصلہ مناسب اور آپ کی رائے معقول ہوتی تھی۔ رسول اللہؐ اپنے فیصلہ جات میں آپ کی رائے کو وزنی مانتے تھے۔ ہجرت کے وقت آپ ہی کی ذات اقدس تھی جس نے محمدؐ کے لئے زادِ راہ فراہم کیا، دو عمدہ اور تیز اونٹ مہیا کئے اور خاموشی سے مکہ (شریف) سے نکلتے وقت آپ نے رسولؐ کو اپنی محافظت میں ایک غار میں پوشیدہ رکھا۔ آپ کی جاں نثاری اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ جب آپ نے محسوس کیا کہ میں رسولؐ کی حفاظت کے لئے آج اس کا پاسبان ہوں تو فرطِ مسرت سے آپ رو دیے

محمدؐ کی بیماری کے زمانہ میں نیابتہ | آپ نے مدینہ کی مسجد میں تمام مسلمانوں کی امامت کی ہے۔ ابوبکرؓ شروع ہی سے رسول اللہ کے بہت ہی قریبی ساتھی تھے وہ ہمیشہ امن اور لڑائی کے زمانے میں آپ کے دوش بدوش رہے ان سے زیادہ رسول سے کوئی واقف نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ رسولؐ کو ان پر کلی اعتماد تھا۔ ان تمام باتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رائے عامہ نے بڑی دُور اندیشی اور عقل مندی سے کام کیا جو آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ایسا

شریف النفس اور اتنا زبردست انسان جس کی شخصیت اپنے رہنما رسولؐ، کے لئے بہت ہی ضروری تھی کیونکہ آئندہ اسلام کی ترقی اور اس وقت رسولؐ کی زندگی کے خطرہ کی مدافعت کرنا۔

پادری سیل کی آپ کے متعلق آخری رائے | آپ کی سخاوت کی انتہا نہ تھی۔ آپ نے اپنا تمام مال واسباب محمدؐ اور اسلام کی مدد کے لئے خرچ کر ڈالا دین اسلام بہت کچھ ابوبکرؓ کا احسان مند ہے شروع اسلام کے وقت اسی شخص کی زبردست شخصیت نے تمام مصیبتیں دور کر دیں اور تمام مشکلیں آسان کر دیں ورنہ بہت ممکن تھا کہ اسلام تباہ و برباد ہو جاتا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ | آپ کی زندگی بہت ہی سادہ تھی ہر شخص ہر وقت مل سکتا تھا، کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ آپ نے وسیع سلطنت اسلام کی مدبرانہ تنظیم کی۔"

آپ کا اسلام لانا تھا، کہ اس نئے مذہب کی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ کیونکہ عمرؓ جسمانی، دماغی قابلیت اور باثر شخصیت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مکہ میں آپ ایک باثر، اور ذی اقتدار شخص مانے جاتے تھے۔ آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ہی مسلمانوں نے اپنے دین کی کماحقہٗ تبلیغ کرنا شروع کی۔ جب محمدؐ کعبہ جانے لگے تو پہلے عمرؓ کو وہاں بھیجا کہ وہ جا کر کعبہ کے اندر جس قدر بت اور تصویریں موجود ہیں

نکال دیں۔

صدیق اکبر اور فاروق اعظم کا تقابل | آپ نے اپنے عہد خلافت میں قبائل اور خود سر بدوؤں کو فرمانبردار کیا۔ مسیلمہ (مدعی نبوت) کو مع اس کے امتیوں کے برباد کر کے تمام بغاوتوں کو فرو کیا۔ عمرؓ نے صدیق کے نظام حکومت کو درست کیا۔ اسلامی افواج کو ایران و مصر و شام کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حدود سلطنت اور اسلام کو وسیع کر دیا۔ آپ کے زمانہ میں اسلام کی سلطنت دور دراز تک پہنچ گئی تھی۔

آپ کے عدل و انصاف اور مساوات کی تعریف | بعد فتح شام نصف دولت مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور جو اسلام نہ لائے ان پر جزیہ لگایا گیا اور ان کی مذہبی آزادی کو سلب نہیں کیا گیا۔ ایک گرجا گھر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ نصف حصہ میں مسلمان اور نصف حصہ میں نصرانی بلا روک ٹوک عبادت کرتے تھے۔

آپ کی مدبرانہ قابلیت کی تعریف | آپ نے سلطنت اسلامی کے سیاسی فوائد کے لئے کوفہ اور بصرہ دو شہر آباد کئے جو بہت جلد آباد اور مشہور ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد یہی شہر مرکز علوم و فنون بنے آپ کے خلفاء کی انتظامی قابلیت کی کمزوری کی وجہ سے انہیں شہروں سے فرقہ بندی شروع ہوئی جس نے اسلام کی وحدانیت کو سخت نقصان پہنچایا۔ آپ نے عام

طور سے یہودیوں اور عیسائیوں کو عرب سے خارج کر دیا۔ عمرؓ اسلام کے سب سے بڑے مدبر حکمران گزرے ہیں۔ آپ میں ملکی انتظام اور فوجی نظام کی بہت ہی اعلیٰ قابلیت موجود تھی۔ آپ مدینہ میں اپنے ہاتھ سے سزا دیتے تھے آپ کا (کوڑا) دوسروں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا۔ عام طور سے آپ کا کوڑا دُرّہ فاروقی کے نام سے موسوم تھا۔ آپ ہی نے پہلے پہل امیرالمومنین کا خطاب اختیار کیا جس کے معنی ایمانداروں کے سردار کے ہیں۔ آپ ہی نے سن ہجری کی بنیاد ڈالی۔ آپ نے لاکھوں آئین جہانبانی بنائے جن پر حکومتیں آج تک عامل ہیں۔ ابوبکرؓ آپ کو بہترین امت فرماتے تھے۔ اور علیؓ آپ کی نسبت فرماتے تھے کہ آپ سے زیادہ سچا انسان کوئی نہیں ہے۔ آپ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور موٹا جھوٹا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ آپ مذہبی کاموں میں بہت ہی مستعد رہتے تھے آپ اسلام کے سچے پیرو تھے اور آپ نے اپنی ذاتی حیثیت سے اسلام کو فروغ دینے کے لئے جو مساعی جمیلہ صرف فرمائی ہیں اس ایثار کی تاریخ نظیر قائم کرنے سے قاصر ہے تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں تاکہ آپ بہت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آپکی زندگی میں تعیش کا ذرا سا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ آپ بڑے فیاض تھے عدالت کے وقت بہت ہی تحقیق سے انصاف کرتے تھے لوگوں کی خواہشات معلوم ہونے

پرا نہیں پورا کرتے تھے۔ آپ مذہبی معاملات میں بڑے سخت تھے۔ اور دوسرے لوگوں پر بھی مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لئے سختی کرتے تھے۔ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ جس وقت عمر خلیفہ بنائے گئے تھے وہ وقت ایسے ہی شخص کے لئے موزوں تھا۔ عمرؓ کی سیاسی اور مذہبی قابلیت کی وجہ سے ہم انکی جس قدر بھی توقیر کریں کم ہے۔ وہ صحیح طور پر ابوبکرؓ کے جانشین تھے۔ اسلام ان دو جلیل القدر خلفا کا ہمیشہ احسان مند رہے گا۔

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ | حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا اتفاق اور حضرات یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی پر زیادہ تھا مذکورالصدر بزرگ کو رسولؐ کی دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے منسوب ہوئی تھیں اور آپ حضرت علیؓ سے عمر میں بزرگ تر تھے۔ آپ ایک مشہور و معروف معلم تھے۔ آپ ۷ نومبر ۶۴۴ء کو رائے عامہ کے ذریعہ خلیفہ مقرر کئے گئے۔

رسولؐ نے آپ کی پہلی زوجہ معظمہ کے انتقال پر ان کی چھوٹی بہن حضرۃ ام کلثوم کا آپ کے ساتھ عقد کر دیا جو نویں ہجری کو رحلت فرما گئیں۔ رسولؐ کی دو بیٹیوں کے شوہر ہونیکے اعتبار سے آپ کو ذوالنورین یعنی رسول اللہ کے دو نورنظر کا حق شوہری حاصل ہے"۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر ہوتے تھے تو شہر مدینہ کو آپ کی ماتحتی میں چھوڑ جاتے آپ متوسط قد مضبوط اعضا اور حسین صورت کے انسان تھے محمدؐ نے اکثر

اپنی رائے کا یوں اظہار کیا ہے کہ رُقیہؓ اور عثمانؓ ایک نہایت حسین منظر جوڑا ہے عثمانؓ نے احکامِ قرآن سے کبھی ذرا سا بھی تجاوز نہیں کیا ہے گو کہ وہ حملہ اور مدافعت کے وقت انتہائی بہادر تھے لیکن وہ کبھی مسلمانوں کے خون کو بے دریغ بہلنے کو تیار نہیں ہوئے۔ آپ کی شہادت کے بعد بغاوتیں، سرکشیاں شروع ہو گئیں۔ ماتحت ممالک میں بدامنی پھیل گئی۔ اسلامی فتوحات ایک دم موقوف ہو گئیں"۔

حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ | علیؓ حضرت محمدؐ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ آپ چھ سو برس بعد وفات مسیح پیدا ہوئے تھے جب آپ پانچ یا چھ برس کے تھے رسولِ خداؐ نے آپ کو گود لے لیا تھا۔ آپ شروع اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے، اور اس طرح بچپنے ہی سے آپ حضرت محمدؐ کی نگرانی میں تعلیم و تربیت پاتے رہے یہاں تک کہ حضور نے اپنی لڑکی حضرت فاطمہؓ کا نکاح آپ کے ساتھ بدر کی لڑائی کے بعد کر دیا۔ حضرت محمدؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف بحکمِ خدا ہجرت کی، تو حضرت علیؓ کو اپنی جگہ مکہ میں چھوڑ گئے تھے۔ کیونکہ محمدؐ اور ابوبکرؓ کا خاندان ابھی مکہ ہی میں تھا اس لئے علیؓ کی وہاں پر ضرورت تھی۔ مدینہ پہنچنے کے بعد سے علیؓ ہر وقت رسولؐ کے ساتھ رہے۔ وہ ہر ایک جہاد میں نبی کے سینہ سپر رہتے تھے۔ تبوک کے سوا کیونکہ محمدؐ کے خاندان کی حفاظت آپ کے سپرد کی گئی تھی

بدر کی لڑائی میں دشمنانِ اسلام سے تنہا مقابلہ کرنے کی وجہ سے آپ بہت زیادہ مشہور ہو گئے تھے اور اُحد کی لڑائی میں آپ کے جسم پر سولہ زخم آئے آپ بہت ہی بہادر سپاہی تھے، آپ فنون سے بخوبی واقف تھے، آپ نبیؐ کے مزاج میں بہت دخیل تھے کیونکہ بچپنے سے آپ ہمیشہ امن اور لڑائی کے زمانہ میں رسولؐ کے ساتھ ہی رہے۔ علی رسولؐ کے ان ساتھیوں میں سے ایک ہیں جو ان کے بہادر جاں نثار اور حقیقی فرمانبردار تھے، "وہ تکلیفیں جن سے علی کو دوچار ہونا پڑا اور آپ کی وہ زبردست شخصیت جس کے آپ حامل تھے، انہیں دو باتوں نے تمام مورخین کو آپ سے ہمدردی کرنے پر مجبور کر دیا یہاں تک کہ ایک زبردست واقعہ نگار ہیجر آسبرن، جس نے کبھی کسی مسلمان حکمران کے سوائے برائی کے تعریف نہیں لکھی"۔ لکھتا ہے "علی اسلامی علم و فضل کا بحر ناپیدا کنار تھا۔ وہ مسلمانوں کا سچا رہنما تھا، وہ ایک نڈر بہادر سپاہی تھا جو میدانِ جنگ سے کبھی پیٹھ نہیں موڑتا"۔ آگے چل کر آپ کی شہادت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے "ان کی شہادت سے ایک پکا مومن ایک بہترین مسلمان ایک حق کا سچا پرستار مسلمانوں میں ایسا دوسرا شخص باقی نہ رہا۔ تاریخ اسلام آپ کے بعد مثل آپ کا بیان نہ کرے گی۔

اسلام اور خلافت راشدہ پر ایک مختصر تبصرہ

عہدِ سعادت اصل میں اسلام کی بنیاد اور اس کی مکمل تصویر ہے آئندہ صفحات میں اس کے بعض خصوصیات پر روشنی ڈالی جائے گی جن سے یہ معلوم ہوگا کہ آج دنیا کو جس نظام کی ضرورت ہے وہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے جس کو سرکارِ رسالت پناہ اور ان کے سچے جانشینوں نے پیش کیا۔ یہی وہ نظام ہے جس پر عمل کر کے سارے دکھ سکھ میں اور یہ دوزخ نما دنیا جنت میں تبدیل ہو سکتی ہے دیکھئے اسلام نے فخر و غرور، دنیاوی عظمت و بلند نری کو مٹا کر کس قدر بہترین اور سچی جمہوریت و مساوات قائم کرتا ہے۔

عرب شعرا، سرداروں کی تعریف میں قصیدے لکھا کرتے۔ آپ نے اس طرز عمل کو بھی روکا۔ قرآن کریم نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کبر و نخوت کا قلع قمع کیا۔ لوگوں سے ترشروئی سے نہ پیش آؤ اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو۔ کیونکہ تم زمین کو نہ پھاڑ سکتے ہو نہ تم (خود) پہاڑ سے ہو سکتے ہو۔ اگر آپ آنحضرت کے نجی معاملات پر غور فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ صحابہ کرامؓ کے دوش بدوش زندگی بسر کی ہے۔ اور کسی صورت میں فوقیت نہیں چاہی۔ حضرت انسؓ آنحضرتؐ کی دس برس خدمت کرتے رہے۔

لیکن مساوات کا یہ عالم تھا کہ حضرت انسؓ خود کہتے ہیں "مجھے یہ بھی نہیں کہا کہ اس کو ایسا کیوں کیا" بخاری شریف اور ابن ماجہ

اخوت و مساوات کے عبرت آموز سبق | ایک بار سفر میں صحابہؓ نے آپس میں کام تقسیم کیا تو جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ آنحضرت صلعم تو قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے مالک تھے سارا عرب آپؐ کے ماتحت تھا۔ آپ کے غلام مالامال تھے۔ لیکن ساری عمر آپ کو جو کی روٹی سے پیٹ بھرنا نصیب ہوا (اسد الغابہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے گھر تین تین ماہ چولھا نہیں جلتا تھا۔ غ. وہ خندق میں جب صحابہؓ نے شدت بھوک کی شکایت کی اور اپنے اپنے پیٹ دکھا کر کہا یا رسول اللہ بھوک سے ہم نے دیکھئے یہ پتھر باندھ رکھے ہیں حضورؐ نے اس کے جواب میں اپنا دامن الٹ دیا صحابہؓ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ یہ علامت دو فاقوں کی تھی ـــ آپ نے دوسرے رہنماؤں اور لیڈروں کے حالات دیکھے اور سنے ہوں گے جن کے یہاں سامان عیش و آرام کی انتہا نہیں لیکن ان کے ساتھیوں اور مددگاروں کے گھروں میں فاقہ ہو رہے ہیں۔ یہ صرف اسلام اور شارع اسلام کا صدقہ ہے کہ اس نے دنیا کو سچی جمہوریت کی تعلیم دی ـــ ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو۔ ایک بار

حضرت عمرؓ آپ کے بالاخانہ میں اجازت طلبی کے بعد داخل ہوتے ہیں۔ اور حضورؐ کا معمولی اثاثہ دیکھ کر آب دیدہ ہو جاتے ہیں اور اس کا اصل سبب دریافت فرماتے ہیں کہ قیصر و کسریٰ آرام و عیش کریں۔ مگر شہنشاہ دو عالم اس حالت میں ہیں۔ آنحضرت نے جواب دیا اللہ نے اپنے بندے کو دو چیزیں پیش کی ہیں۔ دنیا و آخرت ہیں سے آخرت کو پسند کیا اور دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لئے چھوڑ دیا۔ (مستدرک حاکم)

جب بدر میں قیدی گرفتار ہو کر آئے آپؐ نے مدینہ والوں پر ان کو تقسیم کرایا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ان کو اپنے سے اچھا کھانا کھلانا اور اپنے سے بہتر حالت میں رکھنا۔ اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ وہ خود کھجوریں کھا کر بسر اوقات کرتے اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے۔ اس سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر قیدی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے (طبقات شیرازی)

یہ تھی وہ مساوات جس نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا اسلام کی تعلیم نے وحشیوں کو انسان بنا دیا اور مظلوموں پر اسلام نے اس قدر احسانات کئے ان کی مثال دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ وراثت و خلع وغیرہ اسلام ہی کی خصوصیات ہیں جن کو آج غیر مسلموں یعنی (ہندوؤں) نے زور دے کر اسمبلی سے قانون کی شکل میں پاس کرایا ہے۔ اور اپنا دستور العمل قرار دیا ہے۔

خلفائے راشدین | آنحضرت کی زندگی سے مساوات کے چند پہلو دکھائے گئے ہیں تاریخ اسلام کے بیکر خلفائے راشدین کا دستور العمل بھی یہی رہا ہے حضرت ابوبکرؓ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی فرمایا۔ تم میں جو قوی ہے میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں اور جو ضعیف ہے وہ قوی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کا حق دلوا نہ دوں۔

مساوات کی اس تعلیم کا یہ اثر تھا کہ مسلمانوں کے دل و دماغ حریت اور جرأت سے لبریز ہو گئے جس طرح حضرت ابوبکرؓ پہلے کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد کپڑا فروخت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرامؓ نے جب یہ کہا کہ اب آپ کا فرض گراں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ کام کرنے کی کہاں فرصت تو آپ نے بازاروں میں صبح و شام گشت لگانا موقوف کیا اور بقدر کفاف بیت المال سے روزینہ مقرر کرایا آپ نے کبھی بھی اپنا شرف نہ جتایا۔ بڑے بڑے کام مشورہ سے انجام فرماتے تھے۔ اور مشورہ کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ معمولی سے معمولی مسلمان سے اپنے کو بڑا نہ سمجھتے تھے۔ اُٹھنے بیٹھنے اور کسی چیز میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ ہر ایک کا کام کر دینے میں ایک خاص خوشی محسوس فرماتے تھے

یہ کیفیت اس شخص کی ہے جو دنیائے اسلام کا سب سے بڑا لیڈر اور حکمران تھا۔ کیا موجودہ دور کے کسی حکمران میں یہ وصف ملے گا؟ حضرت

عمرؓ کو سفر بیت المقدس میں دیکھا گیا تھا کہ اونٹ کی مہار پکڑے آرہے ہیں
انصار و مہاجرین سے آپ فرمایا کرتے کہ جو خیر خواہی کی بات ہو مجھ تک
پہنچا دو اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے راہ راست دکھاؤ اور اگر حق پر چل رہا
ہوں تو میری مدد کرو ایک بار مسجد میں اس قسم کی تقریر کر رہے تھے کہ
ایک شخص نے اُٹھ کر تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اگر آپ حق سے مُنہ موڑیں گے
تو آپ کو تلوار سے راہ پر لایا جائے گا۔ یہ سُن کر آپ خوش ہوئے اور کہا کہ
الحمدللہ میری قوم میں ایسے لوگ ہیں کہ اگر میں کج روی اختیار کروں تو
مجھے سیدھا کرنے کے لئے تیار ہیں تاریخ خضری جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۸۴۔
فتح ایران کے بعد کسی معاملہ پر آپ کا مجلس شوریٰ سے اختلاف ہوا
تو آپ نے ایک خطبہ دیا جس کے چند الفاظ ذیل ہیں۔
"میں تم جیسا ایک فرد ہوں میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم دکھ درد میں
چاہوں (کتاب اعزاز قاضی ابو یوسف صفحہ ۱۵) میرے لئے بیت المال سے
دو حلے حلال ہیں ایک گرمیوں کے لئے اور ایک جاڑوں کے لئے اور حج
وغیرہ کے لئے ایک سواری میرے اور میرے اہل و عیال کے لئے اخراجات
تمام دوسرے اہل قریش کی طرح ہوں گے اس کے بعد میں تمام مسلمانوں
کے برابر ہوں (طبقات ابن سعد جلد نمبر ۳ ص ۱۹۸) آپ بیت المال سے
جو روپیہ روزینہ لیتے تھے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے ناکافی تھا

صحابہ کبارؓ کی ایک جماعت جن میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ہیں آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس اس غرض کے لئے حاضر ہوئی کہ حضرت عمرؓ سے روزینہ کی درخواست کریں حضرت عمرؓ نے جب سنا تو فرمایا کہ جان پدر رسول اللہ نے کبھی تہ کیا ہوا کپڑا نہیں پہنا۔ پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں کھایا تو کیا میں ان سے اچھا ہوں۔ اس جواب سے حضرت حفصہؓ شرمندہ ہوگئیں اور فرمایا صدقت یا امیر المومنین۔ ان کی بود و باش عام مسلمانوں کی طرح تھی۔ اکثر آپ مسجد نبوی میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے (تاریخ خضری جلد دوم)

ایک دفعہ ایران کا امیر (یا سفیر) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد نبوی کے فرش پر استراحت فرما رہے تھے اس نے لوگوں سے آپ کا پتہ پوچھا جنہوں نے مسجد کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ دیکھو زمین پر قیلولہ کر رہے ہیں (تاریخ خضری جلد دوم)

حضرت عمرؓ کو حقوق العباد کا اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ آپ کی بیوی اور حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ نے مسلمان ایلچیؓ کے ذریعہ شاہ روم کی زوجہ کو تحفہ بھیجا اس نے اس کے عوض جواہرات اور بیش قیمت چیزیں ارسال کیں حضرت عمر کو جب معلوم ہوا تو سب مال بیت المال میں داخل کر دیا کیونکہ مسلمانوں کے قاصد کے ذریعہ تحائف کا تبادلہ ہوا تھا زیادہ اصرار پر حضرت ام کلثومؓ کے تحفہ کی قیمت واپس کر دی، بہر حال آپ کو عدل و

مساوات کا اس قدر خیال تھا کہ مرتے دم تک اس کو نہ بھولے اور خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جو چھ کبار صحابہؓ پر مشتمل تھی اور ان کو وصیت کی کہ حقوق کے متعلق تم کو اللہ اور رسولؐ کا واسطہ دلاتا ہوں (سیر عمرؓ)

یہ خلفائے راشدین کا حال تھا۔ عام صحابہؓ بھی اپنے ماتحت اور غلاموں کا خاص خیال رکھتے تھے جو آپ کھاتے تھے ان کو کھلاتے تھے جو خود پہنتے ان کو پہناتے تھے اور اپنے سے بہتر ان کو رکھتے تھے (تاریخ ابن جریر طبری) اسلام کے قانون کے سامنے امیر و غریب شاہ و گدا سب برابر ہیں ایک بار قبیلہ بنی مخذوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی، قریش نے سفارش کے لئے حضرت اسامہؓ کو تیار کر لیا جب آنحضرت کو ان تمام واقعات کی اطلاع ہوئی تو لوگوں کو جمع کر کے فرمایا تمہارے اگلے اس بنا پر ہلاک کر دیئے گئے کہ اگر ان میں کوئی بڑا جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اگر معمولی آدمی اس جرم کا مرتکب ہوتا تو اس کو سزا دیتے، خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جاتے (بخاری شریف)

ایک دفعہ خلیفہ وقت حضرت عمرؓ اور کعبؓ کے درمیان نزاع ہوا۔ زید ابن ثابتؓ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ جب حضرت عمرؓ وہاں گئے تو انہوں نے تعظیماً ان کے لئے جگہ خالی کر دی حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اے ابن ثابتؓ

یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے ہمارے حق میں برتی اور یہ کہہ کر آپ اپنے فریق کے برابر کھڑے ہو گئے (امام ابویوسف)

سلاطین اسلام | خلافت راشدہ کے بعد کے حالات اس جگہ اگرچہ قبل از وقت ہیں لیکن جب ذکر آگیا ہے تو نوٹ کے طور پر مختصراً ان کو بھی درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین کو اسلامی اخلاق سمجھنے میں مدد ملے اور لکھنے والے ان کی مدد سے اپنی زندگی کی اصلاح کر سکیں اصل تفصیل جلد دوم میں ملاحظہ ہو۔

اگرچہ عہد عباسیہ میں مساوات کی پہلی سی شان نہیں رہی تھی۔ تاہم خلیفہ منصور پر جب شہر کے قلیوں نے دعوے کیا تو اس کو قلیوں کے دوش بدوش دارالقضاء میں آنا پڑا (از تاریخ الخلفاء) مامون کے بیٹے شہزادہ عباس پر کسی بڑھیا نے دعویٰ کیا تھا تو اس کو بڑھیا کے برابر کھڑے ہو کر برسر دربار اپنے مقدمہ کی سماعت کرنا پڑی۔ سلطان فیروز نے غصہ میں آکر کسی لڑکے کو مارا۔ قاضی کے روبرو برسر عام مستغیث علیہ کے سے اس کو تھپڑ کھانے پڑے۔ آج یورپ کو اپنے قانون مساوات پر بڑا ناز ہے لیکن کیا ان کے پاس کوئی ایسا قانون بھی ہے جس کی رو سے وہ بادشاہ پر مقدمہ چلا سکتے ہوں اور اس کو عدالت میں عوام کے دوش بدوش کھڑا کر سکتے ہوں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ انگلستان میں

ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنٹ نے اعلان کر دیا تھا کہ بادشاہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عدالت اس کے نام سمن جاری کر سکتی ہے۔ یہ اعلان ہی نہیں بلکہ قانون ہے جس کے ادعائے مساوات کے باوجود بادشاہ کو حاضری سے بری کر دیا ہے۔ اب ذرا ادھر بھی نگاہ کیجئے آنحضرتؐ سے کسی کو کچھ خراش آگئی تھی۔ اُس نے آپ سے قصاص کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فوراً پیٹھ کھول دی۔ اس پر اس نے کہا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے تو صرف آپ کے بدن کو دیکھنے کے لئے یہ حیلہ کیا تھا (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

جبلہ ابن ایہم ایک نو مسلم شاہزادہ ایہم نصرانی تھا۔ طواف کعبہ کے وقت اتفاقاً ایک شخص کا پاؤں اس کے عبا پر پڑ گیا جس سے اس نے اس کے ایک تھپڑ مار دیا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ نے حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جیسا تم نے کیا ویسا پایا۔ اس نے کہا ہمارے یہاں اس گستاخی کی سزا قتل ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں ایسا ایام جاہلیت میں تھا۔ اسلام نے اونچے نیچے کو برابر کر دیا ہے۔ جبلہ اس غصہ میں آکر پھر عیسائی ہو گیا اور روم واپس چلا گیا۔ خلیفہ اسلام نے شہزادہ کے مرتد ہونے کو گوارہ کر لیا لیکن قانون مساوات کی تحریف پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت عمر جب کسی سردار کو کسی جگہ روانہ کرتے تو آپ

دُور تک اِس کو مساوات و عدل کی ہدایت کرتے چلے جاتے (تاریخ خضری)
آپ نے اعلان فرما دیا تھا کہ جس کسی کو اپنے سردار سے کوئی شکایت
ہو بلا خوف و خطر ایام حج میں مجھ سے کہے میں اس ظالم کی خبر لوں گا۔
چنانچہ فاتح روم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی کسی نے شکایت کی۔ آپ نے تحقیقات
کے بعد فوراً اس کو بدلہ لینے کا حکم دے دیا۔ حضرت ابن عاص رضی اللہ عنہ کو جب پتہ لگا
تو بہت عذر و معذرت کی اور کچھ روپیہ دے کر مدعی سے صلح کر لی (تاریخ
ابن اثیر کامل) ایک بار آپ کو کسی گورنر کی شراب خواری کی اطلاع ملی تحقیقات
پر آپ نے اس پر حد خمسہ (۸۰ دُرّے) سزا جاری کرائی۔
واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار نے مسلمانوں کی حالت دریافت کرنے کے لئے
ایک جاسوس کو مقرر کیا تھا۔ جاسوس نے اپنے فرائض کو انجام دینے کے
بعد سپہ سالار کو ان الفاظ میں مسلمانوں کی حالت سے آگاہ کیا۔ "وہم باللیل
رہبان وہم بالنہار فرسان لو سرق ابن ملکہم قطعوہ ولو زنی رجموہ" یعنی رات
کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو لڑائی میں سوار رہتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی
شاہزادہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں۔ اگر زنا کرے تو
سنگسار کرتے ہیں (تاریخ ابن اثیر کامل جلد دوم)
سلاطین مغل عہد مغلیہ میں اسلامی احکام کا اتنا خیال نہیں رکھا جاتا تھا
جیسا کہ چاہیئے تھا تاہم جہانگیر کی محبوبہ نور جہاں نے جب ایک شخص کو طپنچے

کا نشانہ بنا ڈالا۔ تو جہانگیر نے مفتیانِ دین سے فتویٰ طلب کیا۔ اور نورجہاں کو پابجولاں کر کے مقید کر دیا۔ آخر نورجہاں نے مقتول کے وارثوں کو قصاص دے کر راضی کر لیا اور اپنی جان بچائی اور جوازِ قصاص کا فتویٰ بھی مفتیوں نے دیا۔ جہانگیر کو نورجہاں سے اس قدر محبت تھی کہ جب اس کی جان بچ گئی۔ تو جہانگیر نے اس سے کہا ؎

تو اگر کُشتہ شدی آہ چہ کردم من

مگر اس کے باوجود عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا بعینہٖ اسی طرح موجودہ تاجدار حجاز نے اپنے بیٹے کو جو کسی جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ سزا دینی چاہی مگر اراکین سلطنت نے اس قضیہ کا فیصلہ چکایا ۴۰ عدد جلد ۱۴ ام القریٰ اخبار۔

خلافتِ راشدہ کی مالگذاری | حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مزرعہ علاقوں کی پیمائش خدیفہ ابن الیمان اور عثمان بن حنیف نے کی تھی (یعقوبی جلد دوم ص۱۷۱)

آپ کے عہد میں رعایا کو جو سہولتیں حاصل تھیں اس کا اندازہ ذیل کی مالگذاری سے ہو سکے گا ۴ر آنہ بیگھہ گیہوں سوا دو آنے بیگھہ جو ۳ ۱ر آنے بیگھہ گنا۔ ۱۰ر آنے بیگھہ روئی ۲۰ر آنے بیگھہ کھجور کے باغ۔ ایک روپیہ بیگھہ تل اور دوسرے فصل ۶۰ر بیگھہ ترکاری (بلاذری ص۲۸۱) یہ لگان سالانہ تھا۔ اس میں تالاب، چراگاہ، پہاڑ، بنجر، نہر، ٹیلے، اور دوسری زمین شامل نہ تھیں جو تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب تھی سات کروڑ بیس لاکھ بیگھہ خام قابلِ زراعت

زمینیں تھیں۔ یہ حکم عام تھا کہ بنجر زمینیں جو آباد کرے گا وہ اسی کی ہیں۔ اس سے اور آج کی مال گزاری سے مقابلہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ یہ "مہذب" حکومتیں عوام کا کیسا خون چوستی ہیں اور مسلمانوں کو بدنام کرنے میں کیسے کیسے نت نئے طریقے اختیار کر لئے ہیں۔

اعلیٰ افسران کی تنخواہیں | آج کے "مہذب" دور میں گورنروں اور وزیروں کی تنخواہیں اور اس سے بڑھ کر سفر خرچ کے بل دیکھ کر عقل کے طوطے اُڑ جاتے ہیں ہم اس جگہ صرف عہدِ خلافت راشدہ کی بعض آمدنیاں اور خرچ دے کر انصاف ناظرین پر چھوڑ دیں گے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوفہ کے گورنر عمار کی تنخواہ ۶۰۰ درم میں تقریباً پونے دوسو روپیہ ماہوار۔ چیف جسٹس عبداللہ بن مسعود کی تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار، گورنر شام امیر معاویہ کی چالیس روپیہ ماہوار تھی۔ فوج کے اخراجات یہ تھے۔

حضورؐ اور صدیق اکبرؓ کے وقت ہے ملا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے سالانہ ہر بدوی کو بارہ سو روپیہ عام سپاہیوں کو سو روپیہ سالانہ، افسران کو ۲۰۰ سالانہ بنو امیہ نے اس میں زیادتی کی حضرت امیر معاویہؓ نے کل فوج کے مصارف ۶۰ ملین کر دیئے۔ بنو عباسؓ نے ۹۶۰ روپے سالانہ فی سپاہی کئے سلجوقیوں نے جاگیرداری کا نظام قائم کیا حضرت عمرؓ کے زمانے میں سواد مکہ کا خراج ۱۲ لاکھ درہم سالانہ تھا۔ ملک مصر سے ۲ لاکھ دینار

شام سے ۷ لاکھ ۲۰ ہزار دینار۔ فلسطین سے ۳۵۱ ہزار دینار۔ شرح کل آمدنی ۱ کروڑ دینار تھی جو سب کی سب رعایا پر صرف ہوتی اور خلیفہ و عمال عسرت و فقر و فاقہ کی زندگی گزارتے تھے (تمدن اسلامی جرجی زیدان)

حکومت اسلامیہ کا مقابلہ دیگر متمدن حکومتوں سے | یہ ایک مختصر سا خاکہ حکومتِ اسلامیہ کے نظامِ اساسی کا تھا جس سے واضح ہوا ہو گا کہ مسلمانوں اور اسلام نے حکومت کی بنیاد کس چیز پر رکھی تھی۔ بر ملا ظاہر ہے کہ جمہوریت، مساوات، تمدن، اخلاق اور دین دنیا کی راحت اس کے پھل اور یادِ الٰہی، محبت الٰہی اور خوف الٰہی اس کی اساس ہیں یہی وجہ ہے کہ دونوں جہان کی حکومتوں کے باوجود گھر میں فقر و فاقہ ہے۔ بدن پر پیوند دار لباس مسجد نبوی کا خاکی فرش آرام کدہ اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدمتِ خلق ان کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ دوسری طرف آج کی "متمدن" اور مہذب حکومتیں ہیں جن کی بنیاد تو جمہوریت و مساوات پر لیکن خود ان کے حکمران کا جو حال ہے اس کا اندازہ اس کے ذاتی مصارف سے ہو سکے گا۔ شاہ انگلستان کی تنخواہ بطور نمونہ درج ہے۔ اس پر دوسری جمہوریتوں اور دوسری دعوے دار مساوات حکومتوں کو قیاس کر لیجئے گا جن کی کچھ تفصیل اسی ہیں اوپر بھی ملے گی۔

"جیب خرچ ۱۱ لاکھ پونڈ ماہواری انعامات ۱۳ ہزار پونڈ ماہوار۔

ملازموں کی تنخواہ ایک لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو پونڈ گھر کا خرچ ۱۹۳۰۰۰ پونڈ ماہوار۔ آرائش ۲۰۰۰ پونڈ ماہوار۔ متفرق ۸۰۰ پونڈ ماہوار۔ میزان کل ۴ لاکھ ستر ہزار پونڈ۔ بحساب روپیہ ۷۰ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ ماہوار۔ شہزادوں کے لئے ۵ لاکھ ماہوار الگ رقم ہے۔ اس طرح ستر لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف بادشاہ کے ذاتی اخراجات کے لئے ہوئے۔

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

پست مخلوق کی خدمت

یوں کہنے کو تو آج بہت سی قومیں پست مخلوق کی خدمت کی مدعی ہیں لیکن اصلیت اگر دیکھنی ہو تو تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے۔

اسلام سے پہلے ملک عرب میں غلام یا باندی بچہ ہونا انتہائی ذلت کی بات سمجھی جاتی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیاد بن سعد کو جن کی ماں سمیہ حارث بن کلاب ثقفی کی باندی تھی فارس کا والسرائے بنایا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک غلام ابوالمہاجر قیروان کا گورنر اور سپہ سالار مقرر کیا گیا طارق بن زیاد جو موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام تھا سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز ہوا۔ اور اسی نے ہسپانیہ کا ملک فتح کیا۔ اور اسی کے نام سے

آج تک آبنائے جبل الطارق مشہور ہے۔ عہدِ خلافت بنو امیہ میں غلاموں اور ایران کی مفتوح قوم اور افریقہ کے مفتوح و مغلوب لوگوں کو برابر صوبوں کی حکومتیں اور فوجوں کی سپہ سالاریاں ملتی رہیں اور کسی عربی النسل لشکر نے اس لئے بغاوت نہیں کی کہ ہمارے اوپر غیر عرب اور مفتوح لوگوں کی سرداری کیوں دی گئی۔ ابراہیم بن عثمان المعروف بہ ابو مسلم خراسانی ایرانی النسل تھا۔ اصفہان میں پیدا ہوا تھا چار جامہ دوزی کا کام کرتا تھا۔ عہدِ حکومت اسلامیہ میں ترقی کر کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ سکا کہ خاندان بنو امیہ سے حکومت پر سلطنت نکال کر خاندان بنو عباس کو تخت خلافت دلوا سکا۔ ایران و خراسان کے بہت سے لوگوں نے اسلامی عہدِ حکومت میں وزارتیں، سپہ سالار اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے حاصل کئے اور بسا اوقات مسلمانوں نے خود ان لوگوں کو تخت حکومت سپرد کئے۔ برامکہ کا مشہور خاندان مجوسی النسل تھا۔ خلیفہ واثق باللہ عباسی نے اپنے ترکی غلام اشناس نام کو جمیع امور سلطنت کا ذمہ دار اور مدار المہام خلافت بنا دیا تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے ترکی غلام وزارت و سپہ سالاری کے اعلیٰ مدارج تک عہد خلافت عباسیہ میں ترقی کرتے رہے۔ سجستان میں یعقوب بن لیث جو ٹھٹھیرے کا کام کرتا تھا ترقی کر کے گورنری اور بادشاہی تک پہنچا۔ دیلم کا ایک ماہی گیر خاندان اسلامی عہدِ حکومت

میں ترقی کر کے نہ صرف وزارت عظمیٰ تک پہنچا بلکہ حقیقتاً عرصہ دراز تک مسلمانوں پر خود مختارانہ حکومت کرتا رہا۔ شمالی افریقہ میں بربری قوم انتہا درجہ کی وحشی غیر مہذب اور جرائم پیشہ قوم تھی مسلمانوں نے بربرہ کا علاقہ فتح کر کے اس قوم کو مغلوب کیا اور پھر ان پر اپنی تہذیب کا ایسا اثر ڈالا کہ چند ہی روز کے بعد اس قوم کے افراد مسلمانوں کی فوجوں کے سپہ سالار اور صوبوں کے گورنر تھے اور بالآخر اسلام کی تعلیمات حقہ سے فیضیاب ہونے کے بعد انہوں نے بڑی بڑی زبردست سلطنتیں قائم کیں اور اپنی علم دوستی و معارف پروری میں مشہور ہوئے مصر کا ملک صحابہ کرامؓ ہی کے زمانے میں فتح ہو کر سلطنت اسلامیہ کا جزو بن چکا تھا مسلمانوں کی حکومت اور ان کے مذہب کا یہ اثر تھا کہ مصر میں پونے تین سو سال یعنی سنہ ۶۵۰ھ سے ۹۲۲ھ تک مملوک یعنی غلام ہی یکے بعد دیگرے عام ملکی انتخابات کے ذریعہ مصر کے بادشاہ بنتے رہے اور مصر کی سلطنت کا یہ زمانہ مملوکوں کا عہد حکومت کہلاتا ہے۔ ان غلاموں کی حکومت اس قدر طاقتور تھی کہ مغولان چنگیزی نے بار بار مصر پر حملے کئے لیکن ہر مرتبہ ناکام و شکست خوردہ واپس ہوئے ان غلاموں کے عہد حکومت میں بڑے بڑے سادات و شیوخ و علماء مددگار سلطنت تھے اور اسلام نے ان کی سلطنت میں خوب نشو و نما پائی کردستان کا علاقہ ہمیشہ قیصر و کسریٰ کا لگد کوب رہا تھا اور کرد قوم

کو اسلام سے پہلے کبھی سرداری و سروری حاصل نہیں ہوئی تھی۔ عہد اسلامیہ میں کرد قوم حکومت و سلطنت پر فائز ہوئی اور ساری دنیا جانتی ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی جس نے یورپ کی مجموعی طاقت کا اور عیسائیوں کے سپہ سالار رچرڈ شیر دل کو ناک چنے چبوا دیے اور اپنی شجاعت اور شرافت اخلاق کا ساری دنیا میں سکہ بٹھا دیا۔ اسی کرد قوم کا ایک فرد تھا زنگی اور حبشی لوگوں کو قدیم سے قوموں نے ذلیل و بے توقیر سمجھ رکھا تھا لیکن اسلام اور حکومت اسلامیہ کا اثر تھا کہ زنگیوں کی سلطنتیں شام و عراق و فارس و بحرین میں قائم ہوئیں ہندوستان جب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو دس غلام بادشاہوں نے ہندوستان پر حکومت کی جن میں سے سب سے پہلا بادشاہ سلطان قطب الدین ایبک تھا یہ اسلام ہی کا اثر تھا کہ ہندوستان کے ایک حجام قوم کے خدمت گار کو سلطان محمود غزنوی نے اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور راجہ کا خطاب دیا۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے اور اس کی اولاد نے ملک گجرات کی اچھوت قوم کے کئی اشخاص کو سپہ سالاریاں اور وزارتوں کے عہدے دیئے سلطان محمد تغلق کے دوسرے سلاطین نے کلال قوم کو جو ہندوستان کی اچھوت قوموں میں شامل تھی اوج عزت پر پہنچایا اور کلال نومسلموں کو سپہ سالاریاں اور ملکوں کی صوبہ داریاں عطا کیں سلطان فیروز تغلق نے اچھوت اقوام

کے بچوں کو تعلیم دلانے اور سرکاری خزانے سے ان کی پرورش و تربیت کر کے اعلیٰ مدارج پر پہنچانے کے لئے ایک مستقل محکمہ قائم کیا اور ان لوگوں نے بڑے بڑے مراتب پائے اور ان میں سے بعض صوبوں کی گورنری تک پہنچے لودھی خاندان کے عہد حکومت میں اچھوت قوم کو بہت زیادہ ترقی کا موقع ملا اور کائستھ قوم جو شودروں میں شامل تھی۔ سلطان سکندر لودھی کی توجہ اور نگہداشت کے نتیجے میں ہندوستان کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قوم بن گئی اور سلطنت اسلامیہ کے تمام دفاتر کائستھوں ہی کے قبضہ میں آگئے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی شودر قوموں کو جو ہزاروں سال سے ہندو شاستروں کے احکام کے موافق ذلت و غلامی کی زنجیروں میں جکڑی چلی آتی تھیں مسلمانوں کی وجہ سے سانس لینے اور ترقی کرنے کے مواقع میسر آئے اور اپنے آپ کو انسانوں میں شمار کرنے کے قابل ہوئے اس زمانے میں بھی جس کو آزادی و روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ کوئی غیر مسلم حکومت ایسی مثالیں پیش نہیں کر سکتی جیسے مسلمان اپنی حکومت میں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں۔ غرض اس بات سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ دنیا میں غلام اور مجبور قوموں کو آزاد کرانا ہے۔ اور پست و ذلیل جماعتوں کو ابھار کر اور اٹھا کر اعلیٰ مقام پر پہنچانا اور عالم انسانیت میں مساوات

واخوت کا قائم کرنا ہے اور تاریخ اسلام اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اور کوئی دوسرا مذہب اس معاملے میں اسلام کا شریک وثیل ونظیر ہرگز نہیں ہو سکتا کیا یہ اس بات کا بین ثبوت نہیں کہ اسلام ہی نے تمام نظاموں سے سب سے اعلیٰ نظام پیش کیا اور یہی سب سے برتر ہے۔

تبلیغ واشاعت

خلفائے راشدین کے زمانے میں کثرت سے اسلام پھیلا۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد خلافت میں مثنیٰ ابن حارث شیبانی ایک نہایت مشہور اور بہادر شخص تھا۔ جو خود بخود مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ وہ پہلے عراق میں غارت گری کیا کرتا تھا۔ اب وہ خود حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ میری قوم کے جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں مجھ کو ان کا امیرالعسکر مقرر فرما دیجئے ان کے ذریعہ سے میں ایرانیوں پر حملہ کروں گا حضرت ابوبکرؓ نے اس کو ایک اجازت نامہ لکھ دیا وہ وہاں سے چل کر مقام خفان میں آیا اور بقیہ قوم کو دعوت اسلام دی اور تمام لوگ بخوشی مسلمان ہو گئے (طبقات جلد اول)

حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے عہدِ خلافت میں فتوحات کے ساتھ

ساتھ اور بھی وسعت سے اشاعتِ اسلام ہوئی۔ جب جنگ قادسیہ میں رستم مارا گیا تو اس کے ساتھ دیلم کی جو چار ہزار منتخب فوج تھی۔ اور خسرو پرویز کی باڈی گارڈ ہونے کی وجہ سے چند شہنشاہ کے لقب سے ممتاز تھی۔ کل کی کل مسلمان ہو گئی (ابن سعد جلد اول)

جب ایران فتح ہوا تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اہل ایران پر اسلام پیش کیا ملک رے کے باشندے سیاہ نامی ایرانی سردار کی ترغیب پر اسلام لے آئے اور ان کی ترغیب پر سابجہ، جاٹ اندغار کی ہندوستانی قومیں مسلمان ہوئیں۔ (اسد الغابہ جلد دوم ص ۱۶۸) اگر بالفرض سوس کے لوگ مسلمان ہوتے تو وہ ہندوستان تبلیغ کرنے نہ آتے اور نہ اس کے ذریعہ سے ہندوستان میں اسلام آتا۔ اس سے معلوم ہوا جہاں جہاں تبلیغ کی گئی اور اچھی طرح سے کی گئی، ملکوں کے ملکوں نے اسلام کا خیر مقدم کیا۔ اور یہی خلافت راشدہ کی کامیابی کا سب سے بڑا راز تھا۔ قزوین کی فتح پر دیلم کی کل قوم مسلمان ہو گئی (فتوح البلدان ص ۳۲۹) جلولا کی فتح پر وہاں کے تمام رؤسا نے اسلام قبول کیا (فتوح البلدان ص ۲۷۰) کلبانیہ کے محاصرہ میں وہاں کے لوگوں نے مسلمانوں سے امان طلب کی گئی مسلمانوں نے جس بہترین اخلاق اور حسن سلوک کا ثبوت دیا اس سے تمام باشندے جو پچاسی ہزار تھے مسلمان ہو گئے۔ روزبہ رئیس ایران خود حاضر ہو کر حضرت

عمرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن کو بخوف طوالت حذف کیا جاتا ہے۔ صرف دو ایک اور لکھے جاتے ہیں (طبری ۲۵۹۴)
دمشق کا پادری وررکون حضرت خالدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ کعب احبار حضرت عمرؓ کے سفر روم میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔
(وفاء الوفار جلد ۲ ص۴۰۹) افریقہ کی فتح میں بہت سے قیدی گرفتار ہوئے حضرت عمرؓ نے حاکم کو کہلا بھیجا کہ ان کو اختیار ہے چاہے مسلمان ہوں یا اپنے مذہب پر قائم رہیں لیکن وہ مسلمانوں کے حسن اخلاق سے مسلمان ہو گئے (مقریزی جلد اول ص۱۶۶) شطاء رئیس نے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کی محض اخلاقی حالت کو سن کر اسلام قبول کیا (طبری ص۳۱۱۱)
غرضیکہ مسلمانوں کے حسنِ اخلاق اور حسنِ کردار سے ایک عالم کا عالم بخوشی مسلمان ہوا۔ رضی اللہ عنہم۔

ہندوستان میں اسلام

ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی محبت پر ایک ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں مسلمانوں کے مختلف خاندان یہاں قریب ہزار سال تک حکمران رہے ہیں۔ ہندوستان بہت سی قوموں، نسلوں اور بہت سی حکومتوں کا ملک تھا۔ یہ مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے ہندوستان کے لوگوں میں

قومی اتحاد کا احساس پیدا کیا اور ہندوستان کی حکومت کو ایک سیاسی وحدت اور ایک ملک بنایا۔

سنہ۱۷۶۱ء میں یہاں پہلی مرتبہ انگریز آئے تو مسلمانوں کی تعداد دو کروڑ تھی اور جب مسلمانوں کا دورِ حکومت ختم ہوگیا۔ قلعۂ معلی کا چراغ گل ہوا اور حکومت کی تلوار ہاتھ سے گر پڑی تو اس کے صرف سو سال بعد مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ تک پہنچ گئی۔ جب تک حکومت رہی، طاقت رہی، عروج رہا اور تلوار کے دستہ پر ہاتھ رہا تو ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی دو کروڑ رہی اور جب حکومت جاتی رہی تو یہی تعداد دس کروڑ پر پہنچ گئی۔ سوائے تبلیغ کے اور کون سی چیز تھی جس نے ہندوستان کے سیاہ بورڈ پر مسلم آبادی کے ہندسہ کو دو کروڑ سے دس کروڑ کر دیا۔

تبلیغ کا سفر ۔ ہند کے مسلمان اپنے تاریخی فاتحوں کی تلوار کی بجائے اپنے تبلیغی سفر کا آغاز کریں اور اس ملک کے بلند مرتبہ رہنماؤں نے ہندیونین کے جمہوری دستور میں تحریر و تقریر اور ضمیر کی آزادی کا جو حق دیا ہے اس کو نئے حالات کے مطابق اور بہ طریقِ احسن کام میں لایا جائے۔ مجھے اس وقت کارلائل کا وہ جملہ یاد آ گیا جس میں اس نے اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اسلام دنیا میں تلوار کے زور سے پھیلا۔ کارلائل اسلام پر اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ محمدؐ نے اسلام کو تیغ زن

سپاہیوں کے ذریعے دنیا میں پھیلایا تو میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ان تیغ زن سپاہیوں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کو کس تلوار سے مسلمان بنایا حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آقا حضور اکرمؐ تن تنہا تھے نہ ساتھی تھے اور نہ اسلحہ۔ اگر ہم مذہب کو ایک خدائی کتاب مان لیں تو ہمیں کہنا پڑے گا کہ اسلام اس کتاب کا آخری مستند اور مکمل ایڈیشن ہے جس میں تمام نوع انسان کے لئے ایک خدا ایک مذہب، ایک وطن، ایک انسانی برادری اور ایک حکومت کا تصور موجود ہے۔ اسلام اسی نصب العین کی تبلیغ کے لئے نکلا۔ اسلام کے جرنیلوں کو اسی مقصد کے لئے مورچوں پر جانا پڑا۔ اسلام کے جرنیلوں کو لڑائیاں لڑنی پڑیں ان کے متعلق مشہور امریکن مورخ ڈاکٹر لوتھراپ اسٹارڈ نے اپنی کتاب "نیو اسلامک ورلڈ" میں بجا طور پر لکھا ہے "اسلام کے سپاہیوں کا مقصد اپنے لئے نہیں بلکہ ایک خدائے واحد کے لئے دنیا کو فتح کرنا تھا۔ کیونکہ اسلام کا نصب العین اپنے ابتدائی عہد میں ساری دنیا کے لئے ایک خدائی جمہوریت کا قیام تھا۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں اسلام کے سپاہی گئے مگر ان سے پہلے اسلام کے مبلغ سفیر بن کر جا چکے تھے اور سب جانتے ہیں کہ ان مبلغوں کے ہاتھ میں فولاد کی تلوار نہ تھی بلکہ ان کا سب سے بڑا ہتھیار تبلیغ تھا۔ انسانیت کے عالمگیر اصول تھے اور خود ان کا کردار تھا، جو اسلامی اصولوں کے سانچے میں ڈھل چکا تھا۔

دنیا میں اس ڈیماکریسی کی مثال نہیں مل سکتی جو اسلام لے کر آیا۔
اور نہ اس عمومیت اور جمہوریت و اشتراکیت کا نمونہ مل سکتا ہے۔ جسے
اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آج اسٹالن دنیا کے غریبوں کا چیف
کمانڈر ہے۔ مگر اسٹالن بھی زار کے محلات میں رہتا ہے جسے دیکھ کر ہمارے
شاعرِ اعظم ٹیگور کو ماسکو میں یہ کہنا پڑا تھا کہ تم لوگ زار روس کے صحیح
جانشین ہو۔ آج جب کہ زمانہ بدل گیا ہے کہ مسلمان اب محمد بن قاسم،
محمود غزنوی اور اورنگ کو ہیرو سمجھنے کے بجائے اب حبیب بن دینارؒ۔
معین الدین چشتیؒ، مجدد الف ثانیؒ کو اپنا ہیرو بنائیں یہ لوگ بھی فاتح تھے
مگر انہوں نے دنیا کو محبت سے فتح کیا۔ سائبیریا کو فتح کرنے کے لئے صرف
سات مبلغ گئے تھے۔ وہ شہید ہو گئے مگر ان کے تبلیغی پیغام نے چنگیز
اور ہلاکو کی اولاد کو فتح کر لیا۔ انہی کی اولاد عثمانی ترکوں نے ایشیائے
کوچک میں اور مغل ترکوں نے سات سو سال تک اسلام کی حفاظت
کی۔ ہندوستان کو فتح کرنے کے لئے حبیب بن دینار ایک درجن آدمیوں
کے ساتھ پہلے پہل ساحلِ مالابار اترے تھے ان کے پاس نہ حکومت تھی
نہ راج، نہ تاج اور نہ کوئی ہتھیار مگر انہوں نے اسلامی کردار کی تلوار سے
ایک ماہ کے اندر وہاں کے راجہ شرومن پال کو اسلام کا غلام بنا دیا شرومن
پال عرب کی زیارت کو گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ مالابار کے ساحل پر شہر در

شہر جو مسجدیں بنی ہوئی ہیں وہ اسی راجہ کی وقف کردہ زمین پر ہیں جنہیں
راجہ کے بعد راجہ کے ہندو دیوان نے مرحوم کی وصیت کے مطابق وقف
کیا تھا۔

کیا اسلام تلوار سے پھیلا مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں ہندوستان کی
تہذیب کو بلند کرنے میں جو نمایاں حصہ لیا ہے اس کے تذکرے ابتک دنیا میں
ہو رہے ہیں لیکن بُرا ہو تعصب اور تنگ نظری کا جو انسان کو اندھا کر دیتی
ہے اور جس سے انسان اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اس قسم کے خرد باختہ انسانوں
میں ڈاکٹر مونجے سب سے آگے ہیں ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں
کے تعلقات کو کشیدہ کرنے اور دونوں قوموں میں منافرت بڑھانے میں ڈاکٹر
مونجے کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ڈاکٹر مونجے کا شمار ہندوستان کے ان لیڈروں
میں سے ہے جو دن رات یہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہندوستان
کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ڈاکٹر مونجے نے ناگپور میں ہندو طلبہ
کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے ذیل کے چند امور بیان کئے ہیں۔

(۱) ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ (۲) ہندوستان
کے مسلمان حکمرانوں نے چند ایک عمارات بنوانے کے علاوہ کوئی دوسرا کام
نہیں کیا (۳) ہندوستان کے مسلمان غیرملکی ہیں لہذا انہیں ہندوستان سے
چلا جانا چاہیئے۔ ڈاکٹر مونجے گذشتہ چوتھائی صدی سے ہندوؤں کو مسلمان

کی تلوار سے ڈرا رہے ہیں مقصد صرف یہ ہے کہ ہندو کو بھی تلوار اٹھانے کے قابل بنا دیا جائے۔ "اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے" کے نظریے کو سب سے پہلے یورپ کے متعصب اور تنگ نظر اور جاہل پادریوں نے پیش کیا تھا بعد میں مغربی مفاد کے حامی مورخوں نے اس نظریے پر اسلام اور اشاعت اسلام کے متعلق غیر مستند، غلط اور بے بنیاد کتابیں لکھیں۔ لیکن جب یورپ کے زیادہ پڑھے لکھے لوگوں نے اسلام کی اشاعت کے اسباب و علل پر غور کرنا شروع کیا، تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلام کی اشاعت میں تلوار کا کوئی ہاتھ نہیں یورپ کے فاضلوں کے اس گروہ میں سب سے زیادہ نمایاں شخصیت ڈاکٹر آرنلڈ کی ہے اس مشہور و معروف ڈاکٹر آرنلڈ نے اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں ایک ایک کر کے ان کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو مخالفوں کی طرف سے کئے جا چکے ہیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ کی یہ کتاب حقائق و واقعات کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ ڈاکٹر مونجے نے ناگپور کے جن ہندو طلبہ کے سامنے یہ تقریر کی ہوگی ان میں سے چند ایک تو ہندوستان کی تاریخ سے بخوبی واقف ہوں گے۔ یہ طلبہ خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے کم و بیش ایک ہزار سال تک حکومت کی اور اس کے ساتھ ہی وہ اس امر سے بھی بخوبی واقف ہوں گے کہ اگر مسلمان کی تلوار اس طویل مدت میں ہندوؤں کی گردن کاٹتی چلی جاتی تو آج ہندوستان

میں جاتی کا نام لینے والا ایک بھی دکھائی نہ دیتا ناگ پور کے جن طلبہ کے سامنے ڈاکٹر مونجے نے یہ گوہر افشانی کی ہے ان میں چند ایک اس حقیقت سے تو ضرور واقف ہوں گے کہ دلی اور آگرہ صوبوں تک مسلم حکمرانوں کے صدر مقام تھے اور اگر مسلم حکمران اشاعت اسلام کے لئے تلوار چلاتے تو سب سے پہلے دلی اور آگرہ کے مضافات میں یہ تلوار چلتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ دلی اور آگرے کے مضافات میں آج بھی ہندوؤں کی غالب اکثریت ہے۔ سندھ پر عربوں کے حملے سے پہلے مالابار کے ہزاروں باشندوں کا مسلمان ہو جانا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اسلام کی اشاعت تلوار کی مرہون منت نہیں۔ کیا چین میں مسلمان تلوار لے کر پہنچا تھا۔ کیا آج بھی مسلمان تلوار کے زور سے اسلام کی اشاعت میں مصروف ہے۔

اسلام کی اشاعت کے لئے مسلمان نے نہ کبھی پہلے تلوار چلائی تھی۔ اور نہ اب چلا رہا ہے لیکن آج بھی برطانوی مورخ کے الفاظ میں دس ہزار ہندو ہر سال ترک ہو جاتے ہیں۔ یورپی ملکوں میں مسلمان تلوار چلا رہا ہے کیا؟ ہندوستان زبردست تغیر سے گزر رہا ہے ہم اگر کچھ کہیں بھی تو کون سنے گا۔ لیکن اس ہندوستان میں ایسے حق شناسوں کی کمی نہیں جنہوں نے حق کے اصول سے اسلام اور مسلم حکمرانوں کے احسانات کو پوری دریا دلی سے اعتراف کیا ہے جس کی شاندار مثالیں اوپر گزر چکی ہیں منجملہ ان کے ایک اور تازہ شہادت

ملاحظہ ہو۔ مسٹر این سی مہتہ صاحب سی ایس کے نے ایک عظیم الشان مجمع میں جس میں اہل علم ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی ایک لکچر میں فرمایا مسلمان بادشاہوں کے فیض ہی سے رامائن مہابھارت اور پران عوام تک پہنچے۔ امیر خسرو کو جدید ہندی کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ عبدالرحیم خان خاناں ہندی ادب کے چھ مشاہیر اعظم میں سے ہیں جاہل کسانوں کو بھی رحیم کے دوہے یاد ہیں۔ رحیم کا کوئی ہم عصر نظر آتا ہے تو غیر فانی تلسی داس جو رحیم کا ہمعصر اور دوست ہے کبیر کی نسبت آپ کیا کہیں گے۔ اس پر ہندو اور مسلمان دونوں کو دعویٰ ہے۔ مگر کرشن بھگت فرقہ میں مسلمان بھی شامل تھے جن میں رس خاں سب سے زیادہ مشہور ہے رہبر عالم اور اس کی قابل بی بی بھی قابل ذکر ہیں۔ یہ سب کے سب بہترین برج بھاشا لکھتے تھے مسلمانوں کی عملی ذہنیت نے ادبیات میں تاریخ اور سیرت نگاری کا اضافہ کیا جو مسلمانوں کی آمد سے پہلے تقریباً مفقود تھی بابر اور جہانگیر کی تزکیں دنیا کی بہترین سوانح عمریاں ہیں میری تمنا یہ ہے کہ کلیتاً نہیں تو جزواً ہی تاریخ ہند کسی طرح ایسی دلچسپ بن جاتی جیسے بابر، گلبدن بیگم اور جہانگیر کی دلآویز تحریریں۔ خوراک لباس اور خانہ داری کے سامان بھی بدل گئے چینی کے برتن اور قالین استعمال ہونے لگے۔ مسلمانوں کو دنیوی نعمتوں سے نفرت نہ تھی۔ اسلام جہاں پہنچتا تھا شوکت شائستگی اور آسانی کے اسباب مہیا کرتا تھا کیونکہ مسلمان بالطبع زینت پسند

ہوتے ہیں مسلمانوں نے ہندوستانی موسیقی میں جو ترقیاں کیں ان میں بھی یہی زبردست عقل سلیم کارفرما نظر آتی ہے۔ ہندوستان کی پیچیدہ بین کو دیکھ کر ایک اور آسان اور خوبصورت ساز ستار ایجاد کیا گیا۔ غرضیکہ اس طرح اسلام کے احسانات کا اعتراف کیا ہے فرقہ پرستوں کے الزامات کا جواب آئندہ صفحات اور واقعات خود دیں گے ان کو ملاحظہ ہو۔

اسلام یورپ کو فتح کر رہا ہے | باسلسے (بذریعہ ہوائی ڈاک) باسلز نامہ نگار رقمطراز ہے کہ یورپ میں مذہبی تحریکوں کے باخبر مبصرین کو اس واقعہ پر سخت حیرت ہو رہی ہے کہ اسلام کس تیزی اور خاموشی کے ساتھ یورپ والوں کے دماغوں پر چھایا جا رہا ہے۔ بودھ مذہب کی رفتار بھی کافی تیز ہے لیکن اسلام نے تو یورپ میں نہایت ہی مضبوطی کے ساتھ قدم جمالئے ہیں اور یورپ کی تمام اہم جماعتوں میں اثر اس کا پہلے کے مقابلہ میں بہت ہی گہرا ہے اس میں شک نہیں کہ ہسپانیہ جیسے بعض ممالک میں اس نے اپنا اثر کھو دیا ہے لیکن اس نے اپنے لئے انگلستان اور ہالینڈ کی نئی زمین تیار کر لی ہے۔ اور اسٹریا۔ پولینڈ ہنگری اور اٹلی میں تو اس نے اپنا پورا اثر جما لیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے محض اس لئے اسلام قبول کر لیا کہ جنگ عظیم سے پہلے کئی سال کی گندہ عیسائی ڈپلومیسی نے عیسائیت کے خلاف ان کے دل میں نفرت پیدا کر دی تھی۔ اور بہت سے لوگوں

نے مغربی اخلاق کی برائیوں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کی ایک وجہ یورپ والوں کی دماغی پریشانی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم مبلغین کو امریکہ کے مقابلہ میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس وقت یورپ میں تقریباً ۸۵ لاکھ مسلمان ہیں حالانکہ اب سے تیس سال پیشتر یورپ میں صرف ۲۰ لاکھ مسلمان تھے۔ اس وقت صرف پیرس میں ۶۰ ہزار مسلمان ہیں پیرس میں کئی مسجدیں بھی ہیں ایک مسجد حال ہی میں برلن میں بنی ہے اور بوڈاپیسٹ ویانا اور وارسا و جینوا میں مسجدوں کی تعمیر کا مسئلہ زیر غور ہے۔ تخمینہ بیان کیا جاتا ہے کہ برطانیہ میں روزانہ ایک عیسائی اسلام قبول کرتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ تعداد آگے چل کر کئی گنا زیادہ ہو جائے۔ یورپین ممالک میں یوگوسلاویکیہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مسکن ہے جہاں کئی لاکھ مسلمان ہیں بتائیے یہاں کس تلوار نے اسلام پھیلایا ہے۔

مغرب میں قبول اسلام کی رفتار روزنامہ باسل نخزیخین رقمطراز ہے کہ براعظم یورپ میں اسلام کی پوزیشن بہت مضبوط ہوتی جا رہی ہے اور یہ مذہب یورپ کے فرقوں میں گزشتہ ایام کی بہ نسبت سرعت سے پھیل رہا ہے۔ انگلستان اور ہالینڈ وغیرہ کے علاوہ آسٹریا۔ پولینڈ ہنگری اور فسطائی اطالیہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ یورپ کے بہت سے لوگ اس لئے مسلمان ہو گئے ہیں کہ وہ

جنگِ عظیم کے بعد عیسائیت کی ڈپلومیسی سے مایوس ہو گئے ہیں بعض اشخاص اس لئے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے کہ وہ مغربی ممالک کی بداخلاقیوں اور حیاسوز رسوم سے تنگ آ چکے تھے۔

تیس سال بیشتر یعنی بیسویں صدی کے آغاز میں ممالک یورپ میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۲۰ لاکھ سے کم تھی مگر آج مغربی ممالک میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۸۵ لاکھ تک پہنچ گئی ہے اس وقت صرف پیرس میں ۶۰ ہزار مسلمان آباد ہیں جنہوں نے متعدد مساجد بھی تعمیر کر لی ہیں۔ پچھلے دنوں برلن میں بھی ایک مسجد تعمیر کر لی گئی تھی۔ اس کے علاوہ یورپ کے مسلمان بوڈاپسٹ، ڈائنا، اور جینوا میں بھی مساجد کی تعمیر کی فکر میں مصروف ہیں۔ یورپین مسلمانوں کی زیادہ تعداد انگلستان میں آباد ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ انگلستان میں اوسطاً ایک عیسائی روزانہ مسلمان ہو جاتا ہے عین ممکن ہے کہ آئندہ نسل تک یہ اعداد و شمار تین گنا ہو جائیں۔ یہ ہے اسلام کا اخلاقی کرشمہ اور یہ ہے اس کی روشن دلیل۔

افریقہ و یوگوسلاویکیہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی بڑھ چکی ہے۔ اس وقت یوگوسلاویکیہ میں ۱۸ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ افریقہ کے متعلق تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہے کہ برِ اعظم افریقہ کے بارہ ممالک مثلاً مراکش، ٹیونس، مصر، برطانی، سمالی لینڈ فرانسیسی شمالی لینڈ اور

اطالوی سمالی لینڈ وغیرہ میں ۹۰ فی صدی مسلمان آباد ہیں اور دیگر ممالک میں انکی آبادی ۵۰ فی صدی پر حاوی ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم اسکولوں میں لازمی ہے اور مقدمات کے لئے زیادہ تر اسلامی شریعت پر انحصار کیا جاتا ہے۔ حبشہ میں مسلمانوں کی آبادی اب کم ہوگئی ہے مگر اس کمی کے باوجود ۶۰ فی صدی سے کم نہیں۔ کیا یہ واقعات دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

تاتاریوں میں اسلام کیونکر پھیلا؟ مسیحیت نے بیت المقدس میں جنم لیا اسکندریہ اور کارتھیج میں ہوش سنبھالا اور قسطنطنیہ میں تاج جہانبانی سر پر رکھا ان تمام مقامات سے اسے بے دخل کر کے اسلام نے ایشیا یورپ اور افریقہ میں اسے اتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے جس کی تلافی قیامت تک نہیں ہو سکے گی لیکن اسلام کے ہاتھوں اسے ایک اور اس سے بھی زیادہ خوفناک نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ یہی اس ہیبت ناک حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے کہ دنیائے توران ان کی ہزارہا کوششوں کے باوجود تثلیث کی پرستار نہ بن سکی بلکہ ہمیشہ کے لئے شیدائے توحید ہو کر ان کے حق میں نامتناہی مصیبتوں کا باعث بن گئی۔ آج بھی تورانیوں کے بازوؤں میں اپنے آباؤ اجداد کی وہی بے عدیل توانائی موجود ہے جو دنیا جہان کی طاقتوں کو خس سے زیادہ وقعت نہ دیتی تھی۔ آج بھی ان میں سپہ گری کے وہی بے مثل اوصاف پائے جاتے ہیں جنہوں نے ایک ہی ترک تاز میں چین کا سرا پولینڈ سے ملا دیا تھا۔ آج بھی ان کا خمیر مایہ وہی

شعلۂ آتش میں لپٹی ہوئی خاک ہے جب سے الپ ارسلان اعظم تیمور صاحب قران اور محمدؒ فاتح کے جسم تیار کئے گئے تھے ؎

چنگ تیموری شکست آہنگ تیموری بجاست
سربروں می آورد ساز سمرقندی دگر (اقبال)

نصرانیوں کو حسرت ہے کہ کاش یہ فولاد کے سانچے میں ڈھلی ہوئی قوم جسے نہ کوئی تلوار کاٹ سکتی ہے نہ کوئی توپ اڑا سکتی ہے مسیحیت کی یار و مددگار ہوتی۔ اسلام کا دست و بازو نہ بنائی جاتی۔ آٹھویں صدی عیسوی میں عربی فتوحات کا سیلاب مشرقی ترکستان تک پہنچ کر تھم گیا تھا اور اگرچہ وسط ایشیا میں عرب کی اس پیشقدمی نے لاکھوں یونانیوں کا سر اسلام کے آگے جھکا کر ملت بیضا کے حلقہ کو وسیع کر دیا اور آگے چل کر غزنوی اور سلجوقی دولتوں کی بنیادیں انہیں کی اولوالعزمی نے استوار کیں لیکن بارھویں صدی کے خاتمہ تک وہ بے شمار خانہ بدوش تورانی قبائل جو ترکستان سے لے کر چین تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور جن کی فاتحانہ یلغاروں نے ایشیا اور یورپ دونوں کے جسم پر ایک ساتھ لرزا طاری کر رکھا تھا۔ بدستور بت پرست چلے آتے تھے۔ خدائے بزرگ و برتر کو منظور تھا کہ ایک دن اسلام کے یہی شدید ترین دشمن جنہوں نے خلافت عباسیہ کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا۔ اسلام کے غلامان غلام بن جائیں ان میں سے کسی کے ہاتھوں جمنا کے کنارے لوائے توحید

بلند ہو کر سارے ہندوستان پر سایہ افگن ہوا اور کوئی باسفورس کے ساحل پر سطوت کبیر کا علم نصب کر کے تین بر اعظموں کی قسمت کا فیصلہ کر دے اس سلسلہ میں ہمیں تورانیوں کی اس چغتائی شاخ کے مشرف بہ توحید ہونے کی داستان سنانی مقصود ہے جس کا مسکن مغولستان تھا ان واقعات کا ماخذ ظہیر الدین محمد بابر فرمانروائے ہندوستان کے خالہ زاد بھائی مرزا محمد حیدر کی کتاب تاریخ رشیدی ہے جو ۱۵۴۴ء میں لکھی گئی تھی اور مغولستان کے خاقانوں کے حالات میں مستند ترین تصنیف سمجھی جاتی ہے ۱۲۲۷ء میں جب چنگیز کی وسیع سلطنت جو دیوار چین سے شروع ہو کر دریائے والگا تک پھیلی ہوئی تھی اس کے چار بیٹوں میں تقسیم ہوئی تو دریائے جیحوں سے چل کر صحرائے گوبی اور جھیل بیکال سے لے کر تبت تک کا کم و بیش پندرہ سو میل کا لمبا اور سات سو میل چوڑا علاقہ چغتائی کے حصہ میں آیا اور تقریباً سو سال تک چغتائی نسل کے ایک خاقان کے تابع رہا۔ ۱۳۲۱ء میں چنگیز کے دوسرے بیٹے اغتائی کے جانشینوں نے جو ایران کے ایلخا کہلاتے تھے اپنے چچیرے بھائیوں کے علاقہ پر یورش کر کے چغتائی مملکت کے دو ٹکڑے کر دیئے مغربی ٹکڑا ماوراءالنہر کے معروف نام سے موسوم ہوا جس کا صدر مقام سمرقند تھا۔ اور مشرقی حصہ جس کی صحیح جغرافی حدود کے قائم کرنے میں محققین زمانہ حال کو بہت کم دشواریاں پیش آئی ہیں۔ اس دوران میں ایک مسلم قیدی کی آذان اور طرز نماز سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو

گیا جس سے ساری قوم مسلمان بن گئی تھی۔

افریقہ میں اسلام | افریقہ میں اس وقت تین مذہبوں کی جنگ ہے اسلام مسیحیت اور قدیم بت پرستی اسلام اور مسیحیت دونوں قدیم بت پرستوں میں اشاعت و تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں مسیحیوں کا خیال ہے کہ افریقہ میں اسلام بے پناہ طریق پر ترقی پذیر ہے۔ مغربی ساحل پر دھومری میں کم وبیش ڈیڑھ سو درس گاہیں ہیں جن میں قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ذریعہ سے باشندوں کے دل پر اسلام کی گرفت مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے جبشہ میں بہت سے قبائل مسلمان ہو چکے ہیں۔ تباہ حال اور پسماندہ بالخصوص تیزی کے ساتھ اسلام قبول کرتے چلے جا رہے ہیں اس وقت ایشا کے تین لاکھ اٹھاسی ہزار مسلمان افریقہ میں موجود ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی اشاعت زوروں پر ہے مسلم تاجروں نے ساحل کے ساتھ ساتھ جابجا اپنی دکانیں اور فرمیر کھول لی ہیں یہ لوگ گرم آب وہوا میں رہنے کے عادی ہیں اور بلا تکلف ایسے مقامات پر پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں کوئی یورپین آسانی کے ساتھ مقیم نہیں ہو سکتا یہ لوگ افریقہ کی عورتوں سے شادیاں کر لیتے ہیں اور مسلم خاندان بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ عربی افریقہ کی علمی زبان ہے اس ذریعہ سے بھی مسلمانوں کی اشاعت میں بہت مدد مل رہی ہے۔ ایک امریکن مسیحی مبلغ یہ کہتا ہے کہ اسلام نے افریقہ کے لئے ایک مخصوص تعلیمی اسکیم تیار کر رکھی ہے

سینی گال میں جو فرانس کے ماتحت ہے۔ عربی زبان اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس قسم کے اٹھارہ سو مدارس ابتدائی موجود ہیں اور ایک ہائی اسکول ہے ان سب میں بارہ ہزار طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ فرانسیسی سوڈان میں بھی عربی کی تعلیم کا انتظام ہے وہاں دو ہزار ایک سو سترہ مدارس ہیں جن میں چھپتر ہزار طلبہ پڑھتے ہیں فرانسیسی گائنا میں بھی عربی کی تعلیم ترقی پر ہے۔ آئیوری کوسٹ میں اگرچہ مسلمانوں کی آبادی صرف ۱۱ فی صدی ہے لیکن وہاں تین سو مسجدیں اور چار سو پچیس مکاتب قرآن ہیں برٹش نائجیریا کے تمام مدرسوں میں عربی پڑھائی جاتی ہے۔ جزیرہ باسش میں بیالیس مسجدیں ہیں اور وہاں سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ایک اخبار فرانسیسی زبان میں نکلتا ہے۔ کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں نے ڈچ زبان میں قرآن حکیم کی تفسیر شائع کی ہے۔ افریقہ میں اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ رنگ کی تمیز کا روادار نہیں اور اس وجہ سے اہل افریقہ بلا تکلف اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ اسلام افریقہ میں مذہب پر فخر کر رہا ہے مسیحیت کا سرمایہ افتخار نسلی امتیاز ہے اسلام بت پرستی کا استیصال کر رہا ہے اوہام کو مٹا رہا ہے یہ جہاں پہنچا ہے اس نے آدم خوری اور انسانی قربانی کا خاتمہ کر دیا ہے اس نے پیروں، پروہتوں اور جادوگروں کے حلقے توڑ ڈالے ہیں۔ شراب نوشی اور قمار بازی کا بھی انسداد کر دیا ہے۔

چین میں اسلام | اسلام چین میں سمندر کی راہ سے جنوب اور خشکی کی راہ سے شمال مغرب سے داخل ہوا ۶ھ ہجری (۶۲۸ء) میں پہلے مسلم مبلغ وہاب بن ابی کبشہ چین میں آئے۔ کینٹن (CANTAN) تک جہاز سے اور پھر چانگان (CHANGAN) تک جسے اب شیان (SHIAN) کہتے ہیں خشکی سے چینی روایات میں ابن ابی کبشہ کا نام مختلف طریقوں سے درج ہے مثلاً سرتا (SRTa) اور ساکاپار (Sa-Ka-Pa) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابی رسول تھے چین کے مسلمان احترام و محبت کی بناء پر ان کو سید وقوص (Syed wakkus) یا وقوص بابا کہتے ہیں۔ اکثر انہیں پہلا بابا بھی کہتے ہیں یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرستادہ کی حیثیت سے خاندان سوئی (Sui) کے پہلے شہنشاہ کائے ہوانگ (Kai Hwang) کے دربار میں دعوت اسلام پیش کرنیکی غرض سے آئے ان کے ساتھ ان کے تین شاگرد اور بھی تھے۔ جو دوسرا بابا اور تیسرا بابا اور چوتھا بابا کے نام سے مشہور ہے شہنشاہ نے اعزاز و اکرام کے ساتھ کینٹن میں ان کا استقبال کیا، ایک مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ نیز حدود سلطنت کے اندر ارکان مذہب کی آزادانہ بجاآوری کا حق عطا کیا۔ اپنے مشن کے تکملہ کے بعد ۶۳۲ء میں وقوص بابا شہنشاہ کے جواب کے ساتھ عرب واپس گئے لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اسی سال ہوگیا تھا یہ معلوم کرنے کے بعد وہ فوراً پھر چین کی طرف روانہ ہو گئے اور اب کی بار اپنے ساتھ قرآن پاک کی ایک جلد لیتے گئے علاوہ ازیں اس سفر میں چالیس مسلمان بھی ساتھ تھے۔

خاندان سوئی کو شکست دے کر خاندان تانگ (TANG DYNASTYS) نے سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا لیکن جدید شہنشاہ کے دربار پر بھی وقوض بابا کا اثر بہت کافی پڑا کیونکہ نئے خاندان کے پہلے شہنشاہ نے صرف وہ حقوق قائم رکھے جو شہنشاہ کاتئے ہوانگ نے عطا کئے تھے بلکہ سلطنت کے خزانے سے کینٹن میں ایک مسجد تعمیر کرا دی جو کینٹن بلکہ چین کی پہلی مسجد تھی اس مسجد کا نام ہوئی شین مسجد (HEEI SHEN) یعنی مسجد بیادگار نبی کریم صلعم یہ شہر کی چہار دیواری کے اندر تعمیر کی گئی تھی۔ اور اس کا مینار ایک سو ساٹھ فٹ بلند تھا ۱۲ھ ۶۳۳ء میں وقوض بابا نے کینٹن میں وفات پائی۔ اور شہر کے باہر دفن ہوئے ان کے مزار کے قریب ایک مسجد بنا دی گئی۔ ان کے مقبرہ کی زیارت کے لئے چین کے تمام اطراف وجوانب سے لوگ آیا کرتے تھے۔ ان مسجدوں کے ارد گرد عرب تاجروں کی ایک چھوٹی سی نوآبادی قائم ہو گئی جن کے تعلقات پڑوسیوں کے ساتھ نہایت خوشگوار تھے معلوم ہوتا ہے کہ چند دنوں تک ان کی علیحدہ ایک جماعت تھی کیونکہ اس زمانے کا ایک وقائع نگار لکھتا ہے کہ شہر کینٹن کے مسلمانوں کا قاضی خود انہی کی جماعت کا ایک شخص ہوتا تھا۔

اور وہ شہنشاہ چین کے حضور میں اپنے معاملات نہ لے جاتے تھے مسلمانوں کی یہ جماعت جو کینٹن میں آباد ہوئی جلد بڑھ گئی کچھ تو اس وجہ سے لوگ باہر سے آکر اس میں شامل ہوتے گئے اور کچھ اس وجہ سے کہ اُنہوں نے اہل چین سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے اور ان کو مسلمان کرنے لگے۔ انہوں نے ہسپتال اور مدرسے قائم کئے اور رفاہ عام کی دوسری ضروری عمارتیں مثلاً کاروان سرائے وغیرہ تعمیر کرائیں۔ کنوئیں اور نہریں بھی بنوائیں۔

سمندر کے ذریعہ عرب اور چین کے تجارتی تعلقات پہلے سے قائم زیادہ تر عرب ہی سے ہو کر شام اور بحیرۂ روم کے مشرقی بندرگاہوں میں مشرق کا مال پہنچتا تھا۔ عربوں نے اس تجارت کو چین و ایران اور خلیج فارس کے درمیان بہت کچھ فروغ دیا۔ تجارت ہی کے فروغ کی بنا پر شروع کے مسلمانوں کو چین میں ایک اہمیت حاصل ہو گئی اور تجارت ہی کے سلسلہ میں اول اول ان کا ذکر چینی تاریخوں میں آتا ہے۔ جو مسلمان اول اول چین میں آکر آباد ہوئے ان کی تبلیغی سرگرمیاں کینٹن ہی تک محدود نہ تھیں۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہانگ کاؤ (HONG CHOW) بھی پہنچے جو چین کا شہر گلستان اور صوبہ چیکیانگ (CHEKIANG) کا پایہ تخت تھا اور اس کے بعد ساحلی شہروں نیز اندرون ملک کے متعدد شہروں میں جاکر آباد ہوئے۔ خاندان تانگ کے پہلے شہنشاہ کے عہد میں انہوں نے ایک مسجد

بھی تعمیر کی جس کی تکمیل سنہ ۹ھ ہجری سنہ ۶۳۰ء میں ہوئی۔ صوبہ سینسی (SHANSI) کا پایہ تخت سیان (ن ک ہ ز ک)، جو چینی نسل کا اصلی گہوارہ تھا۔ بتدریج چین میں مسلمانوں کا مرکز بن گیا اور اس کی یہ مرکزیت اس وقت تک قائم ہے۔ یہ تین طرف قدرتی حصار سے محفوظ ہے اور اس کے شمال میں چین کی عظیم الشان دیوار ہے یہاں مسلمانوں نے مسجدیں اور مدرسے تعمیر کئے۔ یہ مسجدیں آج بھی موجود ہیں اور ابتدائی مسلمانوں کے حیرت انگیز کارناموں کی شہادت دیتی ہیں سب سے پرانی مسجد جو اس صوبہ کی سب سے بڑی مسجد بھی ہے سنہ ۱۲۴ھ ہجری سنہ ۷۴۲ء میں تعمیر ہوئی تھی اس کا نام بڑی مسجد ہے۔ یہ مسجد تانگ کے عہد میں حکومت نے بنوائی تھی اس کی دیواروں پر قدیم عربی اور چینی عبارتیں اب تک ملتی ہیں حالی تک یہ مسجد حکومت کے زیر نگرانی تھی اور اس کی مرمت بھی حکومت ہی کی طرف سے ہوا کرتی تھی۔

شروع کے مسلمان تاجر صوبہ شینسی ہی میں جا کر آباد ہوئے اور وہیں سے انہوں نے تبلیغ دین کا آغاز کیا۔ صوبہ کی آبادی آج پچاسی لاکھ پچاس ہزار ہے، جس میں نصف سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ مسلمانوں کا دوسرا مرکز چوان کاؤ (CHAWCHUAN) جو صوبہ فوکین (FUKEEN) کا ایک مشہور ضلع تھا۔ اور جہاں آج بھی مسلمان بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ یہ صوبہ چین کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور اس کا بیشتر حصہ پہاڑی ہے۔

زمین زیادہ تر ریتلی ہے۔ تانگ اور سنگ خاندانوں کے دور میں مسلمان یہاں آکر آباد ہوئے ان کا خاص پیشہ زراعت تھا۔ اور خصوصیت کے ساتھ چائے کی کاشت کرتے تھے چران کاؤ میں بھی انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی اگرچہ اس مسجد کی تکمیل کی صحیح تاریخ نہیں معلوم تاہم اتنا معلوم ہے کہ ۳۹۹ھ ہجری سنہ ۱۰۰۹ء میں اس کی مرمت حکومت کی طرف سے ہوئی تھی۔ اس کا نام طاہر مسجد ہے اس کی دیواروں پر قرآن پاک کی سورتیں کندہ ہیں۔ لنگ شان (LUNGSNAN) کی پہاڑی پر ایک قبرستان ہے جس میں تیسرے اور چوتھے بابا مدفون ہیں۔ دوسرے بابا کا مزار یانگ کاؤ کے ضلع میں ہے جو صوبہ کیانگ سو (KIANGSOU) میں واقع ہے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مسلمان دین کی نشر و اشاعت کے لئے چین کے مختلف صوبوں میں پھیل گئے تھے۔ چین میں اسلام کی تبلیغ ابتداً تمام تر ان مسلمان تاجروں کی جو جنوبی بحروں سے آئے تھے ۱۳۶ھ ۷۵۸ء میں ان ابتدائی مسلمانوں کی تعداد میں ایک خاص سبب سے اہم اضافہ ہو گیا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں چین خانہ جنگیوں کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اور تخت سلطنت کے لئے شاہی خاندان کی دو جماعتیں ایک دوسرے کو برباد کر دینا چاہتی تھیں بالآخر بہت کچھ قتل و خون کے بعد شہنشاہ سوٹسنگ (SUT SUNG) جو خاندان تانگ سے تعلق رکھتا تھا خلیفہ منصور سے مدد کی درخواست کی۔

خلیفہ نے دس ہزار مسلمان سپاہیوں کا ایک دستہ شہنشاہ کی مدد کے لئے روانہ کیا جس نے باغیوں کو شکست دے کر شہنشاہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس واقعہ سے شہنشاہ چین اور خلیفہ کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے شہنشاہ نے اس احسان کے بدلے میں مسلمان سپاہیوں کو چین میں آباد ہونے زمینیں خریدنے اور چینی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی اس کے بعد اسلام کے مبلغ سلطنت چین کے شمالی مغربی حصہ یعنی قنصو اور شنسی کے صوبوں میں بکثرت جانے لگے۔ جہاں آج بھی چینی مسلمانوں کی اکثریت پائی جاتی ہے چین میں مسلمانوں کا شمار ساٹ کروڑ ہے۔ اس کا تقریباً تین چوتھائی حصہ انہیں دونوں صوبوں میں آباد ہے

سفیروں کا تبادلہ چینی اور اسلامی سلطنتوں کے درمیان جو دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے وہ سیاسی تعلقات کے قائم ہو جانے سے اور زیادہ مستحکم ہو گئے۔ ہر ایک نے دوسرے کے دربار میں اپنا سفیر بھیجا چینی تاریخوں میں ان بہتیرے موقعوں کا ذکر ہے اسجگہ ہم نے بعض خصوصیات پر مختصر تبصرہ کر دیا ہے تفصیل میری کتاب اسلام کے احسانات میں ملاحظہ ہو سکتا ہے۔

شانِ مسلم

میں جبکہ خود آگاہ ہوں خدا میرے لئے ہے
جو کچھ بھی ہے دنیا میں بنا میرے لئے ہے

چُومی ہے فرشتوں نے ادب سے میری دہلیز
آدم کی خلافت کی قبا میرے لئے ہے

کیوں جاؤں گدایانہ میں اغیار کے در پہ
جب رحمتِ شاہِ دوسرا میرے لئے ہے

سمجھے بھی کہ کیا ہے میری کیفیت مستی
یثرب کی مے ہوش ربا میرے لئے ہے

کیوں پرسشِ محشر کی ہو شرگ کو شکایت
جب شیوۂ تسلیم و رضا میرے لئے ہے

جس قوتِ بازو نے اکھاڑا درِ خیبر
وہ موہبتِ شیرِ خدا میرے لئے ہے

ترکہ میں ملی ہے مجھے فاروقؓ کی سطوت
صدیقؓ کا انداز صفا میرے لئے ہے

میں مٹ کے راہِ حق میں ہوا زندۂ جاوید
خوش ہوں کہ فنا میں بھی بقا میرے لئے ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

مولانا محمد علی جوہر مرحوم

مقام مسلم

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں اُلجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

علامہ اقبال مرحوم

خلافتِ بنو اُمیّہ

۴۱ھ تا ۱۳۲ھ
۶۶۱ء تا ۷۴۹ء

از

عبدالقیّوم ندوی

باب سوم

خلافت بنو اُمیّہ

سنہ ۴۱ھ / ۶۶۱ء تا سنہ ۱۳۲ھ / ۷۴۹ء

بنو اُمیّہ کی حکومت تقریباً ایک سو سال قائم رہی۔ یہ عربوں کی حکمرانی کی اصل تصویر تھی اس میں عربی شجاعت وشہامت، عربی بلاغت وفصاحت عربی عصبیت اور خودداری کے وہ نظارے ملتے ہیں جو بعد میں کم دیکھے گئے۔ اگر واقعہ کربلا۔ یزید کی جبراً بیعت، حکومت جمہوریت سے شخصی بادشاہت کی طرف منتقلی اور باپ کے بعد بیٹے کی ولی عہدی کا غلط نظام نہ قائم ہوا ہوتا تو یہ سلطنت میں ہمہ گیری اور جہاں بانی کے بڑے زبردست جوہر ملتے ہیں۔ یہی وہ جوہر ہیں جن کی زبردست قوت سے اس نے تھوڑے ہی عرصے میں یورپ ایشیا اور افریقہ کے اکثر حصوں کو اپنے زیر اقتدار کر لیا تھا۔ اور امن وامان خوشحالی وفارغ البالی کو اس سرے سے

اس سرے تک عام کر دیا تھا۔ اسلامی سکہ عربی دفتری زبان اور اس قسم کی دوسری بہت سی باتیں اسی دور کی یادگار ہیں۔ نہروں کی کثرت پلوں کی تعمیر بحری فوج اور جہاز رانی کے کارخانے پولیس ڈاک اور فوج کی ترقی یافتہ تنظیم اسی عہد کی برکات سے ہیں۔ اس میں چودہ حکمرانوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی۔ اس کے بانی حضرت امیر معاویہ ہیں۔ اور اس کو ختم کرنے والے مروان الحمار۔

حضرت امیر معاویہؓ

سن ۴۱ھ تا سن ۶۰ھ مطابق سن ۶۶۱ء تا سن ۶۶۹ء

پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب حضورؐ سے جا ملتا ہے بعثت نبوی کے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے ۸ھ میں آپ مسلمان ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں حضورؐ کے دربار کے کاتب وحی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد عہد صدیقی سے آپ کے اصل کارنامے شروع ہوئے۔ (بلاذری صفحہ ۱۲۳)

آپ فتح مکہ کے بعد کے مسلمانوں میں ہیں صحبت نبوی سے استفادہ کا زیادہ موقع نہ مل سکا تھا۔ اس لئے آپ میں علم و عمل کے وہ جوہر پیدا نہ ہوسکے جو مہاجرین اولین کا طغرائے امتیاز ہے۔ تاہم آپ صحابی رسول تھے

اس لئے آپ کا دامن اخلاقی فضائل سے خالی نہ تھا (تاریخ اسلام دار المصنفین جلد ۲)

آپ دولت امویہ کے بانی تھے اور اگر حضرت علیؓ سے جنگ آزما نہ ہوتے تو آپ کی محبت متفقہ طور پر ہر مسلمان کے دل میں ہوتی۔ آپ کے کارنامے بسیار ہیں، آپ ہی کے عہد میں بحری لڑائیاں شروع ہوئیں۔ فتوحات کی وسعت اور شکوہ اسلام کی فراوانی نے اپنوں پرائیوں سب سے آپ کی سیاست دانی اور اعلیٰ نظام حکومت کا لوہا منوا لیا۔

آپ کی صفات میں حلم، فیاضی اور دانائی خاص طور سے نمایاں ہیں مورخین کا اتفاق ہے۔ کہ سرکار رسالتؐ کے بعد عرب چار بزرگوں سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں ہوا حضرت عمر حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عمرؓ آپ کو عرب کا کسریٰ کہا کرتے تھے۔ حضورؐ نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا اے معاویہ جب تو بادشاہ بنا تو رعیت پر نرمی کرنا۔ ایک اور موقع پر فرمایا تھا کہ خداوندا معاویہ کو ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ آپ کو دنیا کی مختلف آزمائشوں میں مبتلا ہونا پڑا۔ لیکن دل خوف وخشیت الٰہی سے خالی نہ تھا۔ آپ مواخذہ قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے اور اس کے عبرت آموز واقعات سن کر زار زار روتے تھے۔ (اسد الغابہ بحوالہ تاریخ اسلام دار المصنفین)

ہم نشینوں کا تبصرہ: قبیصہ بن جابر کا بیان ہے کہ میں مدت العمر آپ کی

خدمت میں رہا لیکن کسی شخص کو آپ سے بڑھ کر حلیم عاقل اور منکسر المزاج نہ پایا (تاریخ الخلفاء سیوطی)

اس حلم اور تواضع کے باوجود اس قدر رعب داب تھا کہ لوگ آتے تو تھرتھرا جاتے ایک بار ایک شخص آپ کے دربار میں آیا اور مارے رعب کے کہنے لگا۔ السلام علیک یا رسول اللہ آپ یہ سُن کر ہنس پڑے۔ نہایت سیر چشم اور عیوب سے چشم پوشی کرنے والے تھے۔ یاد خدا سے دل غافل نہ تھا۔ فرائض و واجبات کے پابند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ صحبت یاد آجاتی تو دن دن بھر رویا کرتے تھے۔ نہایت حسین و جمیل بلند قامت گورا رنگ تھا چہرہ پُر رعب تھا۔ فصاحت و بلاغت تقریر و خطابت میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ دستر خوان نہایت وسیع تھا اس میں اپنے پرائے دوست دشمن کا امتیاز نہ تھا۔ ایک بزرگ جو حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب سے آپ سے لڑتے تھے دستر خوان میں آپ ہی کے شریک ہوتے تھے کسی نے از راہ خوش طبعی حضرت معاویہؓ کے سامنے دستر خوان پر ان سے دریافت کیا کہ آپ لڑتے اُدھر سے ہیں کھاتے یہاں سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جنگ کا لطف وہاں ہے کہ حق ادھر ہے اور کھانے کا مزہ یہاں ہے کہ شاہانہ دربار ہے۔ حضرت معاویہ یہ سُن کر ہنس پڑے۔

دنیاوی ابتلا کا پورا احساس و اعتراف تھا اور اس پر ندامت
و پشیمانی تھی ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے کہ ایک مقام پر منزل ہوئی ایک
اونچے اور بلند مقام پر فرش بچھایا گیا۔ سامنے سے آپ کے خدم وحشم،
اونٹ گھوڑے لونڈی غلام قطار سے گزرنے لگے انہیں دیکھ کر امیر
معاویہ نے اپنے ساتھی ابن سعدہ سے کہا خدا ابوبکرؓ پر رحم کرے۔ نہ
انہوں نے دنیا کو چاہا نہ دنیا نے اُنہیں چاہا۔ عمرؓ کو دنیا نے چاہا لیکن
انہوں نے اس کو نہ چاہا عثمانؓ کو کچھ مبتلا ہونا پڑا اور ہم لوگ بالکل اسی
میں آلودہ ہو گئے آپ یہ کہہ رہے تھے۔ اور آپ پر ندامت و پشیمانی
کے آثار طاری تھے (تاریخ طبری ۱۴۹)

آخر عمر میں ان آزمائشوں کو یاد کر کے کہتے تھے کاش میں ذی طویٰ
کا ایک معمولی قریشی ہوتا اور ان معاملات میں نہ پڑا ہوتا (تاریخ طبری ۱۴۷)

اہم واقعات و کارنامے آپ کا زمانہ اسلامی تاریخ کے اہم ترین واقعات
سے پُر ملے گا۔ آپؓ کے زمانے میں ہندوستان پر دو طرف سے حملہ ہوا۔
ایک بحری دوسری درہ خیبر کی طرف سے اور دونوں طرفوں سے فتوحات
حاصل ہوئیں، بخارا کے ملک سعید بن عثمان بن عفان نے اور سمرقند کو
سعید بن العاص اور جنرل مہلب نے فتح کیا۔ یورپ میں ادورڈ فتح
ہوا۔ رودڈس فتح ہوا۔ قسطنطنیہ پر ۵۹ھ میں حملہ ہوا اسی طرح افریقہ

میں ۴۱ھ سے ۴۵ھ تک کئی فتوحات حاصل ہوئیں۔ بحری فوج تیار ہوئی اور جہاز کے کئی کارخانے مصر اور دیگر بندرگاہوں پر قائم ہوئے۔ پولیس کا باقاعدہ صیغہ منظم ہوا۔ سارے ملک میں ڈاک کا مکمل نظام قائم ہوا (الفخری ص۱۴۴) اسی طرح مہرخانہ اور پولیس کا محکمہ علیحدہ مقرر ہوا (الفخری ص۹۷)

جگہ جگہ نہریں تعمیر ہوئیں۔ سڑکوں کی مرمت کر کے دریاؤں پر پل بنوائے جس سے رعایا کی خوشحالی اور پیداوار اور ذرائع نقل وحمل میں بے حد ترقی ہوئی۔ افریقہ میں قیروان شہر آباد کرایا۔ پرانے شہروں کو نئے سرے سے تعمیر کرایا ۴۳ھ میں انطاکیہ۔ روڈسی اور ارووڈ میں مسلم آبادیاں قائم کرائیں (فتوح البلدان ص۱۵۴)

مجاہدین کے بچوں کے وظائف جاری کرائے، غیر مسلم رعایا کی پوری حفاظت اور ان کے حقوق کی پوری نگرانی فرمائی۔ یوحنا گرجے کے پاس مسجد تھی اس لئے بعض امراء نے چاہا کہ اس گرجے کو مسجد میں شامل کر لیا جائے لیکن امیر معاویہ نے سختی سے منع کر دیا اور فرمان جاری کیا کہ کسی غیر مسلم کے کسی حق کو کسی صورت میں ضائع نہیں کیا جائیگا، ذمہ دار عہدوں پر غیر مسلموں کو مقرر فرمایا۔ ابن آثال نصرانی کو حمص کا حاکم اور سرجون رومی کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا (طبری جلد ۲ ص۲۱۲)

آپ کے عہد میں بہت سی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور اسلام کا دائرہ
بہت وسیع ہوا۔

اخلاق وعادات آپ سے ۱۶۳ حدیثیں مروی ہیں آپ ہی کے زمانے
میں سب سے پہلے تاریخ کی کتاب لکھی گئی۔ نہایت مدبّر، ہوشمند، حلیم، بہادر
سیاستدان، بلیغ اور فیاض تھے۔ (طبری جلد ۷)

کرامؓ اکابر قریش اور دوسرے اعیان وشرفا پر آپ کا ابر کرم برابر
برستا رہتا تھا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ ابن زبیرؓ عبداللہ بن عمرؓ اور
آل ابی طالبؓ کے افراد امیر کے بڑے بڑے مخالفوں میں تھے۔ لیکن
امیر معاویہ کی فیاضیاں ان کے لئے بھی یکساں تھیں۔ یہ بزرگ انہیں بُرا
بھلا کہتے تھے اور امیر ان کی خدمت کرتے تھے (طبقات ابن سعد بحوالہ
تاریخ دارالمصنفین)

ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالبؓ چالیس ہزار
کی ضرورت لے کر ان کے پاس گئے اور بھرے مجمع میں انہیں اور ان
کے والد ابوسفیان کو بُرا بھلا کہا، امیر نے سُنا اور سُن کر مطلوبہ رقم پیش کر دی۔
(اسد الغابہ)۔

تمام اکابر صحابہؓ کے وظائف مقرر تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ
ان کے خلاف تھے لیکن ان کی فیاضی کے معترف تھے۔ کہا کرتے تھے

کہ جو لوگ معاویہؓ کے پاس جاتے ہیں وہ ایک وسیع وادی میں اترتے ہیں۔

فتوحات | آپ کا دور فتوحات اور جہانگیری وجہاں داری کے لحاظ سے نہایت شاندار دور ہے۔ آپ بہت بڑے بہادر اور مدبر تھے۔ ۴۳ھ میں سجستان ودان۔ برقہ۔ کلوازی اور رج فتح ہوئے ۴۵ھ میں قیقان کا صوبہ فتح ہوا، ۵۰ھ میں قوہستان فتح ہوا۔ اسی سال آپ نے یزید کی بیعت لی جس سے عالم اسلامی میں عام ناراضی پیدا ہوئی اور جس نے بالآخر واقعہ کربلا کی صورت اختیار کی۔ آپ نہایت زبردست سیاسی لیڈر بھی تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ آپ کے زمانے میں ساری دنیا میں آپ سے بڑھ کر کوئی سمجھ دار اور دانا شخص نہیں تھا۔ مورخین کا کہنا ہے کہ کوئی حکمران ایسا نہیں جس کی حکومت میں کوئی شورش نہ برپا ہوئی ہو اور ایک آدھ شہر نہ نکل گئے ہوں سوائے آپ کے پوری مدت خلافت میں ایک شورش بھی نہ ہوئی اور نہ ایک بالشت زمین آپ کے قبضہ سے نکلی۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۱۹)

شمال وجنوب میں دو ہزار میل اور مشرق ومغرب میں تین ہزار میل سے زائد آپ کی سلطنت کا رقبہ تھا،

طرز حکومت | حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت ایک شخصی حکومت تھی اور اس کے

استحکام کے لئے جو کچھ بھی وہ کر سکتے تھے کرتے رہے تھے۔ اس کا اندازہ ان کے بیان سے ہو سکے گا۔ جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا جہاں زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا نہیں استعمال کرتا ہوں اگر میرے اور کسی کے درمیان ذرہ برابر بھی رشتہ قائم ہو جائے تو میں اس کو نہیں توڑتا ہوں جب لوگ سخت ہوتے ہیں میں نرم ہو جاتا ہوں اور جب وہ سست پڑ جاتے ہیں تو میں سخت ہو جاتا ہوں (یعقوبی جلد ۲ ص ۲۸۴)

یزید کو وصیت | آپ نے اپنے مرنے سے پہلے یزید کو ایک اہم وصیت کی جس کا خلاصہ درج ہے۔ "میں نے تیرے راستے کے تمام کانٹوں کو ہٹا دیا ہے۔ تو اہل حجاز پر نرمی کرنا اور آل قریش و اہلبیت سے سلوک سے پیش آنا۔ ان کی خبر گیری میں کسر نہ اٹھا رکھنا، حکام کا بدلنا تلوار نکالنے سے بہتر ہے، حسین ابن علی اگر قابو میں آئیں تو حسن سلوک کرنا کہ وہ ہمارے عزیز اور رسول اللہ کے قرابتدار ہیں۔ البتہ ابن زبیر کو ہرگز نہ چھوڑنا (الفخری ص ۱۰۲)

وفات | رجب ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں ۱۹ سال خلافت کر کے وفات پائی۔ ضحاک بن قیس نے نماز جنازہ پڑھائی۔

وصیت کے مطابق حضور کے ایک کرتہ کا کفن دیا گیا۔ اور حضور کے ناخن اور بالوں کو ناک و آنکھ میں بھر دیا گیا، دمشق میں مدفون ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ (استیعاب جلد اول ص ۲۶۲)

یزید بن معاویہ

سنہ ۶۰ھ تا سنہ ۶۴ھ

امیر معاویہ کی وصیت اور تقرر کے مطابق یزید سنہ ۶۰ھ میں بادشاہ ہوا وجیہہ خوبصورت اور سمجھ دار تھا لیکن حد درجہ فاسق و فاجر تھا حضرت امام حسینؓ اور شہدائے کربلا کا واقعہ اسی کے عہد میں ہوا اور مدینہ منورہ و خانہ کعبہ کی توہین بھی اسی کے زمانے میں ہوئی ۴ سال زندہ رہ کر سنہ ۶۴ھ میں ہلاک ہوا۔ عمر ۳۸ سال مدت حکومت تین سال نو ماہ (ابن اثیر جلد ۳ ص ۴۴)

واقعہ کربلا سنہ ۶۰ھ میں جب یزید تخت نشین ہوا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کی اصرار شروع کر دی۔ آخر حضرت امام حسینؓ مدینہ کے اموی گورنر کی سختی سے تنگ آ کر شعبان سنہ ۶۰ھ میں مکہ شریف میں مقیم ہو گئے، یہاں اہل کوفہ نے نامہ و پیام اور وفود کے ذریعہ سے آپ کو بلانا شروع کیا کہ آپ آ کر خلافت قبول فرمائیں۔ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو دریافت حال کے لئے روانہ کیا۔ لیکن مسلم بن عقیلؓ۔ ابن زیاد گورنر کوفہ کے حکم سے قتل کر دیئے گئے (اخبار الطوال ص ۲۵۱)

جس وقت حضرت مسلمؓ کوفہ آئے تھے چالیس ہزار ہاتھوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن ابن زیاد کی ایک ڈانٹ سے یہ سارا جوش رخصت ہو گیا،

حضرت مسلمؓ نے پہلے جوش کے پیش نظر حضرت امام حسینؓ کو آنے کے لیے خط لکھ دیا تھا جس کی بناء پر ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو حضرت معہ اپنے ۲۷ ساتھیوں کے مکہ مکرمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے (طبری جلد ۷ ص۲۷)

۲ محرم ۶۱ھ میں آپ ارض نینوا میں خیمہ زن ہوئے (ابن اثیر جلد ۴ ص۲۴)

یزیدی فوج کی آمد | ۳ محرم ۶۱ھ کو عمر بن سعد نے چار ہزار مسلح و تربیت یافتہ فوج سے میدان کو بھر دیا حضرت امامؓ نے ہر چند صلح کی کوشش فرمائی۔ اور آخر میں یزید کے خود ملنے یا کسی اور طرف چلے جانے کی پیش کش کی لیکن ابن زیاد نے نامنظور کر دیا اور حکم لکھ بھیجا کہ حضرت امامؓ کا پانی اسی طرح بند کر دو جس طرح حضرت عثمان غنی کا پانی بند کیا گیا تھا۔ چنانچہ ۷ محرم سے دریائے فرات پر پہرہ بٹھا دیا گیا (طبری جلد ۷ ص۲۱۲)

آخر میں حضرت امام حسینؓ جب ہر طرف سے ناامید ہو گئے تو دنیا والوں سے بے نیاز ہو کر خداوند عالم مالک حقیقی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ اور ذکر و فکر، ساتھیوں کو ہدایات دینی اور صبر و ضبط کی وصیت اعزہ و اقرباء کو یاد الہٰی کی تعلیم و تاکید فرمانے میں مصروف ہوئے۔ اسی درمیان کئی بار آپ نے اہلِ کوفہ اور ابنِ زیاد کی افواج سے خطاب فرمایا۔ ان کو اپنے حقوق، سرکار رسالت پناہ کے احسانات، تعلیماتِ اسلام یاد دلائے اور ہر طرح سے اتمامِ حجت فرمائی مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ البتہ حضرت حرؓ جو مخالف

فوج کے ایک سردار تھے ادھر سے نکل کر حضرت امامؑ کے ساتھ ہو لئے۔ اور جان نثاری میں جان فدا کر دی۔

دس محرم الحرام کو جنگ شروع ہوئی حضرت امامؑ کے ساتھی نہایت ہی شجاعت و شہامت سے لڑے کہ دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ گئیں۔ لیکن بالآخر ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کیا شمر نے چاہا کہ مقدس خواتین اہل بیت کے خیموں میں آگ لگا دے لیکن عمر بن سعد سپہ سالار لشکر کی ڈانٹ سے باز رہا (طبری جلد ۷ صلـ۳۵)

حضرت امامؑ کی شہادت | دوپہر تک تقریباً آپ کے تمام جاں نثار جام شہادت نوش فرما گئے، حضرت علی اصغر خورد سال بھی شہید ہوئے اور حضرت علی اکبر نوجوان لخت جگر بعمر ۱۸ سال بھی شہید ہو گئے۔ مورخین کا بیان ہے کہ جب نوجوان بیٹے کی نعش کو آپ اپنی پیٹھ پر لاد کر خیمہ میں لائے اس سے پہلے آپؑ کے بال سیاہ تھے لیکن اس واقعہ کے فوراً بعد فرط ملال سے سب بال سفید ہو گئے۔ قریب عصر آپ نے بھی شہادت کی تیاری فرمائی اعزہ کو یاد الٰہی اور صبر کی وصیت فرما کر میدان کو یہ کہتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ ؎

بے وارثوں کا وارث والی اِلٰہ ہے
دیکھو ڈگے نہ پاؤں کہ مشکل یہ راہ ہے

لٹنے میں صبر و شکر تباہی میں چاہیئے
رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیئے

عصر کے بعد تک نہایت دلیری سے لڑتے رہے، پھر سنان بن انس نے آپ کے مبارک بدن پر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر گئے اور شمر بن یزید نے سراقدس کو تن سے جدا کر دیا اس وقت آپ سجدہ میں تھے۔ اور راوی کا بیان ہے کہ خدا کی حمد و ثنا میں زبان مصروف تھی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یہ دس محرم الحرام ۶۱ھ کا واقعہ ہائلہ ہے ستمبر ۶۸۱ء تھا۔ (طبری جلد ۷ ص ۳۶۵)

شہادت کے بعد | شہادت عظمیٰ کے بعد لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے سراقدس کو ابن زیاد کے ملاحظہ کے لئے بھیج دیا گیا (ابن سعد جلد ۶ ص ۱۴۲) دوسرے دن غاضریہ قصبہ کے لوگوں نے شہداء کی لاشوں کو مدفون کیا (تاریخ اسلام جلد دوم ص ۶۵)

یزید کا تاثر | جب حضرت امام مظلوم کا سر اور لٹا ہوا قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو اس کو بے حد ملال ہوا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہا خدا کی قسم اگر تم لوگ حسینؑ کو قتل نہ کرتے تو میں زیادہ خوش ہوتا۔ ابن زیاد پر خدا کی لعنت ہو اگر میں موجود ہوتا تو خدا کی قسم حسینؑ کو معاف کر دیتا خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے (اخبار الطوال ص ۲۶۷)

ایک شخص نے حضرت امامؑ کے اسمِ گرامی کو بے ادبی سے لیا یزید نے فوراً ڈانٹا (طبری جلد ۷، ص ۳۷۶)

یزید کا سلوک | یزید نے اہلِ بیت کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا، تمام خواتین کو نہایت عزت سے اندر بھجوا دیا۔ حضرت زین العابدین جو بیماری کی وجہ سے اہلِ کوفہ کی ستمرانیوں سے بچ گئے تھے کو اپنے ساتھ کھلاتا تھا۔ اس نے تمام مالی نقصان کا معاوضہ دلا دیا۔ لٹے ہوئے مال کو جو مل سکا تلاش کر کے اہلِ بیت کو دلا دیا (طبری جلد ۷، ص ۳۵۱)

قافلہ کی مدینہ کو روانگی | پھر تھوڑے دنوں کے بعد یزید نے اس مقدس قافلہ کو مدینہ روانہ کر دیا۔ حضرت زین العابدین صاحبزادہ اقدس حضرت امام مظلوم کو بلا کر کہا خدا ابن زیاد پر لعنت کرے اگر میں ہوتا تو حسینؑ کو ضرور بچا لیتا خواہ میری تمام اولاد کام آجاتی لیکن خدا کا حکم پورا ہو چکا ہے آئندہ جو بھی تم کو ضرورت ہو مجھے لکھنا (طبری جلد ۷، ص ۳۷۸)

اس واقعہ کا عالمِ اسلام پر اثر | اس واقعہ سے عالمِ اسلام پر زبردست اثر پڑا۔ خاص مدینہ و مکہ میں بغاوت پھیل گئی۔ مدینہ منورہ میں جو جنگ ہوئی اس کو واقعہ حرہ کہا جاتا ہے جو تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ تکلیف دہ باب ہے مسلم بن عقبہ نے یزید کی طرف سے اہلِ مدینہ سے جنگ کی تین دن تک قتلِ عام ہوا اور بے شمار نقصان ہوا جس کی تفصیل

لکھنے سے زبان قلم شرمندہ بھی ہے اور عاجز بھی۔ چوتھے دن امن قائم ہوا باقی لوگوں نے یزید کے ہاتھوں پر بیعت کر لی (ابن اثیر جلد ۳ ص ۴۲۶)

مکہ کا محاصرہ | مسلم بن عقبہ نے مدینہ کے بعد مکہ کا رُخ کیا لیکن راستہ میں مر گیا تب حصین بن نمیر نے فوجوں کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی، اور حضرت عبداللہ بن زبیر جنہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا حملہ کیا شکست کھا کر حصین پسپا ہوا۔

قاتلین حسینؑ | حضرت عبداللہ بن زبیر نے تمام قاتلین حسینؑ سے پورا پورا بدلہ لیا۔ چند برس بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ خسر الدنیا والآخرہ کے پورے پورے مصداق بن گئے ـــــ واقعی جو لوگ دنیا کے لئے دین کو چھوڑتے ہیں۔ دنیا بھی جاتی ہے دین بھی جاتا ہے!!

اجمالی تبصرہ | یزید کے معاملہ میں غلط روایات کا بھی انبار ہے اگر دس صحیح ہیں تو کچھ غلط بھی ہیں۔ شراب خور تھا لیکن اوپر کی مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا اس کی لاعلمی میں ہوا لیکن یہ الزام درست ہے کہ پھر اس نے قاتلین امام سے بدلہ کیوں نہیں لیا، دوسرا واقعہ حرہ اور خانہ کعبہ پر چڑھائی یہ ایسے واقعات ہیں جن سے اس کا دامن کبھی بھی صاف نہ ہو سکے گا۔ لاکھ سیاسی مصالح کیوں نہ ہوں پھر بھی احترام مدینہ و مکہ جن کو حضورؐ نے حرم محترم قرار دیا ہو ان پر فوج کشی کرنا۔ بلکہ

وہاں پر قتل عام کرنا یہ کسی صورت سے بھی قابل فراموش نہیں یہی وجہ ہے کہ اہل انصاف کی نظر میں بھی یزید کا نام ایک مکروہ نام ہے۔ یزید بہادر تھا قسطنطنیہ کی رومی جنگوں میں سپہ سالار تھا، سیر و شکار کا نہایت شوقین تھا، اس کے عہد میں ترکستان کے کئی حصے فتح ہوئے، اور پانچ کروڑ اشرفیاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں ۶۳ھ میں اڑیسہ میں رومیوں کو شکست ہوئی اور افریقہ میں متعدد علاقے فتح ہوئے۔ (ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۳۶)

یزید فاسق اور فاجر تھا شرابی اور فضول عمل تھا، ایسی صورت میں صحابہ و تابعین پر امیر ہونا اس کا کسی حال میں زیب نہیں دیتا تھا، پر اللہ تعالیٰ کے مصالحہ میں کوئی دخل دے سکتا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہی بڑا حکیم و خبیر ہے،

معاویہ بن یزید

۶۴ھ میں یزید کے بعد اس کا نیک بخت نیک کردار اور نیک عمل بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا۔ یہ نہایت نمازی اور متقی و پرہیزگار تھا ہر وقت یاد الٰہی اور ذکر و فکر سے سروکار رکھتا تھا۔ اس نے خلافت کی طرف نظر کی تو اسے سوائے خون مسلم کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ اس لئے صرف ۳ ماہ اور چند یوم خلافت کر کے دست برداری اختیار کر لی اور ساری

زندگی یادِ خدا میں گزار دی۔ دستبرداری کے بعد خلافت اسلامیہ دو حصوں میں بٹ گئی مصر اور شام کے علاقے مروان ابن حکم نے لے لئے اور حجاز اور عراق میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت تسلیم کی گئی (تاریخ طبری ص۱۲۷)

حضرت عبداللہ زبیرؓ

۶۵ھ تا ۸۶ھ

۶۸۶ء تا ۷۰۵ء

والد ماجد حضرت زبیر بن العوام حواری رسولؐ اور والدہ ماجدہ حضرت اسماء تھیں، مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ ہم نے بددعا کر دی ہے مسلمان بے اولاد ہو جائیں گے تب حضورؐ کی دعاؤں سے جو بچہ پیدا ہوا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر تھے مسلمانوں میں بے حد خوشی ہوئی کہ آپ خدا کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔ آپ اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کے دامن تربیت سے فیضیاب ہوئے تھے۔ بہت بڑے قاری اور بہت بڑے مفسر اور محدث تھے۔ خلفائے راشدینؓ سے بھی علوم سیکھے تھے آپ کے شاگردوں کی تو کوئی تعداد ہی نہیں ہے۔ (ابن اثیر ص۹۷)

عربی کے علاوہ مختلف زبانوں سے واقفیت تھی ان کے غلام مختلف قوم اور نسل کے تھے اور وہ ان سب سے انکی مادری زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ (مستدرک) بڑے فصیح وبلیغ مقرر تھے۔ عثمان بن طلحہؓ کا بیان ہے کہ فصاحت وبلاغت میں اُن کا کوئی مقابل نہ تھا۔ اس کی تصدیق اور تقریروں سے ہوتی ہے جو تاریخوں میں موجود ہیں (تاریخ دار المصنفین جلد۲) آپ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد آپ نے حجاز پر قبضہ کر لیا اور یزید کی حکومت سے اور بھی کئی علاقے چھین لئے صرف ملک شام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ورنہ تمام عالم اسلام نے آپ کو متفقہ خلیفہ تسلیم کر لیا۔ آخر عبدالملک بن مروان نے آپ سے جنگ کی اور حجاج بن یوسف کی سرگردگی میں ایک لشکر جرار مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لئے بھیجا آپ نے جنگ کی لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی سے آپ کی شکست ہوئی۔ آخر وقت میں اپنی والدہ سے ملنے آئے ماں نے سینہ سے لگایا تو آپ کے سینہ پر زرہ تھی۔ ماں نے کہا بیٹا جا خدا کے راستہ میں شہید ہو جا اور یہ زرہ اتار دے کہ تو خدا کے ہاں صرف اسی کا بھروسہ لے کر جا اور کسی چیز کو نہ لے جا آپؓ نے یہ سنا تو زرہ بھی اتار دی۔ آخر حجاج نے آپ کو پھانسی پر چڑھا دیا تین دن کے بعد ضعیف والدہ کا ادھر سے گزر ہوا بیٹے کی لاش ابھی تک سولی پر لٹکی ہوئی تھی ماں نے بیٹے کو دیکھا

اور فرمایا ابھی تک یہ شہسوار گھوڑے پر سے نہیں اترا (طبری جلد ۷ ص ۳۴۲)
یہ بھی وہ شجاعت جس کو اسلام نے ضعف دل عورتوں کے سینہ میں بھر دیا
تھا کہ لخت جگر کی اس حالت پر بھی انکی زبانوں سے جو کلمات نکلتے تھے وہ
شجاعت کے آئین ہوتے تھے۔

اخلاق | آپ زہد و تقویٰ کا پیکر تھے۔ آپکی نماز ہو بہو آنحضرت صلعم کی نماز
کی تصویر تھی (مسند احمد) اس سکون و استغراق کے ساتھ نماز پڑھتے۔ کہ
قیام کی حالت میں بے جان ستون معلوم ہوتے تھے۔ رکوع اتنا طویل
ہوتا کہ دوسرے لوگ سورہ بقرہ ختم کر دیتے اور اُن کا رکوع تمام نہ ہوتا۔
طول سجدہ سے چڑیاں اُڑ اُڑ کر پیٹھ پر بیٹھتی تھیں خانہ کعبہ کے محاصرہ کے
زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے سنگباری ہوتی تھی وہ نہایت سکون اور
اطمینان کے ساتھ حطیم میں نماز پڑھتے۔ روزہ اور حج وغیرہ تمام ارکان
سے بھی ذوق و شغف تھا۔ (تاریخ الخلفا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو خود زہد و ورع کا مجسم پیکر تھے ان کی مذہبی زندگی
کے معترف تھے۔ (مستدرک حاکم) حضورؐ سے آپؓ کو شروع سے ہی
بے حد محبت تھی، ایک بار جب کہ آپؓ کی عمر صرف سات برس کی تھی۔ حضورؐ
نے پچھنے لگوائے آپؐ کے خون کو آپؓ نے لے لیا کہ میں پھینک دوں گا
اور ذرا ہٹ کر اس کو پی لیا۔ حضورؐ نے دریافت کیا کیا اس کو تم نے پھ۔

دیا عرض کیا نہیں حضور میں نے اس کو پی لیا حضورؐ نے فرمایا جس کسی کے
بدن میں میرا خون گیا اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہے لیکن اے عبداللہ
تو مشکلات و مصائب میں گرفتار رہوا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساری زندگی
مصیبتوں میں گزری (مسند امام احمد بن حنبل) آپ سنت نبوی کے نہایت پابند
تھے۔ ایک مرتبہ ان کے اور ان کے بھائی عمر بن زبیرؓ کے درمیان کسی معاملہ
میں تنازعہ ہو گیا۔ سعید بن عاص حاکم مدینہ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا اس
نے دونوں کے مرتبہ کے خیال سے اپنے پہلو میں جگہ دی عمرو تو بیٹھ گئے۔
لیکن ابن زبیرؓ نے انکار کر دیا کہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے رسول اللہ صلعم
اس طریقہ سے فیصلہ نہیں فرماتے تھے مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حکم کے
سامنے بیٹھنا چاہیئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۱۴)

قاتلین حسینؑ کا انتقام | آپ کی حکومت چونکہ عدل و انصاف کی بنیادوں پر
قائم تھی اس لئے آپ نے سب سے پہلے ظالموں سے انتقام لیا۔ کوفہ میں جن
لوگوں نے قتل حسینؑ میں حصہ لیا تھا پتہ لگا لگا کر قتل کیا اور ان کا مال ضبط کر لیا
پھر شمر، خولی، عمر بن سعد، عبیداللہ بن زیاد کا خاتمہ کر دیا اور ابن زیاد کا سر
حضرت زین العابدین صاحبزادے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں بھیج دیا
حضرت زین العابدینؓ شقی ظالم کا سر دیکھ کر مسکرا پڑے۔ (ابن اثیر جلد ۴ ص ۲۰۷)

حرم اور اہل حرم کی خدمت | مدینہ منورہ اور حرم مکہ کے مستحق لوگوں کی خدمت

وردکا خاص شوق تھا اور بڑی بڑی خدمتوں کے بعد بھی سیری نہیں ہوئی تھی۔ امہات المومنین کی خدمت ان سب پر مقدم جانتے تھے اور ہر ایک کی خدمت و اطاعت میں آپ پیش پیش رہا کرتے تھے۔

امہات المومنین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ابن زبیرؓ کی خالہ تھیں۔ انہی کے دامن میں انہوں نے پرورش پائی تھی۔ اس لئے اُن کی بڑی خدمت کرتے تھے حضرت عائشہ بڑی فیاض تھیں ابن زبیر جو کچھ دیتے وہ سب خرچ کر ڈالتیں ایک مرتبہ ابن زبیرؓ کی زبان سے اس کی شکایت نکل گئی حضرت عائشہ رضؓ کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی انہوں نے مختلف وسیلوں سے عفو تقصیر کی کوشش کی لیکن حضرت عائشہ رضؓ اپنی قسم توڑنے آمادہ نہ ہوئی تھیں۔ آخر میں بڑی دشواریوں سفارشوں اور رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان یاد دلانے کے بعد کہ کسی مسلمان کو دوسرے مسلمانوں سے تین دن سے زیادہ ترک کلام جائز نہیں" حضرت عائشہ رضؓ نے اپنی قسم توڑ کر اور اس کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے۔ اور خالہ بھانجے میں پھر وہی تعلقات قائم ہوئے (بخاری شریف اور تاریخ اسلام دار المصنفین جلد ۲)

علمی لحاظ سے آپ کا پایہ بڑا اونچا تھا کمسنی کی وجہ سے اگرچہ حضورؐ سے صرف ۳۳ روائتیں آپ کر سکے مگر دیگر اکابر صحابہ رضؓ سے آپ نے علوم آسمانی کے خزانے کے خزانے حاصل کر لئے تھے تفسیر، فقہ، حدیث اور نسب دانی میں آپ یکتا

تھے۔ خانہ کعبہ کو آپ نے بنا ابراہیمی پر تعمیر کرایا تھا اور بڑی بھی اس کی خدمت کی تھی
اس کے طواف کا آپ کو عشق تھا راوی کا بیان ہے ایک بار سیلاب آیا
تو آپ تیر کر طواف کرتے رہے (تہذیب الکمال)

ابن زبیرؓ قریش کے بہادر ترین لوگوں میں سے تھے ہر معرکہ میں وہ پیش پیش
رہتے تھے ان کی پوری زندگی شجاعانہ کارناموں سے معمور رہی۔ یہ اُن کی
شجاعت ہی تھی کہ بنی امیہ جیسی باجبروت حکومت کا سات برس تک مقابلہ
کرتے رہے (تاریخ اسلام دار المصنفین جلد ۲)

حضرت عمرؓ فاروق کے عہد میں اہل روم سے کئی جنگیں ہوئیں ان
میں ایک اہم ترین جنگ میں جبکہ روما کی ساری قوت مسلمانوں کو ختم کرنے
کے لئے جمع ہو گئی تھی رومی سردار نے اعلان کر دیا کہ آج جو شخص مسلمانوں
کے جرنیل کا سر لائے گا میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا حضرت
عبداللہ بن زبیرؓ نے سنا تو اعلان کر دیا کہ آج جو شخص رومی سردار کا سر لائے
گا تو اُس کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا جائے گا رومیوں نے سُن کر اپنے جرنیل
کی حفاظت پہلے سے زیادہ کر دی لیکن عبداللہ بن زبیرؓ کی کمال شجاعت
کا اندازہ کیجئے کہ آپ تن تنہا تیزی سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے رومی جرنیل
کے پاس گئے رومیوں نے سمجھا کہ شاید کوئی پیام لا رہے ہیں آپ نے
پہنچتے ہی بجلی کی تیزی کے ساتھ جرنیل روم کا سر اتار کر نیزے پر بلند کر دیا۔

اور برق رفتاری کے ساتھ چکر لگا کر اپنی فوج میں آگئے۔ یہ ایک واقعہ آپ کی شجاعت پر کافی ہے۔ اس کے بعد اور بہت سی جنگوں میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے جس سے باطل کے قلعے چور چور ہو گئے۔
شجاعت ہی کا ایک رُخ جرأت و بے باکی اور حق گوئی ہے۔ ابن زبیرؓ بڑے جری اور حق گو تھے کسی موقع پر اُن کی زبان اظہار حق میں خاموش نہ ہوتی تھی امیر معاویہ کے دبدبہ و شکوہ پولیٹیکل تدبیروں اور زرپاشیوں نے بڑے بڑے لوگوں کی زبانیں خاموش کر دی تھیں لیکن ابن زبیرؓ پر ان کا بس نہ چل سکا۔ اُن کے سامنے اُن کی تمام تر تدبیریں ناکام رہیں اور انہوں نے کسی طرح یزید کی ولیعہدی کی بدعت نہیں تسلیم کی۔
(تاریخ اسلام دارالمصنفین جلد ۲)

اجمالی سیرت: کسی کی سیرت کا رازدار اس کے ہمنشینوں اور دوستوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوتا۔ عمر بن قیس آپ کے پرانے دوستوں میں سے ہیں ان کا بیان ہے کہ دنیاوی معاملات میں جب آپ مصروف ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ان کو کبھی خدا نہ یاد آتا ہوگا۔ اور دین کے مشاغل میں جب آپ مصروف ہوتے تو معلوم ہوتا کہ کبھی دنیا کی طرف راغب نہ ہوتے ہونگے۔
(تاریخ الخلفاء) نہایت قائم اللیل اور صائم النہار تھے ساری ساری رات رکوع و سجود میں گزار دیا کرتے تھے۔ نہایت خلیق اور ملنسار تھے۔

غریبوں، بیکسوں اور لاوارثوں سے آپ کو خاص شفقت تھا، سچائی کی حمایت
اور باطل کی مخالفت آپ کے رگ و ریشہ میں داخل تھی، اسی کی خاطر آپ
نے اپنی حکومت اور آخر میں اپنی جان تک بھی دے دی۔ بنو امیہ کی مخالفت
اور اپنی خلافت کا قیام بھی محض اسی غرض کے لئے تھا۔ اس سے کبھی بھی
آپ نے کوئی ذاتی نفع نہیں حاصل فرمایا۔ کیونکہ ان کے والد حضرت زبیرؓ
عوام قریش کے بڑے دولت مند لوگوں میں سے تھے۔ ان کا تجارتی کاروبار
بڑا وسیع تھا اپنے بعد پانچ کروڑ سے زیادہ روپیہ چھوڑا اور ایک تہائی
وصیت ابن زبیر کے لئے کر گئے تھے۔ نقد کے علاوہ جاگیر اور مکانوں کی
شکل میں الگ سرمایہ تھا، اس لئے ابن زبیرؓ کی زندگی شروع سے آخر تک
نہایت فراغت اور اطمینان سے بسر ہوئی (بخاری شریف)
۱۰ جمادی الاولے ۷۳ھ میں حجاج سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو
۷۲ سال کی عمر، ۹ سال مدت خلافت تھی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ رضی اللہ عنہ

عبدالملک بن مروان

۷۳ھ تا ۸۶ھ
۶۹۲ء تا ۷۰۵ء

اموی قرشی ہے، ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ اور مروان نے علمائے مدینہ
کے سپرد کر دیا، جن کی صحبت و تربیت سے بڑا زبردست عالم و فاضل

ہوگیا ہر وقت تلاوت قرآن کرتا اور رات دن دین کی خدمت و اشاعت میں مصروف رہتا،

یہ عقل و دانش تدبیر و سیاست شجاعت و شہامت اور علم و فضل جملہ اوصاف سے متصف تھا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ عبدالملک عقلمند سمجھ دار عالم رعب دار اور نہایت سیاسی آدمی تھا۔ اپنے آخری وقت میں کہا کرتا تھا کہ کاش میں بادشاہ نہ بنتا بلکہ ساری زندگی ایک چرواہا رہتا (میزان الاعتدال) علم و فضل کے اعتبار سے وہ اپنے عہد کے اکابر علما میں تھا۔ اگر وہ حکومت کی آزمائشوں میں نہ پڑ گیا ہوتا تو مدینہ کی مسند علم کی زینت ہوتا اس کا شمار مدینہ کے ممتاز فقہاء میں تھا۔ حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کے بعد مدینۃ الرسول کے منصب قضاء و افتاء پر فائز تھا۔ اس عہد کے اکابر دائماً اس کے علمی کمالات کے معترف تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے آخری زمانہ میں لوگوں نے پوچھا کہ اب آپ کا آفتاب لب بام ہے آپ کے بعد ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں فرمایا مروان کا لڑکا فقیہہ ہے اس سے پوچھنا (اصابہ)

امام شعبیؒ کہتے تھے کہ میں جن جن علما سے ملا عبدالملک کے سوا اپنے کو سب پر فائق پایا اس سے جب حدیث یا شاعری وغیرہ پر گفتگو ہوتی تھی تو وہ معلومات میں کچھ اضافہ ہی کر دیتا تھا۔ (تاریخ طبری جلد ۷ ص۵۹)

خلافت ملنے سے پہلے وہ بڑا متقی و پرہیزگار تھا۔ رات دن عبادت و ریاضت اور تلاوتِ قرآن سے کام تھا۔ لیکن خلافت کے بعد یہ زندگی بالکل بدل گئی اور وہ مذہب سے بے گانہ ہوگیا۔ جب اس کو خلافت ملنے کی خبر ملی اس وقت وہ تلاوت قرآن میں مشغول تھا۔ یہ خبر سُن کر اُس نے قرآن بند کر دیا اور کہا یہ آخری صحبت ہے۔ اس نے یہ کلمات حسرت و افسوس کے طور پر کہے تھے۔

یہ صحیح ہے کہ خلافت ملنے کے بعد اس کا اگلا رنگ قائم نہ رہ سکا تھا۔ اور وہ سیاسی امور میں مذہبی حدود سے بھی تجاوز کر جاتا تھا لیکن اور اعمال میں وہ مذہبی تھا۔ اس کی انگوٹھی کا نقش اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ مُخْلِصًا تھا یعنی میں خلوص دل سے اللہ پر ایمان لایا۔

مشہور صاحب علم تابعی حضرت سعید بن مسیّب سے درخواست کر کے کلام اللہ کی تفسیر لکھائی۔ خلافت ملنے کے کئی سال بعد ۷۵ھ میں حج کے لئے گیا اور خود امیر الحج کے فرائض انجام دیئے اور ۸۱ھ میں اپنے لڑکے سلیمان کو امیر الحج بنا کر بھیجا (تاریخ ابن خلکان)

اس کے مذہبی جذبات کا اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اہم فرامین اور مراسلات کے سرنامہ پر قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اور آنحضرت صلعم کا ذکر مبارک لکھا کرتا تھا۔ سلاطین اور فرمانرواؤں کے مراسلات میں بھی یہ تحریر

ہوتی تھی قیصرِ روم نے اس پر اعتراض کیا کہ شاہی مراسلات میں آپ نے جو یہ نیا طریقہ جاری کیا ہے اُسے بند کر دیجئے ورنہ ہم اپنے سکوں پر ایسی تحریر نقش کریں گے جو آپ کو ناگوار ہو گی، اس کے جواب میں عبدالملک نے رومی سکہ ہی منسوخ کر دیا اور اسلامی سکہ جاری کیا جس پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ نقش تھا۔ امام شعبیؒ جیسے امام اس کے ہم جلیس و ہم نشین تھے۔ امام زہریؒ اس کے عمل کے مطابق فتویٰ دے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے سونے کے تار سے دانت کسنے کے متعلق استفتا کیا، انھوں نے جواب دیا کوئی مضائقہ نہیں عبدالملک ایسا کرتا تھا (تاریخ اسلام دار المصنفین ۲)

نہایت بہادر تھا۔ ایک رات میں چار بغاوتوں کا حال سُنا مگر مطلق دل پر اثر نہ ہوا۔ کہا کرتا اس سے بزرگ تر کوئی نہیں جس نے بلندی کے باوجود انکسار کیا، قدرت کے باوجود زاہد ہوا قوت کے باوجود انصاف کیا، اور آنے والے کو یہ ہدایت کرتا مجھ سے جھوٹ نہ بولنا کہ جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی ہے۔ جو نہ پوچھوں اُسے نہ کہنا میری تعریف میں زیادتی نہ کرنا، رعیت پر غصہ نہ دلانا (تاریخ الخلفاء)

اہم واقعات | ابتدائی تین سال اندرونی امور کی اصلاح میں گزرے ۷۵ھ میں اسلامی سکہ رائج کیا۔ اور دفتر کو فارسی سے عربی زبان میں منتقل کیا، ۷۷ھ میں ہرقلہ فتح ہوا ۸۲ھ میں مصیصہ فتح ہوا۔ اور یورپ میں آرمینیا

و منہاجہ وغیرہ کے بعض اضلاع مسلمانوں کے قبضہ میں آئے، ۸۳ھ میں حجاج بن یوسف نے شہر واسطہ کی بنیاد ڈالی، ۸۴ھ میں ادرنیہ فتح ہوا، ۸۵ھ میں عبدالعزیز و نعمان باہلی نے اردبیل و شہر بورعہ کو بسایا، ۸۶ھ میں تولق و آفرم کے قلعے فتح ہوئے اسی ۸۶ھ میں زبردست طاعون پھیلا۔ اسی سال وفات ہوئی۔

ولید اوّل بن عبدالملک

۸۶ھ تا ۹۶ھ
۷۰۵ء تا ۷۱۴ء

یہ نہایت بارعب اور سیاستدان خلیفہ تھا۔ ابن ابی عیلہ مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ خدا ولید پر رحم کرے ایسا بادشاہ کہاں ہوگا۔ اس نے ہند و اندلس کو فتح کیا، مسجد دمشق بنوائی اور بیت المقدس کے فقیروں میں چاندی کے پیالے تقسیم کئے۔ وہ بہت طاقتور اور مغرور حکمران تھا کسی حال میں بھی ہراساں اور پریشان نہ ہوتا تھا۔

ولید کو علم و فن سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ عربی زبان تک غلط بولتا تھا عبدالملک نے اس نقص کے دور کرنے کی بڑی کوشش کی اس کے لئے خاص معلم مقرر کئے گئے لیکن تعلیم کا الٹا اثر ہوا اس لئے عبدالملک نے معذور سمجھ کر چھوڑ دیا (طبقات ابن سعد)

اہم واقعات و کارنامے | ۸۶ھ میں اپنے والد کی زندگی ہی میں تخت نشین ہوا۔ اس کے دوسرے ہی سال اس نے جامع مسجد دمشق کی تعمیر شروع کرائی جو آج تمام عالم اسلامی میں ایک ممتاز عمارت ہے مسجد نبوی کو بھی وسیع کرایا۔ اسی سال یعنی ۸۷ھ میں بیکند۔ بخارا۔ سردر ینہ۔ مطمورہ۔ قیقم۔ وغیرہ ممالک اور بلے فتح ہوئے۔ ۸۸ھ میں جرثومہ اور طوانہ فتح ہوئے۔ ۹۱ھ میں نسف۔ کش۔ مدائن اور بحر آذربائی جان کے قلعے فتح ہوئے ۹۲ھ میں سارا اندلس فتح ہوا اور سندھ کے شہر ارنابیل قنزبون فتح ہوئے ۹۳ھ میں دیبل اور ہندوستان کے کئی اضلاع فتح ہوئے، کرخ۔ برہم۔ باجہ۔ بیضاء۔ خوارزم۔ سمرقند، اور سعد فتح ہوئے، ۹۴ھ میں کابل فرغانہ شاش۔ سندرہ وغیرہ فتح ہوئے۔ ۹۵ھ میں موقان مدینۃ الباب۔ ۹۶ھ میں طوس، وغیرہ صوبے اور ممالک فتح ہوئے اور سلطنت اسلامی باعتبار وسعت وقوت تمام دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط و مقبول ہوگئی۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے بعد اس دور میں اتنی فتوحات ہوئیں۔

دین سے محبت | اس کی زندگی مذہبی تھی۔ تین دن میں ایک قرآن ختم کرتا تھا۔ دو شنبہ اور پنج شنبہ کو پابندی کے ساتھ روزہ رکھتا تھا اور رمضان میں روزہ داروں کے لئے کھانا بھجواتا تھا (تاریخ طبری)،

صلحاء اور اخیار میں روپیہ تقسیم کرتا تھا۔ اپنے دور حکومت میں دو مرتبہ

حج کیا (مروج الذہب مسعودی ۴۴۵)

یتیموں کے ختنے کرانے کا انتظام کر دیا، بچوں کے مفت تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کرایا۔ اپاہج اور معذور لوگوں کے لئے خادم مقرر کئے، اندھوں کے لئے بھی یہی انتظام کیا، علما فقراء صلحاء اور فقہا کے لئے گرانقدر وظائف مقرر کئے۔ تمام قلمرو میں سوال کرنے کی ممانعت کر دی۔ ضرورت مندوں کے لئے محتاج خانے قائم کئے جہاں سے ہر ضرورت مند کو بقدر ضرورت سامان خورونوش اور کپڑا وغیرہ ملا کرتا تھا۔ اس کی یہ خدمت اس قدر وزن دار ہے کہ آج تمام دنیا کی بڑی چھوٹی حکومتیں اور طاقتیں بھی یہ بات اپنے دائرۂ حکومت میں نہ کر سکیں۔ رشتہ داروں کا خاص لحاظ رکھتا تھا، بہت بہادر، سیاست دان، رحمدل اور فیاض تھا۔ انصاف کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا، کسی مصیبت میں گھبراتا نہ تھا۔ مستقل مزاج اور باہمت تھا، علماء و صلحاء کی دل سے قدر کرتا تھا۔

ایک اہم وصیت | مرتے وقت اس کے باپ عبدالملک نے ایک گراں قدر وصیت کی تھی اس پر ساری زندگی کاربند رہا۔ وصیت کے الفاظ یہ ہیں۔

مدائنی نے روایت کیا کہ آخر وقت میں عبدالملک نے کہا کاش میں ساری عمر حمال رہتا۔ پھر ولید کو بلا کر کہا کہ بیٹا ہر حال میں خدا کا خوف کرنا، تفرقہ سے بچتے رہنا۔ اچھی ماں کے بیٹے بننا۔ لڑائی میں جوانمردوں کے سے کام کرنا، نیکی میں

علامت اور نشان بنتا۔ کیونکہ لڑائی آدمی کی مقرر مدت سے پہلے موت نہیں آتی ہے۔ اور احسان سے ہمیشہ ذکر خیر باقی رہتا ہے مصیبت میں خوش روئی سے رہا کرنا موقع پر سختی اور موقع پر نرمی اختیار کرنا (تاریخ الخلفا سیوطی ص ۲۲۵)

بس یہی اس کی زندگی کا اصول تھا اور اس کی شوکت حشمت اور وسعت مملکت کا یہی راز تھا۔

علمی خدمات | علم کی توسیع کا بہت خواہشمند تھا حفظ قرآن پر گرانقدر عطیے دیا کرتا تھا اور جو اس سے غفلت کرتا تھا سزا دیتا تھا (طبری جلد ۸ ص ۱۲۷۱)

قرآن شریف پر اعراب اور نقطے جو آج دیکھے جاتے ہیں اسی دور کی یادگار ہیں۔ حجاج بن یوسف گورنر عرق نے لگوائے تھے تعمیرات کا بے حد شوق تھا ہندوستان کا شاہجہاں یا اسپین کا عبدالرحمٰن ثالث تھا۔ لوگ جب باہم ملتے تو تعمیرات ہی کی بات چیت کرتے تھے۔ (طبری جلد ۸ ص ۱۲۷۳)

مسجد نبوی و جامع دمشق کی تعمیریں | ۹۰ھ میں اس نے مسجد نبوی کو نہایت شاندار طریقہ سے بنوایا اور ارد گرد کے مکانات خرید کر شامل مسجد کر دیے (طبری جلد ۸ ص ۱۲۱۳)

شاہ روم سے ایک لاکھ مثقال سونا اور بہت سا سامان نقش و نگار اور مشہور کاریگر منگائے (سر نئی دیوار کی بنیاد مشہور بزرگ زمانہ سے ڈلوائی، صرف ایک دیوار پر ۴۵ ہزار اشرفیاں خرچ آئی تھیں۔ پوری عمارت حسن و

جمال کی تصویر تھی۔ ۹۱ھ میں خود دیکھنے آیا اور اس خوشی میں تمام اہل مدینہ کی شاندار دعوتیں کیں۔ سونے چاندی کے برتن تقسیم کئے اور خدام مقرر کئے۔ (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۴) اس نے جامع دمشق بنوائی اس پر چھپن[۵۶] لاکھ اشرفیاں صرف ہوئی تھیں۔ بارہ ہزار مزدوروں نے ۹ برس میں تیار کی تھی (تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۲۰۸)

ان تمام خوبیوں کے ساتھ اس میں ایک عیب یہ تھا کہ وہ بڑا سخت گیر تھا۔ اس سخت گیری کی وجہ سے ہزاروں آدمی قید و بند میں مبتلا ہوئے۔ (تاریخ اسلام دار المصنفین جلد دوم)

جمادی الثانی ۹۶ھ میں وفات پائی اس وقت اس کی عمر صرف ۵۱ سال تھی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ باب صغیر کے باہر مدفون ہوا۔ مدت خلافت نو[۹] سال چند ماہ تھی۔ اُنیس لڑکے اور سترہ لڑکیاں چھوڑیں۔ (طبری جلد ۸ صفحہ ۱۲۳۹)

ولیدی دور پر اجمالی تبصرہ۔ ولید کا دور ہر لحاظ سے کامیاب تھا اور بنو امیہ کا سب سے شاندار زمانہ تھا۔ شاہ چین کی اطاعت اس دور کا زبردست کارنامہ ہے جرنیل قتیبہ نے ۹۶ھ میں بڑی شان و شوکت سے حملہ کیا۔ شاہ چین نے مسلمانوں سے گفتگو کے لئے ایک وفد طلب کیا۔ قتیبہ نے ہبیرہ کو سالار وفد بنا کر دس منتخب آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ ہبیرہ اور شاہ چین میں کئی بار ملاقاتیں

آخری بار شاہ چین نے جواب دیا کہ تم اپنے سپہ سالار سے کہو کہ مجھ کو تمہاری تعداد معلوم ہے تم ہمارے ملک سے چلے جاؤ ورنہ میں ایسی فوج مقابلے پر روانہ کردوں گا جو تم کو برباد کردے گی۔

ہبیرہ نے جواب میں ایک مختصر سی تقریر کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا آپ ہماری تعداد کیونکر کم بتاتے ہیں جبکہ ہم ایک اتنی بڑی فوج کے مالک ہیں جس کا ایک سرا شام میں اور دوسرا آپ کے دربار میں موجود ہے، شاہ چین نے یہ جرأت اور بسالت اور مسلمانوں کے حالات معلوم کرکے اطاعت قبول کرلی بہت سامال جزیہ دے کر مصالحت کی اور قیمتی تحائف سے اسلامی فوجوں کے دامن بھر دیئے۔ (ابن اثیر جلد ۵)

ولیدی دور کی کامیابی | ولیدی دور کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ اسکی خوش نصیبی ہے جس کی بدولت اس کو تاریخ عالم کے بہترین ہیرو اور بہترین جرنیل مل گئے تھے، جنہوں نے دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک اسلامی پرچم کو بلند کر دیا تھا۔

محمد بن قاسم نے سندھ اور پنجاب کی حکومتوں کو الٹ دیا تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے افریقہ کی سلطنتوں کو اسلام کے قدموں پر لا ڈالا تھا۔ حجاج بن یوسف نے حجاز اور عراق کی بغاوتوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ طارق ابن زیاد نے سپین اور یورپ کے حصوں کو فتح کرلیا تھا۔ قتیبہ بن مسلم نے سارے ایشیائے کوچک کی حکومتوں

کو اسلام کے تابع کر دیا تھا۔ مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید نے شام اور روم پر اسلام کی دھاک بٹھا دی تھی یہ وہ مشاہیر ہیں جن کی مثالیں دنیا کی تاریخ میں کم ملے گی۔

سلیمان بن عبدالملک

۹۶ھ تا ۹۹ھ مطابق ۷۱۳ء تا ۷۱۶ء

سلاطین بنی اُمیہ میں سب سے بہتر بادشاہ تھا علامہ جلال الدین سیوطی کا بیان ہے۔ نہایت فصیح بلیغ، عادل، جہاد کا شوقین تھا، علامہ ابن سیرین کا بیان ہے، خدا سلیمان پر رحم کرے اس کی خلافت کی ابتدا نماز کو ٹھیک وقت پر پڑھنے سے اور انتہا عمر بن عبدالعزیز کی خلافت پر ہوئی اس کے عہد میں سردا، حصن الحدید، شقا، طبرستان، جرجان۔ سفالیہ وغیرہ علاقے فتح ہوئے ذاتی حیثیت سے بڑا صاحب اوصاف تھا۔ مورخین اسے مفتاح الخیر یعنی بھلائی کی کنجی لکھتے ہیں۔ وہ اپنے پیشرو کے برعکس بڑا فصیح و بلیغ تھا۔

وفات | سیوطی کا بیان ہے کہ ایک روز اس نے آئینہ دیکھا اور اپنے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا، کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے، ابوبکر صدیقؓ تھے، عمرؓ فاروق تھے، عثمانؓ حیادار تھے، معاویہؓ حلیم تھے، یزید صابر تھا، عبدالملک سیاستدان تھا۔ ولید ظالم تھا اور میں بادشاہ نوجوان ہوں۔

اس بات کو ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ جمعہ ۱۰ صفر ۹۹ھ کو انتقال ہو گیا۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ

۹۹ھ تا ۱۰۱ھ مطابق ۷۱۷ء تا ۷۱۹ء

آپ ۶۱ھ میں مصر کے ملک شہر حلوان میں پیدا ہوئے۔ مروان بن حکم کے پوتے اور حضرت عمر بن خطابؓ کی پوتی ام عاصم کے صاحبزادے تھے، علماء کے نزدیک آپ پانچویں خلیفہ راشد ہیں۔

نیک سیرت | حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی حقیقی خواہش یہ تھی کہ موروثی حکومت پھر جمہوری خلافت سے بدل جائے لیکن یہ بنیادی تبدیلی آپ کے اختیار میں نہ تھی بنی امیہ میں موروثی حکومت اصولی حیثیت سے مسلم ہو چکی تھی۔ آپ نے بعض موقعوں پر خود اس معذوری کا اظہار کیا، ایک موقع پر فرمایا کہ اگر خلافت کا مسئلہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسم ابن عبداللہ کو خلیفہ بنا دیتا۔

ایک مرتبہ جب بنی امیہ نے آپ کی عادلانہ روش کے خلاف زیادہ احتجاج کیا تو آپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر آئندہ تم لوگوں نے میرے سامنے اس قسم کی احتجاج کی تو میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں گا۔

مالک بن دینار کہتے تھے کہ لوگ مجھ کو عابد و زاہد کہتے ہیں، حالانکہ زاہد تو عمر و بن عبد العزیز ہیں۔ یونس بن لیث کہتے ہیں کہ خلافت کے پہلے میں نے ان کو دیکھا تھا۔ نہایت جسیم اور نہایت موٹے تھے لیکن خلافت کے بعد میں نے اُن کی ہڈیاں تک شمار کرلیں۔ جب خلیفہ ہوئے تو رواج کے مطابق داروغہ اصطبل آپ کے لئے شاہانہ سواری لایا۔ آپ نے اُس کو رد فرما دیا اور فرمایا مجھ کو میرا ہی گھوڑا کافی ہے۔ خلیفہ بننے کے بعد گھر آئے۔ بی بی سے کہا آپ دو باتوں میں سے ایک اختیار کیجئے یا مجھ کو اختیار دیجیے یا یہ سونے جواہرات اور بیش قیمت زیورات وسامان ہیں ان کو لیجئے۔ انہوں نے کہا میں آپ کو لیتی ہوں۔ آپ نے اس سارے سامان اور زیورات اور جواہرات کو بیت المال میں داخل کر دیا۔ پھر مسجد میں آکر ایک خطبہ دیا جو تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔

عظیم الشان خطبہ | "میں اپنی جانب سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ محض احکام الٰہی کو نافذ کرنے والا ہوں۔ میں خود اپنی جانب سے کوئی بات شروع کرنے والا نہیں ہوں بلکہ محض پیرو ہوں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ معصیت میں اُس کی پیروی کی جائے۔ میں تم میں کا بہتر آدمی بھی نہیں ہوں البتہ خدا نے مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زیادہ گرانبار کیا ہے (تاریخ خضری جلد دوم)

اصلاحات | بادشاہت کے ایک ایک امتیاز کو مٹا دیا۔ خلفاء کے ساتھ

نقیب و علمبردار چلتے تھے۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلعم کی طرح اُن پر درُود وسلام بھیجا جاتا تھا۔ سلام میں خاص امتیاز برتا جاتا تھا۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے ان سب مراسم کو بند کر دیا۔ چنانچہ جب حسب دستور کوتوال نے نیزہ اور نشان لے کر آپ کے ساتھ چلنا چاہا تو آپ نے روک دیا اور فرمایا میں مسلمانوں کا ایک معمولی فرد ہوں۔ عام حکم جاری کر دیا کہ سلام میں خصوصیت نہ برتی جائے بلکہ صرف عام سلام کیا جائے (سیرت عمرو بن عبدالعزیز)

عمّال کے نام فرمان جاری کیا کہ پیشہ ور واعظ خلفا پر درود و سلام بھیجتے ہیں انہیں روک دو اور حکم دو کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے دعا کیا کریں اور خلیفہ کے ساتھ خصوصیت چھوڑ دیں۔ ابوبکر بن محمد کو لکھا کہ کسی شخص کو صرف اس لئے ترجیح نہ دو کہ وہ خاندان خلافت سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہ سب عام مسلمانوں کے برابر ہیں اور اُسے عملاً برت کر دکھا دیا۔ ایک مرتبہ آپ کے سالے اور چچیرے بھائی مسلمہ بن عبدالملک فریق کی حیثیت سے مقدمہ میں آئے اور سرکاری فرش پر بیٹھ گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے روک دیا کہ اپنے فریق کی موجودگی میں تم فرش پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یا عام لوگوں کے برابر بیٹھو یا کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنا دو (تاریخ طبری)۔ شاہی خاندان کے وظائف عام مسلمانوں کے برابر کر دیے۔ اور بتا دیا کہ سچی جمہوریت اس کو کہتے ہیں۔

امور خلافت کے انتظام و انصرام میں عہد فاروقی کو اپنے لئے نمونہ

بنایا۔ حضرت عمرؓ کے پوتے سالم کو لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر خدا مجھ کو اس کی استطاعت دے تو میں رعایا کے معاملات میں عمر بن الخطابؓ کی روش اختیار کروں۔ اس لئے تم میرے پاس اُن کی وہ تحریریں اور فیصلے جو اُنہوں نے مسلمانوں اور رومیوں کے بارے میں کئے ہیں بھیجو، اگر خدا کو منظور ہے ہے تو اُنکے نقش قدم پر چلوں گا (خلاصۂ تاریخ علامہ معین الدین ندوی)

حقیقت یہ ہے کہ بعض حیثیتوں سے آپ حضرت عمرؓ سے بڑھ گئے تھے کیونکہ حضرت عمرؓ کا زمانہ عہد رسالت سے بہت قریب تھا۔ اسلامی روح زندہ تھی۔ مسلمان دنیا میں مبتلا نہ ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ کے لئے کوئی مزاحم طاقت موجود نہ تھی۔ اس لئے اُنہوں نے جو کچھ کیا وہ کچھ زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے لیکن حضرت عمرؒ بن عبد العزیز نے ہر طرح کے مخالف حالات میں عہد فاروقی کو زندہ کر دکھایا۔ خود اس زمانہ کے اکابر حضرت عمرؒ بن عبد العزیز کے کارنامے کو فاروقی کارناموں سے افضل سمجھتے تھے۔ چنانچہ سالم بن عبد اللہ نے آپ کو لکھا کہ عمر بن خطابؓ نے جو کچھ کیا وہ دوسرا زمانہ تھا۔ دوسرے لوگ تھے۔ اگر تم نے اس زمانہ اور ان آدمیوں میں عمر بن الخطابؓ کی پیروی کی تو تم اُن سے افضل ہو گئے۔ (تاریخ اسلام دار المصنفین جلد دوم ۲)

نظام حکومت | آپ کا نظامِ حکومت سراپا سنتِ نبوی و سنت خلفائے راشدین کے مطابق تھا۔ ایک بار آپ کے ایک والی نے لکھا کہ میرے قلمرو

میں سخت بدعنوانیاں ہیں۔ لوگ بغیر تلوار اور دُرّے کے راضی نہ ہوں گے کیا مجھ کو اس کے کرنے کی اجازت ہے۔ آپ نے اُن کو جواب میں لکھا:۔ "اما بعد حق و عدل سے تم درست کرو اور اس کی ہدایت و اشاعت کرو۔ اس کے علاوہ بدعنوانیوں کو روکنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں والسلام۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی)

غیر مسلموں سے سلوک غیر مسلموں کا آپ کو بے حد خیال تھا حکام کو حکم تھا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے کسی ذمّی غیر مسلم رعایا کو تکلیف دی۔ اس نے مجھ کو تکلیف دی" لہذا اس حدیث نبوی پر سختی سے عمل کرتا۔ اس کا یہ اثر تھا کہ آپ پر غیر مسلم جان فدا کرتے تھے۔ ایک بار کسی صوبہ میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں ایک راہب رہتا تھا وہ کسی سے نہیں ملتا تھا۔ لیکن جب آپ کی آمد کی خبر سُنی تو آیا اور کہنے لگا بیشک آپ خدا کے مقبول بندے ہیں اور بڑی تعریفیں کیں۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔

آپ بحیثیت عالِم دیں کے ان اوصاف کے ساتھ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز علمی اعتبار سے اپنے دور کے جلیل القدر عِلم تھے اگر سیاسی حالات نے نہیں تختِ شاہی پر نہ بٹھا دیا ہوتا تو وہ مسند عالم کی زینت ہوتے حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔ کان فقیہا عالما برا تقیا، عادلا ورعا صائم النہار وقائم اللیل:۔ ترجمہ فقیہ تھے۔ عالم تھے۔ پرہیزگار تھے۔ منصف تھے۔

خدا سے ڈرنے والے تھے۔ دن بھر روزہ دار اور شب بیدار تھے۔

(میزان الاعتدال)

امام نووی کا بیان ہے کہ ان کی جلالت شان فضیلت علمی وفور علم و تقویٰ اور آثار صحابہ کے اتباع اور خلفائے راشدین کی پیروی پر سب کا اتفاق ہے (تہذیب التہذیب)

اس عہد کے اکابر علما ان کے سامنے طفل مکتب تھے میمون بن مہران جو خود ایک بڑے صاحب علم تابعی ہیں کا بیان ہے عالم عمر بن عبدالعزیز کے سامنے شاگرد معلوم ہوتے تھے مشہور صاحب علم تابعی مجاہد کا بیان ہے کہ ہم لوگ انہیں تعلیم دینے کے تھے لیکن کچھ دنوں کے بعد ہم خود ان سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ تفسیر، حدیث فقہ جملہ علوم دین میں انہیں یکساں دستگاہ حاصل تھی اور ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔

بادشاہوں میں وہ بہت بڑے بادشاہ تھے۔ فاتحین میں بہت بڑے فاتح تھے۔ قاضیوں میں بہت بڑے قاضی،

عالموں میں بہت بڑے عالم اور امام تھے۔ صوفی دیکھتے تو کہتے کہ ان سے بڑھ کر کوئی صوفی نہیں، علماء دیکھتے تو کہتے ان سے بڑا کوئی عالم نہیں۔ اور سیاستدان دیکھتا تو کہتا ان سے بڑھ کر کوئی سیاسی نہیں۔ خدا نے عجیب صاحب کمال بنایا تھا۔

ایک واقعہ کہتے ہیں جس وقت آپ گورنر تھے۔ بڑی فراغت اور عیش کی زندگی گزارا کرتے تھے۔ راتوں کو پھولوں کی سیج پر سوتے تھے۔ ایک رات لونڈی نے سیج تیار کی اور پھولوں کی مہک سے اس پر نیند آگئی سو گئی۔ آپ جو سونے کے لئے آئے تو یہ دیکھا غصہ سے بے قابو ہو گئے۔ لونڈی کو مارنا شروع کر دیا۔ لونڈی نے کہا جس سیج پر صرف چند گھنٹوں کے سونے کی یہ سزا ہو بھلا جو روز اس پر سوئے گا۔ اس کا مالک اس کو کیا سزا دے گا! حضرت عمر بن عبدالعزیز کی یہ سنتے ہی حالت دگرگوں ہو گئی۔ سعادت مند لوگ اسی طرح سے معمولی معمولی باتوں سے اثر پذیر ہوا کرتے ہیں۔

اس سعادت اس فضل و کمال کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ کے دربار میں شعراء اور ظرفا کی جگہ علما اور ارباب کمال کا مجمع ہو گیا تھا اور ان کی بڑی قدر دانی تھی۔ دور دور سے علماء و فقہاء کو بلا کر ان کی قدر افزائی فرماتے اور خلافت میں وہی آپ کے مشیر اور ہم مجلس تھے۔ ان میں میمون بن مہران۔ رجا بن حیوٰۃ۔ رباح بن عبیدہ، سالم بن عبداللہ محمود بن کعب قرظی اور سعید بن مسیب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مذہبی امور میں سعید بن مسیب سے ضرور مشورہ فرماتے۔ آپ علما کے ارد گرد اس طرح ہوتے تھے جیسے معلوم ہوتا کوئی عظیم الشان استاد اپنے کثیر التعداد شاگردوں کے بیچ میں بیٹھا علم دین کے موتی بکھیر رہا ہے۔

مذہبی تعلیم کی اشاعت کی جانب آپ کی خاص توجہ تھی۔ قاضی ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ عام طور پر علم کی اشاعت کریں تعلیم کے لئے حلقہ درس میں بیٹھیں تاکہ جو لوگ نہیں جانتے جان جائیں۔ کیونکہ علم اُس وقت تک برباد نہیں ہوتا جب تک خزانہ نہ بن جائے (تہذیب الکمال) ایک اور عامل کو لکھا کہ اہلِ علم کو حکم دو اپنی مسجدوں میں علم کی اشاعت کریں کیونکہ حدیثیں مُردہ ہو رہی ہیں (مروج الذہب) جو علماء اس مقدس فرض میں مشغول تھے انہیں فکرِ معاش سے بے نیاز کر دیا۔ حمص کے گورنر کو لکھا کہ جن لوگوں نے دنیا کو چھوڑ کر اپنے کو فقہ کی تعلیم کے لئے وقف کر دیا ہے۔ بیت المال سے سو سو دینار ان کا وظیفہ مقرر کر دو کہ وہ اطمینان کے ساتھ اس خدمت کو انجام دے سکیں تعلیم کی اشاعت کے لئے طلبہ کے وظائف مقرر کئے اور ان کے رہنے سہنے کے اعلیٰ انتظامات کئے (سیوطی)

مختلف ملکوں میں تعلیم کے لئے علماء بھیجے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کے مشہور صاحبِ علم غلام نافع کو جو مدینہ کے بڑے فقیہہ تھے حدیث کی تعلیم کے لئے مصر بھیجا (تاریخ تمدنِ اسلامی)

قاری جعثل بن عاہان کو قرأت کی تعلیم کے لئے مصر و مغرب بھیجا۔

یزید بن ابی مالک دمشقی اور حارث بن اشعری کو بدوؤں کی تعلیم و تربیت

پر مقرر کیا۔ ان کوششوں سے چند ہی مہینوں میں سارا ملک خزانہ علم بن گیا۔ تعلیم کے ساتھ ارشاد ہدایت کے لئے تمام ممالک محروسہ میں واعظ اور مفتی مقرر کئے۔ چنانچہ حجاج ابوکثیر اموی اسکندریہ کے واعظ تھے۔ (تاریخ اسلام جلد دوم دارالمصنفین)

حدیث کی جمع و ترتیب | آپ کا سب سے بڑا تعلیمی و مذہبی کارنامہ احادیث نبوی کی حفاظت اور اس کی اشاعت ہے اگر انہوں نے ادھر توجہ نہ کی ہوتی تو احادیث نبوی کا ایک بڑا حصہ ضائع ہو جاتا۔ آپ نے جب دیکھا کہ بڑے بڑے حفاظ حدیث اُٹھتے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ حدیثیں بھی دفن ہوتی جارہی ہیں تو قاضی ابوبکر بن حزم گورنر مدینہ کو لکھا کہ احادیث کو نبوی پوری محنت تلاش و جستجو کر کے لکھ لو مجھے علماء کے ساتھ علم کے مٹ جانے کا خوف ہے لیکن یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں قبول کی جائیں۔ اس قسم کا فرمان تمام صوبوں کے والیوں کے نام لکھا۔ اس حکم پر تمام محدثین سے حدیثیں تلاش کر کے ان کے مجموعے مرتب کئے گئے اور تمام ممالک محروسہ میں بھیجے گئے۔ سعد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے دفتر کی دفتر حدیثیں لکھیں اور انہوں نے اس کا ایک ایک مجموعہ تمام ممالک محروسہ میں بھیجا۔ (حوالہ مذکور)

دوسری علمی خدمات | مغازی اور مناقب صحابہؓ کی جانب اس وقت تک

علمی حیثیت سے کوئی خاص توجہ نہیں کی گئی تھی سب سے پہلے حضرت عمر
بن عبدالعزیز نے عاصم بن عمرو بن قتادہ کو جو مغازی اور سیرت کے بڑے عالم
تھے حکم دیا کہ وہ جامع دمشق میں ان دونوں کا درس دیا کریں۔ اگرچہ حضرت
عمر بن عبدالعزیز کا اصل مقصد مذہبی تعلیم یعنی کتاب وسنت کی اشاعت
تھا لیکن عاصم نے غیر قوموں کے علوم سے فائدہ اٹھایا اور مروان بن عبدالعزیز
نے اس کی نقلیں کرا کے ملک میں انہیں شائع کیا اس طرح سے دوسری
عظیم الشان علمی جدوجہد سے سارے ممالک محروسہ کو علوم وفنون عقل و
حکمت اور تعلیم وتعلم کا گرانبار خزانہ بنا دیا۔ ہر شہر بلکہ ہر گاؤں اور ہر گلی کوچہ
میں علم وتعلم کا شور برپا ہو گیا۔ اور کوئی گھر ایسا خالی نہیں رہا جہاں علوم وفنون
کے تذکرے اور چرچے نہ ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ہر گھر علم کا ایک بڑا مدرسہ
ہے۔ (ابن سعد جلد ۵)

رعایا کی خوشحالی آپ نے ظلم کا نام ونشان مٹا دیا۔ حکام کی تمام زیادتیوں
کو بہ یک قلم ختم کر دیا اور تمام ظالم عہدیداروں کو موقوف کر کے جیل خانوں میں
ڈلوا دیا ہر جگہ نیک پابند شریعت اور خدا سے ڈرنے والے رعایا پر رحم
کرنے والے اور اپنے پرائے پر ایک سا عدل کرنے والے عہدیداروں کو مقرر کیا۔ جس
کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی مہینوں میں رعایا امن وامان خوشحالی وفارغ البالی
کی مثال بن گئی یہاں تک کہ ساری سلطنت میں ایک شخص بھی غریب نہ رہا۔

اور جو صدقہ کھایا کرتے تھے وہ صدقہ دینے لگے۔ حد یہ کہ پورے ملک میں کوئی خیرات لینے والا باقی نہ رہا۔ (فتح الباری جلد ۶ ص ۴۵۱) دنیا کی کسی حکومت میں یہ مثال نہ مل سکے گی یہ خاص اسلام اور صرف اسلام کا احسان ہے کہ اس نے ایسی حکومت کی بنیاد رکھی ہے جس میں خوشحالی ہی خوشحالی ہے۔ امن اور فارغ البالی ہے فقر یہ کہ

جنت آں باشد کہ آزارے نباشد   کسے را با کسے کارے نباشد

کا نمونہ ہو۔ آج بھی اسلام ایسی ہی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ دنیا پائیدار امن اور خوشحالی پا سکے۔

رفاہ عام | آپ کا دور اسلام کی سچی تصویر تھا اس لئے ہر قسم کی سعادت سے لبریز تھا آپ نے غریبوں کے لئے جگہ جگہ شاہی لنگر خانے قائم کرائے، جہاں مفت کھانا تقسیم ہوتا تھا (ابن سعد جلد ۵ ص ۲۷۴) شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر کئے (ابن سعد جلد ۵ ص ۲۵۵) نادار قرضداروں کے قرضوں کا انتظام کیا جگہ جگہ مسافر خانے بنوائے جہاں عام مسافر کی ایک رات اور ایک دن خاطر داری ہوتی اور بیمار کی دو دن دو رات جس کسی کے پاس سواری نہ ہوتی اس کی سواری کا انتظام کیا جاتا بیمار کا علاج ہوتا۔ (طبری ص ۱۳۶۴) غیر مسلم اور مسلم رعایا میں کوئی فرق و امتیاز نہ تھا۔ آپ نے تمام غیر مسلموں کی جائدادوں کو واپس دلایا تھا جو اس سے پہلے لے لی گئی تھیں اور مسلمان و غیر مسلم کے

خون کو برابر کا درجہ دلایا تھا ان کے مال کی پوری طرح حفاظت فرمائی ایک بار کسی نے غیر مسلم کا گھوڑا لے لیا آپ نے اس کے چالیس درے لگوائے

اخلاق حسنہ | آپ مکارم اخلاق کے پیکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی زندہ تصویر تھے۔ جملہ اسلامی اخلاق آپ کے دامن میں موتیوں کی طرح بکھرے نظر آتے ہیں۔ تمام فضائل اخلاق کا سرچشمہ خشیت الٰہی ہے حکومت کا جاہ و جلال خدا سے غافل اور مواخذہ سے بے خوف بنا دیتا ہے لیکن عمر ابن عبدالعزیز کے دل کو اس شے نے خوف و خشیت سے لبریز کر دیا تھا۔ معمول تھا کہ عشا کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ اسی حالت میں آنکھ لگ جاتی تھی بیدار ہوتے تو پھر یہی مشغلہ جاری ہو جاتا اور ساری ساری رات اسی طرح گزر جاتی تھی۔ اس خشیت کا نتیجہ تھا کہ آپ خلافت کی ذمہ داریوں اور امت کے حقوق کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے ایک مرتبہ آپ کی بیوی نے آپ کے رات بھر رونے کو دیکھ کر اس کا سبب پوچھا آپ نے ٹالا مگر انہوں نے اصرار کیا کہ میں اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہتی ہوں اس وقت آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بارے میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ میں اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ اور سپید جملہ امور کا ذمہ دار ہوں۔ اس لئے جب میں مکیں، غریب، فقیر، گم شدہ اور اسی قبیل کے دوسرے آدمیوں کو یاد کرتا ہوں جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے

ہیں اور جس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اور خدا ان کے بارے میں مجھ سے سوال کرے گا اور رسول صلعم ان کے مدعی ہوں گے ایسی حالت میں اگر میں خدا کے سامنے کوئی معقول عذر اور دلیل نہ پیش کروں گا تو مجھ پر خوف طاری ہو جاتا ہے اور میری آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جتنا میں ان چیزوں پر غور کرتا ہوں اتنا ہی میرا دل خوفزدہ ہو جاتا ہے جب لوگ آپ کے گریہ و بکا کے متعلق کچھ کہتے تو آپ فرماتے تم لوگ رونے پر مجھے ملامت مت کرو۔ کیونکہ اگر فرات کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی ہلاک ہو جائے تو اس کے بدلے میں عمر پکڑا جائے گا۔ (تاریخ ابن اثیر کامل ص۱۱۸) اپنے ایک فوجی افسر سلیمان بن ابی کریمہ کو ایک مرتبہ لکھا کہ خدا کی عظمت و خشیت کا سب سے زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جس کو اس نے اس آزمائش میں ڈالا جس میں میں ہوں خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ سخت حساب دینے والا، اور اگر اسکی نافرمانی کروں تو مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں میں اپنی حالت سے سخت گرفتہ ہوں مجھے خوف ہے کہ میرے یہ حالات مجھے ہلاک نہ کر دیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم جہاد فی سبیل اللہ کو جانے والے ہو میری یہ درخواست ہے کہ جب میدان جنگ میں پہنچو تو میرے لئے شہادت کی دعا کرنا میری حالت بڑی پرخطر ہے اور میرا خطرہ بہت بڑا ہے (سیرت عمر بن عبد العزیز۔ تاریخ اسلام جلد دوم دار المصنفین)

قیامت کا ڈر | حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں ہر رات کو عشا کے بعد آپ کے گرد علما بیٹھتے تھے آپ ان سے موت اور قیامت کا ذکر فرماتے اور ایسے روتے جیسے کوئی جنازہ سامنے رکھا ہے۔ آپ فرماتے۔ اے خداوندا اگر تیرے اور تیرے حساب کے علاوہ کسی چیز سے ڈروں تو تو مجھے دوزخ میں ڈال دے۔ ایک بار ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی آپ نے فرمایا تو خدا کو یاد رکھ اور ہر لحظہ اس کا خیال رکھ تیری مصیبت کم ہو جائے گی اور تجھ کو دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچے گا (تاریخ الخلفا ص۲۹۱)

عفو و درگزر | عفو و درگزر کا یہ عالم تھا کہ سخت سے سخت موقع میں بھی آپ اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے حتیٰ کہ ایک غلام نے آپ کو زہر دیا جس کے صدمہ سے آپ نے وفات پائی۔ جب اس کو سامنے کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا تجھ کو کس چیز نے مجھ کو زہر پلانے پر آمادہ کیا۔ اس نے کہا ایک ہزار دینار اور آزادی آپ نے اس سے ایک ہزار دینار کو منگوا کر بیت المال میں داخل کر دیا اور فرمایا تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں لوگ تجھ کو نہ دیکھ سکیں۔

احیاء سنت نبویؐ | سنت نبوی سے عشق تھا۔ آپ نے اپنے مختصر سے دور خلافت میں بدعتوں کو ختم کر کے سنت کو زندہ کر دیا اور تمام خلاف شرع باتوں کو بہ یک قلم رد کر دیا۔ حضرت علی کی شان میں خلفائے بنو امیہ برا بھلا کہا کرتے تھے آپ نے حکماً اس کو روک کر گورنروں کو لکھا کہ جمعہ کے خطبہ

میں حضرت علیؓ پر لعن طعن کی جگہ آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ پڑھا کریں جس کے معنی ہیں: بیشک اللہ انصاف احسان اور قرابت داروں کے دینے کا حکم اور فحش اور بری باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے (تاریخ اسلام دارالمصنفین، ج۲)

پرہیزگاری | آپ نہایت پرہیزگار اور متقی تھے۔ آپ کا تقویٰ ہر شعبہ زندگی پر نمایاں تھا۔ لیکن مسلمانوں کے مال میں آپ نے اس کا جو نمونہ پیش کیا اس کی مثال سلاطین و فرماں رواؤں کی تاریخ میں مشکل سے مل سکے گی بیت المال سے معمولی سا فائدہ بھی اٹھانا گوارا نہ تھا رات کو جب تک خلافت کا کام کرتے تھے اس وقت تک بیت المال کی شمع جلاتے تھے اس کے بعد گل کر کے اپنا ذاتی چراغ جلواتے تھے۔ بیت المال کی جانب سے فقرا و مساکین کے لئے باورچی خانہ تھا۔ اپنے لئے پانی تک نہ گرم کراتے تھے ایک مرتبہ آپ کی لاعلمی میں ملازم ایک مہینہ تک باورچیخانہ میں پانی گرم کرتا رہا آپ کو معلوم ہوا تو اتنی لکڑی خرید کر باورچیخانہ میں داخل کر دی۔ ایک مرتبہ غلام کو گوشت کا ٹکڑا بھوننے کا حکم دیا وہ اسی تنور سے بھون لایا۔ آپ نے اسے ہاتھ نہ لگایا اور غلام سے فرمایا تم ہی کھا لو میری قسمت میں نہ تھا۔ ایک مرتبہ بیت المال میں بہت سے سیب آئے آپ انہیں عام مسلمانوں میں تقسیم فرما رہے تھے آپ کا چھوٹا بچہ ایک سیب اٹھا

کر کھانے لگا آپ نے اس کے منہ سے چھین لیا وہ رونے لگا اور جا کر ماں سے شکایت کی ماں نے بازار سے سیب منگوا دیا۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز گھر واپس آئے تو انہیں سیب کی خوشبو معلوم ہوئی پوچھا فاطمہ کوئی سرکاری سیب تو یہاں نہیں آیا ہے انہوں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس کے منہ سے نہیں چھینا تھا۔ بلکہ اپنے دل سے چھینا تھا اس لئے کہ مجھ کو یہ پسند نہ تھا کہ میں مسلمانوں کے مال کے سیب کے بدلے میں اپنے کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں برباد کر دوں۔ آپ کو لبنان کا شہد بہت مرغوب تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے اس کی خواہش ظاہر کی۔ آپ کی بیوی فاطمہ نے لبنان کے حاکم ابن معدی کرب کے پاس کہلا بھیجا تھا انہوں نے بہت سا شہد بھجوا دیا فاطمہ نے اسے عمر بن عبدالعزیز کے سامنے پیش کیا انہوں نے دیکھ کر کہا معلوم ہوتا ہے تم نے ابن معدی کرب کے پاس کہلا بھیجا تھا۔ چنانچہ اس کو چکھا تک نہیں اور بچوا کر اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی اور ابن معدیکرب کو لکھ بھیجا کہ تم نے فاطمہ کے کہلانے پر شہد بھیجا ہے۔ خدا کی قسم تم نے اگر آئندہ ایسا کیا تو اپنے عہدہ پر نہیں رہ سکتے ہیں اور میں تمہارے چہرے پر نظر نہ ڈالوں گا۔ احتیاط کا آخری نمونہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بیت المال کا مشک آپ کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے ناک بند کر لی کہ اس کی خوشبو ناک میں نہ جانے پائے۔ لوگوں

نے عرض کیا امیرالمومنین خوشبو سونگھنے میں کیا ہرج ہے فرمایا مشک کا انتفاع یہی ہے ۳۹ سال کی عمر میں ۱۰۱ھ میں رحلت فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اجمالی سیرت | تخت خلافت پر قدم رکھنے کے بعد تحفے وہدیے قبول کرنے بند کر دیئے ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کے پاس سیب اور میوے بھیجے آپ نے واپس کر دیئے بھیجنے والے نے آپ سے کہا کہ ہدیہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے تھے۔ آپ نے جواب دیا لیکن ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے وہ رشوت ہے (سیرت عمر بن عبد العزیز ص۳۱۲)۔ بنی امیہ نے حاکم اور محکوم و آقا و غلام کی جو تفریق پیدا کر دی تھی حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسے بالکل مٹا دیا تھا اور خود مساوات کا عملی نمونہ بن گئے تھے۔ ملازمین تک کو تعظیم کے لئے اٹھنے کی ممانعت کر دی اور خود ان کے برابر بیٹھتے تھے بلکہ ان کی خدمت میں بھی تامل نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پنکھا جھلتے جھلتے ایک لونڈی کی آنکھ لگ گئی آپ نے پنکھا لے کر خود جھلنا شروع کیا اس کی آنکھ کھلی تو دیکھ کر گھبرائی۔ آپ نے فرمایا آخر تم مجھے پنکھا جھل رہی تھیں میں نے بھی تمہیں جھل دیا (تاریخ خضری جلد ۲ ص۱۲۷) اگر ملازم سو جاتے تو خود اپنے ہاتھ سے کام کر لیتے ملازم کے آرام میں خلل نہ ڈالتے ایک مرتبہ رجا بن حیوۃ سے گفتگو میں رات زیادہ گزر گئی اور چراغ جھلملانے لگے۔ ملازم قریب ہی سویا ہوا تھا رجا نے جگانا چاہا

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے روک دیا۔ رجاء نے خود چراغ درست کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے انہیں بھی روک دیا اور خود اُٹھ کر تیل لیا اور ڈال دیا۔ جب ڈال کر واپس آئے تو فرمایا جب میں اُٹھا تھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور اب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں آپ کی سادگی تواضع اور مساوات اس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ جو لوگ آپ کو پہچانتے نہ تھے انہیں عام لوگوں میں پہچاننے میں دقت ہوتی تھی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص۲۸۷)

خلافت کے بعد سارے تکلفات سے دست کش ہو کر ابوذر غفاریؓ کا قالب اختیار کر لیا تھا۔ لونڈی غلام فرش و فروش لباس وغیرہ جملہ عیش و تکلف کے سامانوں کو بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی تھی۔ گذارے کے لئے بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نہ لیتے تھے (تاریخ اسلام دارالمصنفین جلد دوم)

خانگی زندگی ایک زمانہ میں چار سو کی قیمت کا کپڑا بھی جسم پر بار معلوم ہوتا تھا اور دن بھر میں کئی کئی جوڑے بدلے جاتے تھے یا صرف اب ایک جوڑا رہ گیا تھا اس کو دھو دھو کر پہنتے تھے۔ آخری بیماری میں ایک قمیص کے علاوہ دوسری قمیص نہ تھی کہ بدلائی جاتی۔ آپ کے سالے مسلمہ بن عبدالملک نے اپنی بہن سے کہا کہ قمیص میلی ہو گئی ہے لوگ عیادت کو آتے ہیں، دوسری بدلوا دو وہ سن کر چپ رہیں مسلمہ نے جب دوبارہ کہا تو بولیں خدا کی قسم اس کے

علاوہ دوسرا کپڑا نہیں ہے پھر ایک جوڑا بھی سالم نہ ہوتا تھا۔ بلکہ پیوند پر پیوند لگے ہوتے تھے آپ کے بچے بھی اسی تنگی سے بسر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی بچی آمنہ کے پاس کپڑا نہ تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ فرش پھاڑ کر کرتے بنا دیئے جائیں۔ آپ کی بہن کو معلوم ہوا تو ایک تھان بھجوا دیا اور منع کر دیا کہ عمرؓ سے نہ مانگنا (ابن عساکر) ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے کپڑے مانگے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ خیار بن ریاح کے پاس رکھے ہیں ان سے جا کر لے لو۔ عبداللہ گئے تو خیار نے کپڑے نکال کر دیئے۔ یہ لڑکے تھے بولے یہ تو ہمارے پہننے کے لائق نہیں ہیں۔ خیار نے کہا میرے پاس امیرالمومنین کے یہی کپڑے ہیں عبداللہ نے واپس جا کر حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز سے بھی یہی کہا انہوں نے فرمایا میرے پاس تو یہی کپڑے ہیں یہ جواب سن کر وہ مایوس لوٹنے لگے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے واپس بلا کر کہا کہ اگر اپنے وظیفہ سے پیشگی لینا چاہو تو لے سکتے ہو۔ چنانچہ دو سو درہم دلوا دیئے اور وظیفہ تقسیم کرتے وقت کاٹ لیا نہایت خوبصورت اور وجیہ تھے۔ چار بیویوں سے سولہ لڑکے لڑکیاں چھوڑیں (سیرت عمرؓ بن عبدالعزیز)

مقدس اقوال | آپ کے اقوال سیرت کی کتابوں میں جا بجا ملتے ہیں۔ وہ اس لائق ہیں کہ سونے کے حروف سے لکھے جائیں اور زبانی یاد کئے جائیں۔ ایک مرتبہ آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ لوگو! اپنے باطن کی

اصلاح کرو ظاہر بھی درست ہوگا اپنی آخرت کے لئے عمل کرو۔ دنیا میں
نہیں کفایت ہوگی۔ جان لو کہ موت سب کو آنے والی ہے (ابن عساکر)
فرمایا سلف صالحین کے اقوال پر عمل کیا کرو۔ وہ تم سے زیادہ اچھے اور
زیادہ جاننے والے تھے (کنز العمال)، فرمایا جب تم کبھی کسی مسلمان سے
کوئی بات سنو تو جب تک اس کو اچھائی کا جامہ پہنانے کی طاقت ہو برائی
پر نہ محمول کرنا۔ فرمایا مجھے دنیا کا زوال اس سے بہت آسان ہے کہ ایک
چلو کسی انسان کا خون بہایا جائے۔ فرمایا جو شخص لڑائی جھگڑے غصے اور
طمع سے محفوظ رہا، اس نے نجات پائی (کنز العمال)، فرمایا اے لوگو خدا سے
ڈرو اور تلاش رزق میں سرگرداں نہ رہو کہ تم میں سے کسی کا رزق پہاڑ
کی چوٹی پر یا زمین کی تہہ میں ہوگا وہ بھی مل کر رہے گا (حلیہ ابی نعیم)، گورنروں
کی روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ وہاں کے ٹھیک لوگوں کی
سننا اور ان لوگوں کو معاف کرنا ان کے آگے بڑھنے والوں سے آگے
رہنا اور پیچھے رہنے والوں سے نہ ہو جانا ان کے اندر اس طرح رہنا کہ
سب لوگ تم تک اپنی آواز پہنچا سکیں۔ (حلیہ ابی نعیم)، فرمایا بہت بڑی
سمجھداری دو باتوں میں ہے قناعت کرنا اور لوگوں کو تکلیف نہ دینا۔
فرمایا عدل یہ ہے کہ چھوٹوں سے بیٹوں کی طرح بڑوں سے باپ کی طرح
برابر والوں سے بھائیوں کی طرح، عورتوں سے سلوک، لوگوں کو جرم کے

مطابق سزا اپنی ذات کے لئے کسی کو ایک چھڑی تک نہ مارنا، عدل ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یزید بن عبد الملک | سلیمان بن عبد الملک کی وصیت کے مطابق ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا چالیس روز تک حضرت عمرؓ بن عبد العزیز کے نقش قدم پر چلا اس کے بعد بدل گیا۔ ۱۰۲ھ میں ملک میں بڑی بغاوت ہوئی جس کو مسلمہ نے فرو کیا۔ ۱۰۵ھ میں فوت ہوا۔

ہشام بن عبد الملک

۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ
۷۲۴ء تا ۷۴۴ء

۷۵ھ میں پیدا ہوا۔ نہایت عقلمند اور مدبر تھا۔ بیت المال میں اس وقت تک کوئی روپیہ داخل نہ کرتا جب تک کہ ۴۰ آدمی حلفیہ یہ بیان نہ دیتے کہ روپیہ جائز طریق پر وصول کیا گیا ہے۔

ہشام کے اوصاف اور خصوصیات میں دو وصف زیادہ نمایاں تھے حلم اور کفایت شعاری امیر معاویہؓ کے حلم کی طرح اس کا حلم بھی تاریخی مسلمات میں ہے وہ تلخ سے تلخ باتیں سن کر پی جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اس کو آمنے سامنے سخت الفاظ کہے۔ اس نے صرف اس قدر کہا کہ اپنے امام کو برا کہنا مناسب نہیں ہے۔

ایک مرتبہ خود اس نے ایک معزز شخص کو نا ملائم الفاظ کہے اس نے کہا خلیفۃ اللہ فی الارض ہو کر اس قسم کے الفاظ منہ سے نکالتے ہوئے شرم نہیں آتی ہشام سخت شرمندہ ہوا اور بولا مجھ سے اس کا بدلہ لے لو، اس شخص نے کہا تمہارے ہی جیسا کمینہ میں بھی ہو جاؤں۔ ہشام نے کہا تو اس کا مالی معاوضہ لے لو۔ اس نے کہا یہ بھی میں نہیں کر سکتا۔ ہشام نے کہا تو اس کو خدا کی راہ میں دے دو اس نے کہا پہلے خدا کی راہ میں پھر تمہارے لئے، اس واقعہ سے ہشام نہایت شرمندہ ہوا اور قسم کھالی کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرے گا۔ اس کی زبان سے جو سخت سے سخت کلمہ تاریخوں میں ملتا ہے وہ یہ ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص پر بہت برہم ہوا تو کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں تم کو ایک کوڑا مار دوں گا۔ لیکن یہ ارادہ قول سے عمل میں نہ آیا۔ (تاریخ اسلام دار المصنفین جلد دوم)

وہ اپنے اور پیشروؤں کے برعکس نہایت کفایت شعار تھا۔ ایک ایک لباس برسوں پہنتا تھا اپنے لڑکوں کو بھی سادگی کا عادی بنایا تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے بعد بے اندازہ دولت چھوڑ گیا (تاریخ خضری جلد دوم ص ۳۴۹)

وفات ۱۲۵ھ میں قنسرین میں اس نے ایک محل بنوایا کہ زندگی میں ایک دن اس طرح اس میں گزارے کہ فکر نہ ہو ابھی نصف یوم بھی نہ ہوا تھا کہ

کسی سرحد سے ایک خوان آیا جس میں زنگا ہوا پر رکھا تھا ہشام نے دیکھا اور کہا افسوس ساری زندگی میں ایک دن بھی نصیب نہ ہو سکا۔ اس کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر ۱۲۵ھ میں وفات پائی (تاریخ ابن اثیر کامل ص ۱۴۷)

اہم واقعات ہشام کا بیس سالہ عہد حکومت بلند ترین واقعات سے بھرپور ہے، مغرب میں بربر کی قوت ٹوٹ گئی ایشیا میں ترکوں کا زور ختم ہو گیا۔ یورپ میں اندلس پر پوری حکومت قائم ہوئی اور فرانس پر کئی حملے ہوئے۔ ہندوستان میں سندھ اور پنجاب اور راجپوتانہ کے کئی اہم شہر اور قلعے فتح ہوئے، اس کے علاوہ ۱۰۷ھ میں قیصریہ فتح ہوا ۱۰۸ھ میں خنجرہ ۱۱۲ھ میں جزیرہ مالٹا اور بعض دوسرے جزائر فتح ہوئے، اسی کے زمانہ میں عباسی حکومت کی تحریک کا آغاز ہوا (ابن اثیر جلد ۲۰)

جامع تبصرہ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ کا حلم عبدالملک کی سیاست و اولوالعزمی کا یہ جامع تھا۔ اور بنو امیہ میں اس کے بعد پھر اس پایہ کا کوئی حکمران نہیں ہوا (تاریخ مسعودی) یہ نہایت بیدار مغز اور جملہ امور سلطنت خود انجام دیتا تھا نہایت عادل اور جفاکش خلیفہ تھا۔ اس کے ہاں مسلم وغیر مسلم کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ ایک بار ایک غیر مسلم نے شہزادے محمد کو زخمی کر دیا خواجہ سرا نے اس نصرانی کو مارا خلیفہ نے خواجہ سرا کو سزا

دینی چاہی تو وہ شہزادے کے دامن میں چھپ گیا پھر بھی خواجہ سرا سزا سے نہ بچ سکا اور اپنے لڑکے کو تنبیہہ کی (تاریخ ابن اثیر صفحہ ۹۶) نماز کا نہایت پابند تھا ایک بار ایک شہزادے نے جماعت میں نماز نہ پڑھی اور سواری نہ ہونے کا عذر کیا کہا کہ کیا تم پیدل نہ آسکتے تھے۔ پھر سزا کے طور پر سال بھر کے لئے اس شہزادے کی سواری بند کر دی (ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۶)

اس نے بہت سی نہریں جاری کرائیں افتادہ زمینوں کو آباد کرایا فوجی نظام کچھ درست کرایا جہازوں کے بہت سے کارخانے تعمیر کرائے بحری فوج مضبوط کرائی صنعت اور تجارت کو ترقی دی۔ اور اخلاقیات کو درست کر کے ساری مملکت کو درست کر دیا۔

ولید ثانی بن یزید بن عبد الملک

سنہ ۱۲۵ھ تا سنہ ۱۲۶ھ
۷۴۳ء تا ۷۴۴ء

سنہ ۹۰ھ میں پیدا ہوا سنہ ۱۲۶ھ میں مقتول ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۲ سال تھی۔ اس کی مدت حکومت ایک سال دو ماہ ہے یہ نہایت نااہل شخص تھا۔ ہر وقت فسق و فجور اور شراب و کباب میں مست رہتا تھا اس لئے لوگوں نے تنگ آ کر اس کو قتل کر دیا۔ جب قتل کرنے آنے لگے تو یہ قرآن شریف کھول کر بیٹھ گیا کہ جس طرح حضرت عثمان غنی شہید ہوئے

ہوئے قرآن پڑھ رہے تھے اسی طرح میں بھی قرآن پڑھتا ہوا جاؤں نہایت
خوبصورت اور بہت بڑا ادیب تھا۔ حکومت کی جانب سے محتاجوں کی
پرورش اور معذوروں اپاہجوں کی خدمت کا انتظام کیا تھا۔ (ابن اثیر
جلد ۵ صفحہ ۱۰۶)

شعروسخن کا اچھا ذوق رکھتا تھا۔ خود خوش گو شاعر تھا۔ خصوصاً
خمریات میں اسے بڑا کمال حاصل تھا۔ ابونواس نے جو عربی زبان کا خیام
تھا۔ اپنے کلام میں ولید کے خمریات سے بہت استفادہ کیا ہے۔ طبعاً بڑا
فیاض اور سیر چشم تھا شعراء کی قدردانی میں اس کی فیاضی حد تک پہنچ جاتی تھی۔
یزید بن قتیبہ شاعر نے اس کی تخت نشینی کی تبریک میں پچاس شعر کا ایک
قصیدہ پیش کیا تھا۔ ولید نے ہر شعر کے صلہ میں ایک ایک ہزار روپیہ انعام دیا۔
(تاریخ اسلام دار المصنفین جلد دوم)

بقیہ خلفاء اس کے بعد خلافت میں بہت ضعف آگیا۔ بہت تھوڑا عرصہ حکومت
قائم رہ سکی۔ سنہ ۱۲۶ھ میں چھ ماہ کے لئے یزید بن ولید تخت پر بیٹھا۔ پھر سنہ ۱۲۷ھ
میں ۲ ماہ کے لئے ابراہیم بن ولید خلیفہ ہوا۔ اس کے بعد مروان الحمار تخت
پر بیٹھا اس کے زمانے میں خراسان آذربائیجان اور آرمینیا میں بہت
شورش بپا ہوئی۔ آخر عباس سفاح نے سنہ ۱۳۲ھ میں مروان اور رؤساء
و اعیانِ حکومت کو قتل کر کے بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

بنوامیہ کے زوال کے اسباب | بنوامیہ اوصاف جہانبانی وجہانگیری کے وجود اخلاقی اور دینی لحاظ سے چونکہ اس وقت کے معیار سے کامل نہ تھے اس لئے اتنی بڑی حکومت کو چلا نہ سکے۔ یہی ان کے زوال کا سب سے بڑا سبب تھا۔ اس کے تحت، یزید کی ولی عہدی شخصی حکومت کا ظہور، واقعہ کربلا، واقعہ حرہ، خانہ کعبہ کا محاصرہ، علماء و فضلاء کا قتل عمائد اراکین کی باہمی مخالفتیں اور قتل، جنگ وجدل کی کثرت۔ بغاوتوں کا ظہور اور شور و فتن کی زیادتی اور دوسری باتیں ہوئیں جنہوں نے آخر کار اتنی بڑی حکومت کو ختم کر ڈالا۔ قحطانی اور عدنانی رقابتوں نے بھی بہت ابھرا تھا پھر خوارج اور روافض کی شرانگیزیاں جدا۔ یہ تمام باتیں ایک طرف اور دین اور اخلاق کا وہ چشمہ بہتا رہتا جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جاری فرمایا تھا تو یہ سب اس میں خس و خاشاک بن کر بہہ گئی ہوتیں۔ لیکن افسوس مابعد خلفاء نے اُن کی قدر نہ کی اور آخر سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

ابومسلم خراسانی | اسی درمیان عباسی تحریک بھی اُٹھ کھڑی ہوئی جس کو ابومسلم خراسانی نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا دیا۔ بنوامیہ اس کو روک نہ سکے، اس سے بھی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا، ابومسلم خراسانی خراسان کا باشندہ تھا۔ پارسی النسل نومسلم تھا۔ نہایت چالاک اور

عالی دماغ تھا اس نے بنوامیہ کو ختم کرنے میں اپنی دماغی قوتوں اور رجالا کی کا پورا زور صرف کر دیا، کہا جاتا ہے چونکہ پارسیوں کو اسلام سے دشمنی تھی۔ اس لئے اس نے بدلہ لینے کے لئے عباسی تحریک میں شمولیت اختیار کی تھی اس نے عرب کے باہمی قبائل کو خوب لڑایا۔ مضر اور ربیعہ قبائل میں خونریزی کرائی اور عرب کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا، وہ رات دن باہمی جنگ و جدل کی تدبیر کرتا اور لڑا کر حکومت کرنا چاہتا تھا لیکن بہت جلد ابومسلم کو اپنی شرارتوں کا مزہ مل گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ابوجعفر منصور عباسی نے اس شورش پسند کو قتل کر ڈالا۔ (اخبار الطوال ص ۴۹۵)

"خلافت راشدہ اور بنوامیہ کا خلاصہ"

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ آغاز خلافت سنہ ۱۱ھ مطابق سنہ ۶۳۲ء وفات سنہ ۱۳ھ مطابق سنہ ۶۳۴ء دو برس تین مہینہ عمر شریف ۶۳ سال۔

(۲) حضرت عمر فاروقؓ آغاز خلافت سنہ ۱۳ھ مطابق سنہ ۶۳۴ء وفات سنہ ۲۳ھ مطابق سنہ ۶۴۴ء دس برس چھ مہینہ عمر ۶۳ سال۔

(۳) حضرت عثمان غنیؓ آغاز خلافت سنہ ۲۳ھ م سنہ ۶۴۴ء وفات سنہ ۳۵ھ م سنہ ۶۵۵ء ۱۲ برس عمر ۸۲ سال۔

(۴) حضرت علیؓ آغاز خلافت سنہ ۳۵ھ م سنہ ۶۵۶ء وفات سنہ ۴۰ھ م سنہ ۶۶۱ء

۴ برس ۹ ماہ عمر ۶۳ سال

(۵) امام حسنؓ آغاز خلافت سنہ ۴۰ھ م سنہ ۶۶۱ء وفات سنہ ۴۱ھ م سنہ ۶۶۲ء ۶ ماہ عمر ۴۷ برس ،

خلفاء بنو امیہ

(۱) امیر معاویہ بن ابو سفیان تخت نشینی سنہ ۴۱ھ م سنہ ۶۶۱ء وفات سنہ ۶۰ھ مطابق سنہ ۶۸۱ء ۱۹ سال ۳ ماہ عمر ۸۰ سال

(۲) یزید بن ابی معاویہ تخت نشینی سنہ ۶۰ھ م سنہ ۶۸۱ء انتقال سنہ ۶۰ھ م سنہ ۶۸۴ء تین سال ۶ ماہ عمر ۳۸ سال۔

(۳) معاویہ بن ابی یزید سنہ ۶۴ھ م سنہ ۶۸۴ء انتقال سنہ ۶۴ھ م سنہ ۶۸۴ء ۳ ماہ عمر ۲۳ سال۔

(۴) مروان بن الحکم تخت نشینی سنہ ۶۴ھ م سنہ ۶۸۴ء انتقال سنہ ۶۵ھ م سنہ ۶۸۴ء ۹ ماہ عمر ۶۳ سال۔

(۵) عبدالملک بن مروان تخت نشینی سنہ ۶۵ھ م سنہ ۶۸۴ء انتقال سنہ ۸۶ھ م سنہ ۷۰۵ء ۲۰ سال عمر ۶۰ برس۔

(۶) ولید بن عبدالملک تخت نشینی سنہ ۸۶ھ م سنہ ۷۰۵ء انتقال سنہ ۹۶ھ م سنہ ۷۱۴ء ۹ برس ۷ ماہ عمر ۴۲ سال۔

(۷) سلیمان بن عبدالملک تخت نشینی سنہ ۹۶ھ م ۷۱۴ء انتقال سنہ ۹۹ھ م ۷۱۷ء ۲ برس ۸ ماہ عمر ۴۵ سال۔

(۸) عمر بن عبدالعزیز تخت نشینی سنہ ۹۹ھ م ۷۱۷ء انتقال سنہ ۱۰۱ھ م ۷۱۹ء ۲ برس ۵ ماہ ۳۹ سال عمر۔

(۹) یزید بن عبدالملک تخت نشینی سنہ ۱۰۱ھ م ۷۱۹ء انتقال سنہ ۱۰۵ھ م ۷۲۳ء ۴ سال ایک ماہ عمر ۳۴ سال

(۱۰) ہشام بن عبدالملک تخت نشینی سنہ ۱۰۵ھ م ۷۲۳ء انتقال سنہ ۱۲۵ھ م ۷۴۳ء ۱۹ سال ۹ ماہ عمر ۵۵ سال۔

(۱۱) ولید بن یزید تخت نشینی سنہ ۱۲۶ھ م ۷۴۴ء انتقال سنہ ۱۲۷ھ م ۷۴۴ء ۲ ماہ عمر ۴۶ سال۔

(۱۲) ابراہیم بن ولید تخت نشینی سنہ ۱۲۶ھ م ۷۴۴ء انتقال سنہ ۱۲۷ھ م ۷۴۴ء ۴ ماہ عمر ۴۷ سال

(۱۳) مروان الحمار تخت نشینی سنہ ۱۲۷ھ م ۷۴۴ء انتقال سنہ ۱۳۲ھ م ۷۵۰ء ۵ برس ۱۰ ماہ عمر ۴۳ سال۔